رُوحوں کی دُنیا

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور ۲

جامع مکمل اور مستند کتاب

مرنے کے بعد روحوں کی زندگی کا ثبوت

روحوں کی دنیا

محدث اعظم پاکستان مولانا احمد رضا خان بریلوی

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

marfat.com

نام کتاب : حیات الموات فی بیان سماع الاموات

تصنیف لطیف : اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سترہ

مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور

قیمت : -/92روپے

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Phone No:092-42-7312173-7123435

Fax No.092-42-7224899

Email:info@faridbookstall.com

Visit us at:www.faridbookstall.com

marfat.com

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حامد اینڈ کمپنی نے مختصر عرصہ میں اسلامی کتب کی اشاعت میں ایک مقام حاصل کر لیا ہے، اللہ تعالےٰ کی توفیق شاملِ حال رہی تو امید ہے کہ یہ ادارہ دینی لٹریچر کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کرے گا۔

حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خان مدظلہ العالی (بریلی شریف)، اگر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں اور ہمیں امام اہل سنت کی غیر مطبوعہ تصانیف کی فوٹو سٹیٹ کاپی عنایت فرمائیں تو ہم تمام اخراجات کی ادائیگی اور ان کتابوں کی اشاعت کی ذمہ داری لینے کیلئے تیار ہیں۔

پیش نظر کتاب "حیات الموات" عصر حاضر کے امام، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی تصنیف لطیف ہے، اس کتاب میں انہوں نے روحانی دنیا اور اس کے وظائف واشغال کی نقاب کشائی کی ہے، قرآن وحدیث اور چودہ سو سالہ اسلامی لٹریچر کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ مرنے کے بعد روح فنا نہیں ہو جاتی بلکہ ایک نئے سفر کا آغاز کرتی ہے، ارواح کھانے پینے سے بے نیاز اور گھٹنے بڑھنے سے پاک ہوتی ہیں، دیکھنا، سننا، جاننا وغیرہ افعالِ روح ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ان کی صلاحیت میں اضافہ ہو جاتا ہے، کتاب میں صرف اس مسئلہ کے متعلقات پر ہی بحث نہیں کی گئی بلکہ مذہبی مادہ پرستوں کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے گئے ہیں۔

ہمارے محترم دوست الحاج محمد عارف قادری رضوی نے اس کتاب کا نادر نسخہ فراہم کیا، مولانا اختر شاہجہانپوری نے امام اہل سنت کے حالات زندگی لکھے حضرت مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری نے بڑی محنت سے تصحیح کی ہم ان حضرات اور دیگر معاونین کے شکر گزار اور دعا گو ہیں۔

marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
حرفِ آغاز	۱۳
مقدمہ باعث تالیف و نقل تحریر خلاف میں۔	۳
مقصد اول تحریر مخالف پینتیس ۳۵ اعتراض دو نوع میں۔	۷
نوع اول۔ اعتراضات مقصودہ۔	۷
صنف دیگر اکابر خاندان عزیزی کے اقوال سے تحریر خلاف کا رد۔	۱۳
صنف دیگر مبحث اعتقاد نفع و ضرر	
نوع دوم تحریر خلاف وہابیہ کے	۲۶
بھی خلاف ہے۔	
فائدہ جلیلہ کریمہ انك لاتسمع الموتی کی بحث	۲۶
مقصد دوم احادیث	۳۳
نوع اول بعد موت بقائے روح و	۳۳
صفات افعال ممدوح میں اموات کا اہل دنیا کو دیکھنا ان سے کلام کرنا رد ح مومن کا جہاں چاہنا جانا وغیر ذلک۔	
نوع دوم احادیث سمع و ادراک اہل قبور	۴۵

مضمون	صفحہ
فصل اول اہل قبور سے حیا کرنے میں	۴۵
فصل دوم احیا کے آنے پاس بیٹھنے بات کرنے سے مردوں کا جی بہلتا ہے۔	۴۶
فصل سوم احیا کی بے اعتدالی سے اموات کو ایذا ہوتی ہے۔	۴۷
فصل چہارم صریح حدیثیں کہ مردے زائرون کو پہچانتے ان کا سلام سنتے جواب دیتے ہیں۔	۵۲
فصل پنجم صریح حدیثیں کہ مردے نہ فقط سلام بلکہ ہر آواز و کلام سنتے ہیں۔	۵۸
چھ حدیثیں کہ مردہ جوتوں کی چاپ سنتا ہے	۶۵
چھ حدیثیں کفار مقتولین بدر سے کلام میں	
چار حدیثیں تلقین میت میں۔	
وصل آخر صحابہ کا اہل قبور سے باتیں کرنا	۶۹
مقصد سوم اقوال علما	۷۴
نوع اول اقوال علمائے سلف و خلف۔	۸۶
تمہید روحیں موت سے نہیں مرتیں	
فصل (۱) موت صرف مکان بدلنا ہے نہ کہ جماد ہونا۔	۸۷

marfat.com

مضمون	صفحہ
فصل (۲) بعد موت علوم و افعال روح بدستور رہتے بلکہ زیادہ ہو جاتے ہیں۔	۹۰
فصل (۳) اموات کا علم دنیا و اہل دنیا کو بھی شامل۔	۹۴
فصل (۴) اموات سے حیا کرنے میں۔	۹۵
فصل (۵) افعال احیاء سے تأذی اموات میں۔	۹۷
فصل (۶) ملاقات احیاء و ذکر خدا سے اموات کا جی بہلتا ہے۔	۱۰۰
فصل (۷) مردے اپنے زائر کو دیکھتے پہچانتے اور اس کی زیارت پر مطلع ہوتے ہیں۔	۱۰۳
فصل (۸) مردے زائر سے کلام کرتے اور اس کے سلام و کلام کا جواب دیتے ہیں۔	۱۰۶
فصل (۹) اولیا کی کرامتیں اولیا کے تصرف بعد وصال بھی بدستور ہیں۔	۱۰۹
فصل (۱۰) فیض و امداد اولیا بعد وصال	۱۱۱
فصل (۱۱) تصریحات علما کہ سلام تبرر دلیل قطعی سماع ہوتی ہے۔	۱۱۹
فصل (۱۲) اہل قبور سے سوائے سلام اور انواع خطاب و کلام۔	۱۴۰
فصل (۱۳) بعد دفن تلقین میت میں	۱۲۱
فصل (۱۴)، ارواح کرام کو ندا اور ان سے طلب دعا۔	۱۳۳
فصل (۱۵) بقیہ متصریحات سماع اموات	۱۳۹
نوع دوم اقوال خاندان عزیزی۔	۱۴۶
وصل (۱) علم و سمع و بصر اموات	۱۴۶
وصل (۲) بقائے تصرفات اولیا بعد وصال۔	۱۴۹
وصل (۳) فیض و امداد اولیا بعد وصال۔	۱۵۱
وصل (۴) استمداد و ندائے اولیا۔	۱۶۱
خاتمہ فتوائے علمائے حرمین شریفین دربارۂ سماع موتی۔	۱۶۶
تکمیل جمیل چند فوائد عالیہ کی یاددہانی۔	۱۷۳
فائدۃ اولی سماع موتی کا منکر بدعتی گمراہ ہے۔	۱۷۳
فائدہ ثانیہ اہل قبور کا علم و سمع و بصر ہمیشہ ہے ہاں جمعہ کے دن زیادہ ہوتا ہے۔	۱۷۳
فائدہ ثالثہ ارواح مومنین کو اختیار ہوتا ہے کہ آسمان و زمین میں جہاں چاہیں جائیں۔	۱۷۴

marfat.com

مضمون	صفحہ
فائدہ رابعہ ارواح طیبہ کے نزدیک دیکھنے سننے میں دور و نزدیک سب یکساں ہے۔	۱۷۶
فائدہ خامسہ اس لیے انہیں ہر جگہ سے ندا جائز اور سب جگہ ان کی امداد حاصل۔	۱۷۷
تذییل وہابیہ کے طور پر تمام خاندان دہلی غوث اعظم و غوث الثقلین کہہ کر مشرک ہوا یہاں تک کہ خود میاں اسمٰعیل و مولوی اسحاق صاحب۔	۱۸۰
تنبیہ مہم واجب الملاحظہ ہر مسلم کہ وہابیت حق ہے تو صحابۂ کرام سے شاہ عبدالعزیز صاحب تک معاذ اللہ سب مشرک ہیں۔	۱۸۲
رسالۂ الوفاق المتین بین سماع الدفین و جواب الیمین	
عائدہ جزیلہ تحقیق مسئلہ یمین میں	
مقدمہ اولی موت بدن کی صفت ہے نہ روح کی مگر اطلاق اس پر بھی آتا ہے۔	۱۹۱
مقدمہ ثانیہ مدرک روح ہے نہ بدن مگر نسبت اس کی طرف بھی کرتے ہیں۔	۱۹۴

مضمون	صفحہ
مقدمہ ثالثہ روح کی حیات مستمرہ ہے قبر میں اعادۂ حیات بدن کے لیے ہے پھر بھی استمرار ضرور نہیں۔	۱۹۷
مقدمہ رابعہ سمع و بصر کے تین معنی ہیں	۲۰۰
مقدمہ خامسہ انسان کی حقیقت کیا ہے	۲۰۲
مصنف کی تحقیق انیق کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور تعلق برتر خی بھی بقائے انسانیت کو کافی معہذا بدن پر بھی اطلاق انسان حقیقت عرفیہ ہے۔	
مقدمہ سادسہ صفات بدن دو قسم ہیں اصلیہ مطلقہ اور طبیعیہ مشروطہ بحیات	۲۱۳
مقدمہ سابعہ تحریر محل نزاع کلام سماع ارواح میں ہے ابدان سے غرض نہیں	۲۱۵
جواب اول سبارہ دلائل قاہرہ اور بیس شواہد پر مشتمل کہ مراد مشائخ صرف نفی سماع بدن مردہ ہے۔	۲۱۸
تقریر کلام مشائخ اعلام۔	۲۴۴
کلام مشائخ کے یہ معنے لیے جائیں تو آتنے فوائد ہیں ورنہ اتنے ضرر اور حاصل کچھ نہیں۔	

marfat.com

مضمون	صفحہ
تنبیہ بعض مسائل میں اہل بدعت و اہلسنت متفق ہوتے ہیں اور ماخذ مختلف مسئلہ تلقین بھی ایسا ہی ہے۔	۲۴۵
تنبیہ بدن میت کو خارجی صدمہ بھی ایذا دیتا ہے یہی راجح ہے اور نہ بھی ہو تو مسئلہ سماع کو اصلا مضر نہیں۔	۲۴۷
جواب دوم منفی سماع بآلات بدن ہے	۲۵۰
فائدہ جلیلہ بحث اکرام المومنین صدیقہ	۲۵۶
جواب سوم جامع الجوابین۔	۲۶۱
جواب چہارم یہ قول معتزلہ ہے وجہ تداول نقول۔	۲۶۱
جلیلہ عظیمہ مشتمل بر چار عائدہ۔	۲۷۱
عائدہ اولی یہاں مذہب وہابیہ ضرور مذہب معتزلہ ہے۔	
عائدہ ثانیہ نفی ادراک موتی میں تخصیص امور دنیویہ کا رد۔	۲۷۵
عائدہ ثالثہ عدم ادراک میں عذر حائل و حجاب و استغراق کا رد۔	۲۷۸
عائدہ رابعہ تعلقات بدن کی کمی بیشی سے ادراکات روح پر کچھ اثر نہیں۔	۲۸۲
جواب پنجم مسئلہ فقہیہ نہیں تو ماخذ کے خلاف چلنا جہل مبین۔	۲۸۶
عقائد میں چار چیزوں کا اتباع ہے۔ کتاب و سنت و اجماع امت و سواد اعظم علمائے ملت۔ چاروں ہمارے ساتھ ہیں مخالف کی طرف کچھ نہیں۔	
جواب ششم بالفرض یہ اقوال قابل احتجاج ہوں بھی تاہم تطبیق کیجئے خواہ ترجیح یعنی ہر طرح میدان اہلسنت کے ہاتھ ہے۔	۲۸۸
دس وجہ ترجیح مذہب اہلسنت۔	

فہرست فوائد رد وہابیت

مضمون	صفحہ
ایک فرشتہ تمام عالم کی آواز ایک جگہ سے سنتا ہے۔	۱۰
شاہ ولی اللہ کہتے ہیں گھر بیٹھے اولیا کی طرف متوجہ ہو کر فاتحہ پڑھو	۱۳

marfat.com

مضمون	صفحہ
وہی فرماتے ہیں مزارات پر حاضر ہو کر اولیا سے بھیک مانگو۔	۱۴
وہی فرماتے ہیں ارواح سے فیض چاہو	
وہی فرملتے ہیں مزارات پہ یا روح یا روح پکارو۔	۱۵
شاہ عبدالعزیز صاحب کا ارشاد کہ اولیا بعد وصال بھی حاجت روا و مشکل کشا ہیں	۱۵
امراض میں مولی علی کی طرف توجہ۔	۱۷
مولی علی کی نوازش۔	"
غیر خدا کو نافع و ضار سمجھنا۔	۱۹
شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرعون کو مالک نفع و ضرر کہا۔	۲۱
اولیا و صلحا سے طلب دعا کی حدیثیں۔	۲۲
فائدہ کلیہ جو بات زندوں کے ساتھ شرک نہیں اموات کے ساتھ بھی شرک نہیں ہو سکتی۔	۲۵
مائۃ مسائل کی صریح غلطی و تناقض پر ستی۔	۵۵
قبروں پہ پھول چڑھانا۔	
فائدہ جلیلہ ائمہ مذاہب اولیائے سلاسل سب اپنے مقلدوں مریدوں کی سر وقت نگاہبانی و شفاعت	

مضمون	صفحہ
فرماتے ہیں مگر وہابیہ مقلدین کا اس میں حصہ نہیں اور بد مذہب متصوف قادری چشتی نہیں۔	۱۳۲
باآنکہ ارواح کو قرب و بعد سب یکساں ہے حاضری مزار میں یہ منافع ہیں۔	۱۳۳
نکتہ جلیلہ وہابیہ کی ایک چالاکی محفوظ رکھنی چاہیئے۔	"
یا شیخ عبدالقادر	۱۲۵
استمداد کا منکر متعصب ہے اور اولیا سے بے اعتقاد۔	۱۲۷
استمداد کا منکر ایک ذلیل طائفہ ہے کہ جدید پیدا ہوا۔	۱۲۸
جواز استمداد پہ دلیل کی حاجت نہیں انکار استمداد میں صدہا ضروریات کا انکار ہے	"
دور دور سے قصد مزارات کرے۔	۱۲۹
مزارات کے آگے خشوع و خضوع سنت الٰہی جاری ہے کہ اولیا کے ہاتھ پہ حاجت روائی ہوتی ہے۔	۱۲۹
	"
مولوی اسحاق کا نادانستہ علم اموات پہ ایمان لے آنا۔	۱۴۸
حضور غوث اعظم مزار مبارک سے بھی تصرف فرماتے ہیں۔	۱۴۹

marfat.com

مضمون	صفحہ
اسمٰعیل دہلوی کا نیا ایمان۔	۱۵۱
ماٰل اسباب اولیا کی حمایت میں سونپنا اور اس پر غیبی مدد پانا۔	//
سب اولیا کو مناصب و مراتب۔	۱۵۲
حضور غوث اعظم عطا فرماتے ہیں۔	//
اولیا کا مشکل کشا ہونا۔	۱۵۵
اولیا کو غریب نواز کہنا۔	۱۵۸
اولیا کا بعد انتقال بیداری میں آکر مدد کرنا۔	۱۵۹
نادعلی یا علی یا علی یا علی	۱۶۲
اگر ندا و استعانت شرک ہے تو سارا خاندان دہلی مشرک ہے۔	۱۶۴
شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر	۱۶۴
مجالس خیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری حق ہے۔	۱۷۵
شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں	۱۸۰
حضور سیدنا غوث اعظم و حضرت مجبوب الٰہی مسجود خلائق ہیں۔	۱۸۰
غیر مقلدین کا ادعائے عمل بالحدیث	
دیں تک ہے کہ حدیث کو بظاہر اپنی	
ہوا و ہوس کے مطابق پائیں۔	
انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام روحاً و جسماً	
زندہ ہیں۔	
وہابیہ فرضی کتابیں خیالی علما گڑھ	۲۷۲
لیتے ہیں۔	

فہرست خدمت گذاری تفہیم المسائل

مضمون	صفحہ	شمار اعتراضات
تعصب تفہیم المسائل۔		۷
مکابرہ و بیشرمی تفہیم المسائل۔	۲۲۱	۷
بدقسمتی تفہیم المسائل۔		۱
خبط تفہیم المسائل۔	۲۳۶	۲
مضطرب الحالی تفہیم المسائل۔	۲۳۸	۱
جہالت تفہیم المسائل۔	۲۵۲	۴
نگونساری تفہیم المسائل۔	۲۵۴	۱
کذابی و نابینائی تفہیم المسائل۔	۲۵۵	۲
جہالت تفہیم المسائل۔	۲۶۰	۳
زبان زوری تفہیم المسائل۔	۲۶۳	۱

marfat.com

مضمون	صفحہ	شمار اعتراضات
نابینائی تفہیم المسائل۔	۲۶۴	۵
بیہوشی تفہیم المسائل انکی بول جانا۔	۲۶۶	۵
سخت بیہوشی تفہیم المسائل سماع	۲۶۸	
موتی پر صاف ایمان لے آنا		
تفہیم المسائل کی پچھلی نزاکت	۲۷۱	
کمال بیحیائی تفہیم المسائل	۲۷۳	۴
لطیفہ سند محدثانہ عبارت موضوعہ تفہیم المسائل۔	۲۷۴ //	

مضمون	صفحہ	شمار اعتراضات
کج فہمی تفہیم المسائل۔	۲۷۶	۳
جہالت تفہیم المسائل۔	//	۱۰
بیہوشی تفہیم المسائل۔	۲۷۷	۲
خودکشی تفہیم المسائل۔	//	۱
حیلہ سازی تفہیم المسائل۔	۲۷۸	
نیم ایمان تفہیم المسائل۔		
نافہمی تفہیم المسائل۔	۲۷۹	
جملہ اعتراضات۔		۶۰

فہرست دیگر فوائد

مضمون	صفحہ
روایات حیات اولیا بعد وفات	۸۹
روایت نفیہ حیاتے امام شافعی بحضور مزار امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	۹۵
اہلسنت کے نزدیک ہر شجر حجر ہر ذرہ عالم اپنے لائق علم وسمع وبصر رکھتا اور زبان قال سے تسبیح الٰہی کرتا ہے۔	۱۰۱ //
لایفعل یا غیر مشروع کہنا عدم جواز	۱۲۸

مضمون	صفحہ
بیں نص نہیں۔	//
فقہ میں اقوال اہل اعتزال سے احتیاط چاہیئے۔	۱۳۰
قول صحابی حجت واجب التقلید ہے۔	
مستقر ارواح مومنین۔	۱۸۰
قبر میں تنعیم وتعذیب وسوال نکیر بدن میں سب روح وبدن دونوں سے ہے	
روح کا بدن سے تعلق چار قسم ہے۔	۲۰۸
کافر مجاہر سے سوال قبر نہیں۔	۲۳۹

marfat.com

مضمون	صفحہ
ممکن پر بے دلیل سمع جزم نہیں۔	۲۷۹
حیلہ منکر و نکیر۔	۲۸۵
ہر مسئلہ اپنے ماخذ ہی سے پڑھا جائیگا	۲۸۴
عقائد میں تقلید نہیں۔	۲۸۵
تکفیر کو اجماع درکار۔	۲۸۶

فہرست فوائد حواشی

مضمون	صفحہ	حاشیہ
مائۃ مسائل کے اس خبط کا رد کہ نفع زیارت میں اولیا و فساق کی قبور یکساں ہیں بلکہ قبور اغنیاء زائد۔	۲۶	۱۰
	۲۷	//
وہابی کش عمل یا فتن گم شدہ	۲۷	//
قبل اعتنانی الابصار الی الانطباع لاخروج الشعاع	۲۷	//
مواقع صنعۃ الاستخدام فی القرآن العظیم۔	۲۱۱	۱
انسان و حیوان کی تعریف میں فلاسفہ کی جہالتیں۔	۲۱۲	۱
	//	//
صاحب مائۃ مسائل کی نقل میں تقصیر	۲۲۶	۱
وہابیہ کے علما گڑھ لینے کی نظیر۔	۲۷۲	۱
وہابیہ کی کتابیں گڑھ لینے کی نظیر۔	//	//

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفِ آغاز

مجدد مائۃ حاضرہ الامام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ جہاں آپ کی علمی عظمت کا ڈنکا عرب و عجم میں بج رہا ہے وہاں پوری دنیا میں آپ کے فیض کا دریا رواں دواں ہے۔ زمانہ کے مایہ ناز اہل علم حضرات نے بھی آپ کے علمی تبحر اور درجۂ امامت کو خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کو چودھویں صدی کا مجدد برحق تسلیم کیا ہے۔ ؎

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

آپ بزرگوں کی مقدس امانت یعنی حقیقی اسلام کے سچے محافظ، خالص عقیدۂ توحید و رسالت کے قابل فخر علمبردار، جبوں اور عمامہ میں چھپے ہوئے فرقہ سازوں اور فتنہ پردازوں کے لیے پیغام اجل اور برٹش گورنمنٹ کے پرفتن دور میں وقت کی اہم ترین ضرورت ثابت ہوئے۔ سابقہ مجددین کی طرح چودھویں صدی میں خدائے ذوالمنن نے آپ کو ملتِ اسلامیہ کے بڑے کا ناخدا بنایا

آپ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو متحدہ ہندوستان کے صوبہ یوپی کے مشہور شہر بریلی شریف کے محلہ جسولی میں مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) بن مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) کے علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد محترم اپنے وقت کے جید عالم دین مفتی اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ دادا جان بھی جید عالم اور صاحب دل بزرگ

marfat.com

ہو گزرے ہیں۔ دونوں بزرگوں کی آپ پر خصوصی نگاہ کرم رہی۔ جس کا اثر الحاج احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مجمع صفات میں کھلی کتاب کی طرح صاف نظر آتا تھا۔

آپ مولداً بریلوی، نسبتاً پٹھان، مذہباً حنفی اور مشرباً قادری برکاتی تھے۔ پیدائشی نام محمد اور تاریخی المخصوص رکھا گیا تھا۔ جدامجد آپ کو احمد رضا خان کہا کرتے۔ والدہ محترمہ کی زبان میں آپ کو امن میاں کے لقب سے پکارا جاتا، علمائے اہلسنت نے آپ کو اعلیٰحضرت اور فاضل بریلوی کہا، یگانہ روزگار ہستیوں نے آپ کو امام زمانہ اور مجدد مائۃ حاضرہ قرار دیا۔ لیکن مسلمانان عالم کا یہ امام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام اپنا نام بڑے فخر کے ساتھ یوں لکھا کرتا تھا:۔ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں ـــــ عبد مصطفیٰ ہونے کا آپ کو بجا طور پر ناز تھا، جس کا ایک نعت شریف میں آپ نے یوں اظہار بھی فرمایا ہے۔ ؎

خوف نہ دکھ رضا ذرا، تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ولادت کی جو تاریخ نکالی اس کے بارے میں بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اپنی سوانح حیات کے دریا کو آپ نے کوزے کے اندر بند کر کے رکھ دیا ہے۔ چنانچہ خامہ قدرت نے تاریخ ولادت کے لیے آپ کی زبان پر یہ آیت کریمہ جاری فرمائی

اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔

باغ عرب کا سرو نہ، دیکھ لیا ہے ورنہ آج
قمری جان فگار دہ، گونج کے چھپ گئی کیوں

۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو تیرہ سال، دس ماہ اور تین دن کی عمر میں آپ نے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے سند فراغ و دستارِ فضیلت پائی۔ والد محترم نے منصب افتاء کی ذمہ داری اسی روز آپ کے سپرد کر دی اور خود سرپرستی فرمانے لگے۔ چنانچہ اسی روز آپ نے رضاعت کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب تحریر فرمایا۔

marfat.com

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں جب کہ آپ عمر عزیز کی بائیس منزلیں طے کر چکے تھے تو اپنے والد ماجد کے ہمراہ ماہرہ شریف جا کر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں جناب شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اسی موقع پر جملہ سلاسل میں اجازت و خلافت سے بھی نوازے گئے مرشد برحق کو اس گوہر یکتا پر بڑا ناز تھا۔ ایک موقع پر فرمایا "اگر قیامت کے روز پوچھا گیا کہ۔ اے آل رسول! دنیا سے میرے لیے کیا لائے ہو؟ تو عرض کروں گا، الٰہی! میں تیرے لیے احمد رضا لایا ہوں"۔ ؎

نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے میں
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں اپنے والدین کریمین کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔ اس مبارک موقع پر آپ نے مکہ مکرمہ میں شیخ احمد دحلان مفتی شافعیہ اور شیخ عبدالرحمان سراج مفتی حنفیہ رحمۃ اللہ علیہما سے تفسیر، حدیث، اصول حدیث اور اصول فقہ کی سندیں حاصل کیں۔ اس موقع پر ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جس کا ذکر مولوی رحمان علی مرحوم (المتوفی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) نے یوں کیا ہے۔

"ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم (علیہ السلام) میں ادا کی۔ نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے۔ دیر تک ان کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا: اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ۔ (بے شک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں) اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست خاص سے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔ سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمۃ تک گیارہ واسطے ہیں۔ مکہ معظمہ میں شیخ جمل اللیل موصوف کے ایما سے رسالہ جوہر مضیبہ کی شرح جو مناسک حج میں شافعی مذہب کے مطابق ہے دو دن میں لکھی

یہ رسالہ شیخ حسین بن صالح کی تصنیف ہے۔ مولوی احمد رضا خان اس کا نام النمیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوھرۃ المضیۃ۔[1] لکھ کر شیخ کی خدمت میں لے گئے۔ شیخ نے ان کے حق میں تحسین و آفرین فرمائی۔[2]

دوسری مرتبہ جب آپ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ سے مشرف ہوئے تو علمائے حرمین شریفین نے آپ کی وہ فقید المثال تعظیم و تکریم کی جو پاک و ہند کے شاید ہی کسی بزرگ کو اس مقدس سرزمین پر میسر آئی ہو۔ علمائے حرمین نے لاینحل مسائل آپ سے حل کروائے اور آپ سے سندیں اور اجازتیں حاصل کرنا اپنے لیے سرمایہ افتخار شمار کیا۔ ایسی سندوں اور اجازتوں کو آپ کے خلف اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۲ء) نے ایک رسالے کی شکل میں جمع کیا جس کا تاریخی نام الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ و المدینۃ ہے۔ موصوف نے اس رسالے میں مذکورہ اعزاز و اکرام کا آنکھوں دیکھا حال عربی میں سپرد قلم کیا ہے، جس کے ایک ٹکڑے کا ترجمہ پیش خدمت ہے:۔

"والد ماجد نے اگرچہ گوشہ نشینی اور گمنامی کو پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں آپ کی مقبولیت رکھ دی، گویا مکہ مکرمہ میں کارکنان قضاء قدر سے ندا کروا دی گئی کہ اے اہل صفا! جلدی چلو، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آیا ہوا ہے۔ تو ہم نے وہاں کے علمائے کرام کو آپ کی جانب تیز تیز آتے اور اکابر عظماء کو آپ کی تعظیم و توقیر میں جلدی کرتے دیکھا۔ بعض آپ کے علمی انوار حاصل کرنے کے لیے آئے۔ بعض صرف برکت ملاقات کی غرض سے پہنچے۔ کسی نے آکر مسئلہ پوچھا اور فتویٰ طلب کیا۔ کسی بزرگ نے اپنا لکھا ہوا فتویٰ دکھایا (اور تصدیق و تقریظ چاہی)۔ یہاں تک کہ باعزت لوگوں

---

[1] یہ رسالہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔

[2] محمد ایوب قادری، پسند نفیسہ: تذکرہ علماء ہند، اردو، مطبوعہ کراچی، بار اول ۱۹۷۴ء، ص ۹۹

marfat.com

ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکت اجازت چاہی اور بڑی شان والے اکابر بیعتِ طریقت میں داخل ہوئے اور ساحل کرم مخدوم عمدہ خدمات بجالانے لگے۔ تا آنکہ ہم نے خود سنا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ، بلند مرتبہ پیشوا۔۔۔ سے گفتگو کرتے وقت جب حضرت والد ماجد نے ادباً اُن کے گھٹنے کو چھونا چاہا تو وہ بولے :۔ انا اقبل ارجلکم و نعالکم کثر اللہ فی الامۃ امثالکم۔ (میں آپ کے قدموں اور جوتوں کو بوسہ دوں۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں آپ جیسے علماء بکثرت پیدا کرے"۔[1]

سنہ ۱۳۲۰ھ / سنہ ۱۹۰۲ء میں امام احمد خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے المعتمد المستند کے اندر گمراہ گروں کے پانچ سرغنوں کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ تاکہ بھولے بھالے مسلمانوں کو ان کے کفر دار تلبیس کے جال میں پھنسنے سے بچایا جائے۔ اس مبارک موقع پر آپ نے غنیمت جانا کہ علمائے حرمین طیبین سے اس فتوے کی تصدیق کروائی جائے چنانچہ آپ نے اپنا فتویٰ اور گمراہ گروں کی متعلقہ کتابیں علمائے مکہ مکرمہ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ ان حضرات نے آپ کے فتوے کی زبردست تائید کی اور دھوم دھام سے تقریظیں لکھیں۔ اسی طرح علمائے مدینہ منورہ نے بھی آپ کی تائید میں تقاریظ لکھیں چنانچہ ان حضرات کی تصادیق کے مجموعے کو وطن واپس لوٹتے ہی حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین کے تاریخی نام سے شائع کروا دیا گیا تھا۔ یہ مقدس مجموعہ آج بھی حق و باطل کے درمیان خط فاصل کا کام دیتا ہے۔[2]

یوں تو ہر سال حج بیت اللہ کے موقع پر عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ہوتا رہے گا لیکن سنہ ۱۳۲۳ھ / سنہ ۱۹۰۵ء کا یہ اجتماع عظیم الشان تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ اس سال ارض مقدس پر حق و باطل کا واضح

---

[1] محمد احسان الحق، مولانا۔ رسائل رضویہ جلد دوم، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۳۹۶ھ / سنہ ۱۹۷۶ء ص ۲۴۹۔

[2] بدر الدین احمد، مولانا۔ سوانح اعلیٰحضرت، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۹۴۔

marfat.com

فیصلہ ہوا تھا معلوم کچھ ایسا ہوتا ہے کہ ندوت کا یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ اس سال حق و باطل کے علمبرداروں کو وہاں بلا کر، سب کے سامنے دربار رسول سے فیصلہ کروا دیا جائے۔ چنانچہ اس مقدس موقع پر جہاں اہل حق کا قافلہ سالار یعنی امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ یہاں پہنچا، اس طرح اہل باطل کا سرخیل مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (المتوفی ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۶ء) بھی وہاں پہنچا ہوا تھا۔

اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کا جب دیوبندیوں کو علم ہوا تو انہوں نے شریف مکہ کے کان بھرے اور آپ کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا۔ مسئلہ علم غیب کو اپنا سہارا بنانے کی کوشش کی اور تاثر یہ دیا کہ احمد رضا خان کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب علوم الٰہیہ کے برابر ہے اور وہ ذاتی و عطائی کے سوا اور کوئی فرق نہیں مانتا۔ چنانچہ پانچ سوال متعلقہ علوم غیبیہ آپ کی خدمت میں حکمت کی جانب سے پیش ہوئے۔ بفضلہ تعالیٰ بخار کے باوجود مختلف نشستوں کے اندر ساڑھے آٹھ گھنٹے میں، آپ نے وہ تحقیقی جوابات بغیر کتابوں کی مدد کے۔ اپنی خداداد عدیم النظیر ذہانت و علمیت کے بل بوتے پر دئے کہ علمائے مکہ مکرمہ انگشت بدنداں رہ گئے اور انہوں نے آپ کو سر آنکھوں پر جگہ دی۔ آپ کے اس مقدس مجموعہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبۃ پر تقریظ و تصدیق لکھنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھا۔ پون صدی گزر چکی گستاخان رسول کے تمام ٹولوں سے اس کا جواب نہیں ہو سکا بلکہ کوئی دشمن رسول اس کی ایک دلیل کو بھی کمزور ثابت نہیں کر سکا۔ [1]

مکہ مکرمہ میں آپ کے علم کے انوار چمک اٹھے۔ ان حضرات پر بخوبی عیاں ہو گیا کہ احمد رضا خاں تو آسمان رشد و ہدایت کے نیر تاباں، علوم و معارف میں امام زمانہ اور اس صدی کے مجدد برحق ہیں۔ پھر کیا تھا! وہاں کی مایہ ناز علمی ہستیوں نے آپ کی راہوں میں دیدہ و دل کا فرش بچھا دیا۔ آپ سے سندیں اور اجازتیں لیں، مشکل مسائل حل کروائے اور اس طرح ۲۴ صفر المظفر ۱۳۲۴ھ تک علمائے مکہ مکرمہ کے درمیان

---

[1] بدرالدین احمد، مولانا، سوانح اعلحضرت، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۳ء، ص ۲۱۱۔

marfat.com

یوں جلوہ افروز رہے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں[1]۔ لیکن رمیں وہابیہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے ۲۷ اور ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی درمیانی رات میں فَرَّ یَفِرُّ فِرَارًا۔ کی ایسی گردان پڑھی کہ ایک ہی جست میں جدہ جاکر سانس لیا۔ غرضیکہ وہابیہ کے ایجنٹ احمد نگیہ، مخصوم، ناہب الحرم اور عبدالرحمان اسکولی وغیرہ یعنی ساری منور علی اینڈ کو ذلیل و خوار ہو کر رہ گئی[2]۔ رمیں وہابیہ راہ فرار اختیار کر گیا اور ٹانڈوی جی کی مہاتمائی اپنے اکابر کی ذلت و رسوائی کا مدینہ طیبہ میں بدلہ لینے کی غرض سے انگڑائیاں لینے لگی[3]۔

جب آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور کعبہ جان سے رخصت ہو کر قبلہ دین و ایمان (روضہ اطہر) کی زیارت سے مشرف ہوئے تو علمائے مدینہ طیبہ نے بھی آپ کے اعزاز و اکرام میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور ان حضرات نے حسام الحرمین اور سالدد لتہ المکیہ پر بڑی محبت سے تقریظیں لکھیں، نیز مجیب تک آپ کا قیام رہا اس وقت تک اہل علم آپ سے سندیں اور اجازتیں حاصل کرتے رہے بلکہ جن حضرات کو زمانہ قیام میں سند و اجازت نہ دے سکے اُن سے وعدہ فرما لیا تھا، ایسے تمام حضرات کے لیے بریلی شریف واپس پہنچ کر بذریعہ رجسٹری سندیں اور اجازتیں بھیجی گئیں[4]۔

علمائے مدینہ منورہ نے بھی آپ کو امام زمانہ اور چودھویں صدی کا مجدد برحق سمجھا اور شایانِ شان تعظیم و تکریم کی جیسا کہ تقاریظ سے ظاہر ہے۔ اسی لیے مولانا اختر الحامدی الرضوی مدظلہ نے کہا ہے:۔

نہ کیوں نازاں ہوں اختر اہل سنت اپنی قسمت پر
رضا کو ملے مدینہ سے مجدد کی سند لے کر

---

[1] مصطفیٰ رضا خاں، مولانا: الملفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۳۸۔

[2] سید عبدالرحمان بنتھوری مولانا:۔ مقدمہ خالص الاعتقاد، مطبوعہ لاہور، ص ۷۔

[3] محمد مسعود احمد، پروفیسر:۔ اعلیٰحضرت علماء حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور، ص ۱۷۶، ۱۷۷۔

[4] حامد رضا خان، مولانا:۔ الاجازات المتینہ، مطبوعہ لاہور (۱۹۷۶ء)، ص ۲۵۶۔

marfat.com

اس وقت تک عالم اسلام کے کسی مفتی سے نوٹ کی شرعی حیثیت کا صحیح تعین نہیں ہو سکا تھا۔ اس مبارک موقع پر جب علمائے مکہ مکرمہ نے آسمان علم و عرفاں کے اس نیر تاباں کو دیکھا تو انہوں نے نوٹ کے بارے میں بارہ ۱۲ سوالات آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ نے ایسے محققانہ جواب دیے کہ ہمیشہ کے لیے نوٹ کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اس مجموعے کا نام کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم ہے۔ اس محققانہ رسالے کی اہمیت و عظمت کا اپنوں اور بیگانوں سب کو اقرار ہے۔ اس کی وجہ تصنیف اور مکہ مکرمہ کے مفتی احناف حضرت مولانا عبد اللہ بن صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے واقعے کو مولانا بدر الدین احمد مدظلہ نے یوں بیان کیا ہے:۔

واقعہ یوں ہے کہ اسی زمانے میں مولانا عبد اللہ مردار، امام حرم شریف اور مولانا حامد محمد احمد جدادی نے نوٹ کے متعلق اعلحضرت کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا، جس میں بارہ ۱۲ سوال تھے۔ اعلحضرت نے اس کے جواب میں مبسوط کتاب کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم۔ تصنیف کرنی شروع کی جو بفضلہ تعالیٰ ۲۳ محرم ۱۳۲۴ھ کو مکمل ہو گئی۔ پھر یہ کتاب تبییض کے لیے کتب خانہ حرم میں حضرت مولانا سید مصطفیٰ (محافظ کتب حرم مولانا سید اسماعیل بن سید خلیل کے برادر خورد) کے پاس بھجوائی گئی کیونکہ مولانا موصوف نہایت خوشخط عالم تھے۔ ۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو اعلحضرت کفل الفقیہ کے مبیضہ کی تصحیح کے لیے کتب خانہ حرم میں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک شاندار عالم (مفتی احناف مولانا عبد اللہ بن صدیق) بیٹھے ہوئے کفل الفقیہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ جب وہ اس مقام پر پہنچے جہاں اعلحضرت نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل فرمائی کہ لَوْ بَاعَ کَاغِذَۃً بِاَلْفٍ یَجُوْزُ وَلَا یُکْرَہُ۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے میں بیچے تو بلا کراہت جائز ہے۔ تو پھڑک اٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے اَیْنَ جَمَالُ بْنُ عَبْدُ اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا النَّصِّ الصَّرِیْحِ۔

marfat.com

حضرت جمال بن عبداللہ (سابق مفتی احناف و رئیسِ علماء) اس نص صریح سے کہاں غافل رہ گئے۔ جب گزشتہ زمانے میں حضرت مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی علیہ الرحمہ مفتی حنفیہ تھے تو اُن سے بھی نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ علم علماء کی گردنوں میں امانت ہے۔ مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں"۔ [1]

۱۳۲۹ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے اس رسالے کا ضمیمہ بنام کَاسِرُ السَّفِیْہُ الْفَاھِمْ فِیْ اِبْدَالِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمْ۔ کے نام سے عربی میں لکھا اور ساتھ ہی اَلذَّیْلُ الْمَنُوْطُ لِرِسَالَۃِ النُّوْطِ ——— کے تاریخی نام سے اُس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ [2] اس رسالے میں مسئلہ نوٹ کے تحت مولوی عبدالحی لکھنوی مرحوم (المتوفی ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء) کی تحقیق پر ستر ایرادات قائم کیے اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) کی تحقیق پر، جن کو دیوبندی حضرات امام ربانی کہتے اور فقیہ النفس ٹھہراتے ہیں، اُن کی اس ایک ہی مسئلہ میں فقاہت دکھاتے ہوئے ایک سو بیس (۱۲۰) رد کیے، جن میں سے کسی ایک کے تحقیقی جواب سے عہدہ برآ ہونے کی ان حضرات کے کسی جامع المجددین اور مفتی اعظم وغیرہ بننے والوں نے آج کے دن تک توفیق نہیں پائی ہے

ممکن ہے قارئین کرام کو ۱۳۲۳ھ کے اس مقدس سفر کی تفصیلات موضوع سے بیگانہ نظر آئیں لیکن اعلحضرت کے منصبِ امامت علمی رفعت اور مجددانہ صلاحیت کے اظہار کی خاطر اس بیان کو طول دینا پڑا ہے۔ اس سے امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے منصب کو سمجھنے اور آپ کے قلمی کارنامے کی اہمیت و اصابت سے باخبر ہونے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ویسے جب دیارِ حبیب کا ذکر آئے تو وہ قلم ہی کیا

---

[1] بدرالدین احمد، مولانا: سوانح اعلحضرت، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۲۰، ۲۲۱

[2] محمد مسعود احمد، پروفیسر: اعلحضرات علماء حجاز کی نظر میں، طبع سوم، ص ۱۶۱

[3] سبحان محمود، مولوی: دیباچہ فتاویٰ رشیدیہ مبوب، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی، ص ۳

marfat.com

جو تسکینِ قلب و جگر حاصل کر لینے سے پہلے اُن کی چوکھٹ سے اپنا سر اٹھائے۔ اس محبوب کا ذکر تو راحتِ جان بلکہ جانِ ایمان ہے۔ ؎

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دئے ہیں
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دئے ہیں

غرضیکہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علوم و معارف کے گوہر لٹاتے، انوار و فیضان کے دریا بہاتے اور مجددانہ انداز میں ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ ادا فرماتے رہے۔ آخر وہ وقت بھی آ پہنچا کہ حکمتِ الٰہیہ کے تحت آپ کو بھی اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رختِ سفر باندھنا پڑا۔ یعنی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء کو جمعہ مبارکہ کے دن دو بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذان کے وقت ادھر حیّ علی الفلاح کی آواز سنی ادھر آفتاب جہانتاب ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ چہرہ مبارکہ پہ ایک نور کا شعلہ لپکا اور اعلیٰحضرت اس دارِ فانی سے کوچ کر کے اپنے ربِ قدیر کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ [1]

حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میرے والدِ محترم وضو کر رہے تھے اچانک رونے لگے، وجہ پوچھی تو فرمایا، بیٹا! میں فرشتوں کے کندھوں پہ تختِ الارشاد کا جنازہ دیکھ رہا ہوں اور اس کے بعد زبانِ مبارک سے فرمایا رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ۔ دیکھا تو یہ تاریخی مادہ (سنہ ۱۳۴۰ھ) ہے۔ چند گھنٹوں کے بعد بریلی شریف سے مجددِ مائۃ حاضرہ قدس سرہ کے وصال کی خبر کا تار آ گیا۔ [2] ——— خود محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تاریخ نکالی:۔ الم الھدیٰ عبدالمصطفیٰ احمد رضا علیہ الرحمہ (۱۹۲۱ء) [3] لیکن وصال سے تقریباً پانچ مہینے پہلے رمضان المبارک میں بھوالی پہاڑ پر خلعتِ قدرت نے سالِ وصال کے لیے امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان

---

[1] محمد عبدالحکیم شرف، مولانا:۔ یادِ اعلیٰحضرت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۰ھ ص ۵۹۔

[2] محمد صابر نسیم بستوی، مولانا:۔ مجددِ اسلام ص ۱۶۶۔

[3] حسنین رضا خان، مولانا:۔ وصایا شریف، مطبوعہ مقبول عام پریس لاہور ص ۱۹۔

marfat.com

پر یہ آیہ مبارکہ جاری فرمائی تھی :۔ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ [1]

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصانیف کثیرہ ہو گزرے ہیں۔ آپ کو تقریباً پچاس علوم و فنون میں کامل عبور حاصل تھا۔ بعض علوم و فنون کے موجد ہونے کا آپ نے شرف پایا تھا۔ کئی علوم تو ایسے ہیں کہ آپ کے ساتھ ہی گویا دفن ہو گئے۔ اُن علوم میں کامل ہونا تو درکنار کوئی ان کی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا بھی آج دنیا میں نظر نہیں آتا اکثر علوم و فنون میں آپ کو منصبِ امامت حاصل تھا۔ اہل علم کا ارشاد ہے کہ گذشتہ دو صدیوں میں ایسا جامع عالم اور کوئی نظر نہیں آتا۔ مذکورہ پچاس علوم و فنون میں سے کوئی علم و فن ایسا نہیں جس میں آپ کی متعدد تصانیف موجود نہ ہوں۔ تفسیر، حدیث اصولِ حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام اور تصوف وغیرہ کی تقریباً ڈیڑھ صد سو مستدل کتابوں پر آپ نے حواشی لکھے اور تقریباً پانچ سو کتابیں ان لوگوں کے رد میں ہیں برٹش گورنمنٹ کے اشارے پر فرقے بنا کر ملت اسلامیہ کی اجتماعی قوت کو منتشر کیا اور جو اصلاح کے پردے میں مسلمانوں کی ایمانی دولت کو چھیننے پر تلے ہوئے تھے۔ اگرچہ آپ کی تصانیف کی مکمل فہرست تو تا حال مرتب نہیں ہو سکی لیکن مجموعی تعداد ایک ہزار سے کم نہیں جو پوری دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔ [2]

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کے قلمی کارناموں میں سب سے نمایاں ان کا فقہی کارنامہ ہے۔ آپ نے بے شمار سوالوں کے ایسے محققانہ جواب تحریر فرمائے کہ فقہ حنفی کے آسمان میں چار چاند لگا دیے۔ مجموعہ فتاویٰ بارہ[12] ضخیم جلدوں میں ہے اور ہر جلد ہزار کے لگ بھگ صفحات پر مشتمل ہے۔ تا حال پہلی پانچ جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ رد المحتار جیسی فقہ حنفی کی مشہور کتاب کی جد الممتار[علہ] کے نام سے آپ نے

---

[1] ایضاً، ص ۱۸

[2] ا :۔ المیزان، بمبئی، امام احمد رضا نمبر، ص ۳۵۸

ب :۔ انوار رضا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ، ۳۲۵ تا ۳۴۸

[علہ] جد الممتار عربی ٹائپ میں حیدر آباد دکن سے طبع ہو کر مبارک پور سے شائع ہو رہی ہے

marfat.com

پانچ جلدوں میں شرح لکھی جو فقہ حنفی میں یقیناً ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ کتبِ حرم کے محافظ اور مکہ مکرمہ کے جید عالم دین، مولانا سید اسماعیل بن سید خلیل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) نے آپ کے فتاوے کے چند اوراق پڑھے تو پھڑک اٹھے اور بیساختہ اُن کی زبان سے نکلا:۔

واللہ اقول والحق اقول لورأها ابو حنیفة النعمان لاقرت عینه ولجعل مؤلفها من جملة الاصحاب [1]	اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر اسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس کے مولف کو اپنے اصحاب میں شامل فرماتے۔

آپ کا دوسرا قلمی کارنامہ کنز الایمان کے نام سے قرآن کریم کا ملت اسلامیہ کو ایسا اُردو ترجمہ دے دینا ہے جسے اگر ایمانی عینک لگا کر پڑھا جائے تو یقیناً یہی کہنا پڑے گا کہ کلام الٰہی کی ترجمانی کا اُردو میں اگر کسی نے حق ادا کیا ہے تو وہ کنز الایمان ہے جو ملتِ اسلامیہ کو ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں مرحمت فرما گیا تھا۔[2] یوں تو قرآن کریم کے اردو میں بے شمار ترجمے ہو چکے ہیں اور بعض بڑی آب و تاب سے شائع بھی ہو رہے ہیں لیکن ان میں اپنے خانہ ساز نظریات کو اس طرح ٹھونسنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمانی کی صورت مسخ ہو کر رہ گئی۔ ایسے حضرات نے اپنے مخصوص نظریات پر لبادہ بھر قرآنی تائید کی نقاب تو ڈال دی لیکن ایسا کر کے جہاں انہوں نے امت محمدیہ کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کی وہاں اپنے لیے بھی نفع بخش زادِ راہ جمع نہیں کیا۔

میری نظر میں مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا میسر قلمی کارنامہ

---

[1] حامد رضا خان، مولانا:۔ الاجازات المتینہ، مطبوعہ لاہور، ص ۲۵۸۔

[2] ا:۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر:۔ فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور، طبع پنجم ۱۳۹۷ھ، ص ۲۰۔

ب۔ انوار رضا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ، ص ۱۱۰ تا ۱۱۱

marfat.com

یہ ہے کہ جب وہابیت کی تند و تیز آندھی چلی اور وہ مسلمانوں کی ایمانی دولت کو خس و خاشاک کی طرح اُڑا لے جانے اور انہیں بارگاہ رسالت کا گستاخ بنا دینے پر تلی ہوئی تھی تو اس سچے عاشق رسول نے بلبل باغ مدینہ بن کر یوں چہچہانا شروع کیا کہ مسلمان آپ کے نغموں کو سن کر جھوم اٹھتے، ان کے دین و ایمان کے گلشن میں بہار آ گئی، ان کی کشتِ ایمان لہلہانے لگی۔ آپ نے اپنے ایمان افروز نغموں کے ذریعے گلشن ملت اسلامیہ کی یوں آبیاری کی کہ اس چمنستان کا ہر نخل مئے حُب نبی سے سرشار ہوتا اور مست جامِ بادہ الفت ہو کر جھومنے لگتا تھا[1] ایک روز یہی حقیقت آپ کے قلم سے بھی یوں ٹپک پڑی تھی۔ ؎

جھوم جھوم اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو ہر کس بھول کی مدحت میں دامنفار ہے

آپ کا چودھواں قلمی کارنامہ، بلکہ تمام کارناموں کا جامع، وہ تجدیدی کارنامہ ہے جس کا چودھویں صدی میں آپ نے پوری کامیابی کے ساتھ فریضہ ادا کیا۔ ایک جانب اگر آپ سرمایہ ملت کی نگہبانی کر رہے تھے، اسلامی علوم و معارف کی حفاظت کا فریضہ ادا کر رہے تھے تو دوسری جانب کوئی ایسا فتنہ پرداز اور فرقہ ساز نہ ہوگا جس کے خلاف آپ معرکہ آرا نہ ہوئے ہوں۔ کوئی گمراہ گر ایسا نہیں ملے گا جو اپنے وقت کا مرحب یا عمرو بن عبد ود ہی کیوں نہ ہو، کہ اسے قلمی میدان سے بھاگنے پر مجبور کر کے کھونٹے سے نہ باندھ دیا ہو اسی لیے تجدیدی کارنامے کا چودھویں صدی میں قدرت نے جس کے سر پر سہرا باندھا وہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات[2] ہے۔ اس زندہ حقیقت کا آپ نے خود یوں اعلان فرمایا تھا: ؎

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا زار ہے، یہ فرار، دار سے پار ہے

مولانا عبدالجبار خاں ساہبرا اعظم گڑھی مدظلہ نے اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے

---

[1] محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، ص ۲۱

[2] المیزان، بمبئی، امام احمد رضا نمبر، بابت اپریل، مئی، جون ۱۹۷۶ء، ص ۲۷۰۔

marfat.com

خوب فرمایا ہے کہ جب مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقصد کی تکمیل کے لیے اپنی زبان اور اپنے قلم کو جنبش دی، جس کے لیے قدرت نے آپ کو پیدا فرمایا تھا اور اس فرض کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوئے جس پر رضائے مصطفیٰ علیہ الثناء الثنا کی مہر لگی ہوئی تھی، تو ایوان باطل کے ہر گوشے میں (خواہ وہ بدعت وضلالت کا ہو یا کفر وارتداد کا) کھلبلی مچ گئی۔ تہلکہ اور زلزلہ بپا ہو گیا۔ اس کے قلم کی نوک نے مذہب اسلام کے ہر نقاب پوش ڈاکو کے چہرے سے نقاب الٹ دی اور اس طرح اس کا خوفناک اور اصلی مکروہ چہرہ اسلامیوں کے سامنے کر دیا۔ بقول ایک معاصر، میں خیال کرتا ہوں کہ ہر فتنہ انگیز کو فتنہ پھیلانے سے پہلے یہ خیال مدتہائے مدت تک باز رکھتا ہوگا کہ اعلیٰحضرت کی سیف زبان وقلم کا جواب کیا ہوگا ——— غرضیکہ اعلیٰحضرت نے اپنے دور میں ملت اسلامیہ کو وہ سب کچھ دیا جس کی اُسے ضرورت پیش آئی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا۔ یعنی ہر صدی کے ختم پر اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لیے اس کا دین تازہ کر دے۔ حدیث شریف کی رہنمائی کے مطابق جب ہم چودھویں صدی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک ایسا مجدد نظر آتا ہے جو چودھویں رات کے چاند کی طرح اپنی شان مجددیت میں درخشاں اور تاباں ہے۔ فضل وکمال کے ساتھ ہر ایک علم میں اللہ اور رسول (جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دین کے لیے اس مجدد کو وہ بلند مرتبہ عطا فرمایا جس کے سامنے عرب وعجم اور حل وحرم کے بڑے بڑے علماء نے سر نیاز خم کیے۔ جن کے علمی دبدبے سے یورپ کے سائنس داں اور ایشیا کے فلاسفہ لرزتے رہے ———

جانتے ہو اس عظیم المرتبت مجدد کا نام کیا ہے؟ ——— تو اب ہم سے سنو۔ اس کا پیارا نام عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان ہے، جو اسلامی دنیا میں اعلیٰحضرت، فاضل بریلوی کے نام سے مشہور ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔[1]

---

[1] بدرالدین احمد، مولانا:۔ سوانح اعلیٰحضرت، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۶۵، ۶۶۔

جائے غور ہے برٹش گورنمنٹ کے پرفتن دور میں امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور ایسا کون ہے جو گمراہ گروں اور دشمنان دین سے پنجہ آزما اور معرکہ آراء ہوا ہو؟ جب دشمنانِ اسلام نے ذاتِ قدوس اور بے عیب خدا پر کذب کے معنی درست کر کے اسلامی عقیدہ توحید پر ضرب لگانے کی کوشش کی تو آپ کا قلم ان کے لیے شمشیر خارا شگاف بنا؟ جب شاتمانِ رسول نے مسلمانوں کے عقائدِ نبوت کو مجروح کرنا چاہا تو کس کا قلم ان بدنصیبوں پر ذوالفقارِ حیدری بن کر ٹوٹا؟ مجھے جواب دیجیے کہ دین و مذہب کے ڈاکوؤں نے جب اہل ایمان کے سینوں سے اس امانتِ خداوندی یعنی عظمت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو چھین لینے کا خواب دیکھا تو ان کے خوابوں کے فلک بوس محل کو تعبیر سامنے آنے سے پہلے کس کی زبان و قلم اور حکمتِ عملی نے مسمار کر کے رکھ دیا اور جب ان مکاروں نے پیری اور مشیخیت کے لبادے اوڑھ کر ملت کے دلوں کے فانوس میں بزرگان دین و عمائدینِ اسلام کی عقیدت کے جلتے ہوئے چراغوں کو بجھانے کے لیے ناپاک تمناؤں کے قلعے تیار کیے تو کس کی سعی پیہم نے ان کو زمین بوس کر کے تہس نہس کر دیا؟ جب مولویت نما عیاروں نے آثارِ اسلام اور مقاماتِ مقدسہ کی عزت و حرمت کو غلامانِ مصطفیٰ کے دلوں اور دماغوں سے نکال پھینکنے کی جرات کی، تو کس کی زبان پاک اور قلم بیباک نے ان کی چالاکیوں کے پردوں کو چاک کیا؟ اسی مردِ مجاہد کا نامِ نامی و اسم گرامی احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ وہی تاریخ ساز فرد کامل اس صدی کا مجدد ہے۔[1]

اعلیٰحضرت کا شمار ان جلیل القدر شہیدان محبت میں ہوتا ہے جنہوں نے عظمت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے پرچم کو بلند رکھنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائی اور پہاڑ کی طرح جم کر دشمنانِ رسول کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ جب متحدہ ہندوستان کے بے دین علماء نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں لکھ کر عظمت رسول کو گھٹانے کا ہولناک فتنہ کھڑا کیا، تو آپ نے کوہ استقامت بن کر اس عظیم فتنہ کی بیخ کنی فرمائی۔ پھر تو ان دشمنان دین نے جل بھن کر اپنے رسالوں، اخباروں اور کتابوں میں آپ پر گالیوں کی بوچھاڑ

---

[1] انوار رضا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ، ص ۳۰۲۔

marfat.com

کردی اور طرح طرح کی آپ کو گالیاں دینے لگے۔ مگر محمدی کچھار کے اس شیر نے اُن کی گالیوں سے بے نیاز ہو کر اپنی ذات کو عظمتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے سپر ہی بنائے رکھا اور سان کی دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں کی کوئی پروا نہ کی۔" [1]

۱۲۹۶ھ سے ۱۳۴۰ھ تک متواتر چون سال آپ نے سرمایہ ملت کی نگہبانی کا عظیم الشان فریضہ ادا کیا۔ شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی تلمیں لگانے والوں کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ جبوں اور عماموں میں چھپے ہوئے تمام لصوص دین کے مکروہ چہروں سے نقاب اٹھا کر سب کو دکھاتے رہے اور آخری وقت بھی ملتِ اسلامیہ کی خیر خواہی کے پیش نظر بھولے بھالے مسلمانوں کو یوں فہمائش فرمائی۔

پیارے بھائیو! تم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور سان سب سے سنئے گا ندھوی ہوئے (مودودیت ان سب کے بعد میں اٹھنے والا فتنہ ہے) جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، اُن سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، اُن سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے۔ اُن سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں، یہ نور ہم سے لو، ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت، اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور سان کی تحریم اور سان کے

---

[1] بدرالدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰحضرت، ص ۱۰۰

marfat.com

دشمنوں سے سچی عداوت، جس سے خدا و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اُسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتا رہا ہوں۔ اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لیے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے، کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے۔ اس لیے ان باتوں کو خوب سن لو۔ حجۃ اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتلانے نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور مانا، قیامت کے دن اُس کے لیے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اُس کے لیے ظلمت و ہلاکت۔ یہ تو خدا اور رسول کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔" [1]

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ قلمی میدان میں عمر بھر سرمایہ ملت کی نگہبانی کرتے رہے۔ جب بھی کسی موضوع پر قلم اٹھایا تو تحقیق کا وہ حق ادا کیا کہ مایہ ناز اہل علم بھی دنگ رہ جاتے۔ محاسبہ اتنا جاندار ہوتا تھا کہ مخالف کے فرار کی ہر گلی بند کر دی جاتی تھی۔ نظر میں اتنی وسعت تھی کہ اہل علم کے لیے اضافے کی گنجائش باقی نہیں رہتی تھی ——— ایسے ہی موضوعات میں سے ایک مسئلہ سماعِ موتیٰ کا ہے۔ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ جب عمر عزیز کی تیتیسویں منزل طے کر رہے تھے تو اس موضوع پر اپنے رہوارِ قلم کو

[1] حسنین رضا، مولانا۔ وصایا شریف، مطبوعہ مقبول عام پریس لاہور، ص ۳ تا ۵۔

marfat.com

اذن حرام دینا پڑا۔ برزخی زندگی کے بارے میں اہلسنت وجماعت (اللہ تعالیٰ ان حضرات کی سعی کو مشکور فرمائے) کا ہمیشہ سے یہ مذہب ہے۔

۱۔ دنیاوی زندگی جس کا سلسلہ موت پر ختم ہو جاتا ہے اور اخروی دائمی زندگی جو روز حشر سے شروع ہوگی ان دونوں زندگیوں کے درمیانی وقفے کو برزخی زندگی کہتے ہیں۔

۲۔ برزخ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان کو، خواہ وہ مومن ہو یا کافر، ایک خاص قسم کی زندگی عطا فرمائی جاتی ہے یعنی جسم اور روح کا دور ہوتے ہوئے ایک گونہ تعلق باقی رکھا جاتا ہے، جس کے باعث یہ زندگی دنیاوی زندگی سے بڑی حد تک مختلف ہوتی ہے۔

۳۔ برزخی زندگی میں عام انسانوں کو چلنے پھرنے سے اگرچہ عاجز رکھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود پروردگار عالم انہیں ادراک و شعور سے بہرہ ور رکھتا ہے تاکہ وہ منکر نکیر کے سوالوں اور دنیا والوں کے سلام و کلام کا جواب دے سکیں۔ اگرچہ ہم ان کا جواب نہیں سنتے لیکن وہ سننے اور بولنے سے مجبور نہیں ہوتے۔

۴۔ مردے کے سماع و ادراک کا انکار، قبر کے عذاب و ثواب اور نکرین کے سوالات وغیرہ امور کا انکار ہے جب کہ یہ باتیں نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہیں اور ایک مسلمان انہیں جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

۵۔ جسم کے اجزا جلنے، گلنے سڑنے، جانوروں کے کھا جانے یا کسی بھی وجہ کے تحت ہزاروں جگہ منتشر کیوں نہ ہو جائیں لیکن روح کے ساتھ اُن کا تعلق برابر قائم رہتا ہے اور اسی تعلق کے باعث روح کے ساتھ اجزائے جسم بھی برابر راحت یا تکلیف محسوس کرتے رہتے ہیں۔

۶۔ برزخی زندگی اگرچہ دنیاوی زندگی کے مقابلے میں کئی لحاظ سے نامکمل اور ایک مخصوص قسم کی زندگی ہو کر رہ جاتی ہے لیکن قدرت ہر مردے میں ایک مخصوص طریقے پر علم و ادراک اور سمع و بصر وغیرہ کی قوت باقی رکھتی ہے۔

marfat.com

۷۔ ارواح مومنین کی رہائش گاہ علیین وغیرہ میں ہوتی ہے اور کفار و منافقین کے جیل خانے کا نام سجین ہے۔ جو زمین کی سب سے نچلی تہہ کے نیچے ہے۔

۸۔ شہداء کی ارواح کا ان کے اجسام کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق ہوتا اور اُن کے اجسام کو وہ خصوصیت حاصل ہوتی ہے کہ ان کی برزخی زندگی پر حیات کا اطلاق کیا جانا زیادہ مناسب ہے۔ اسی لیے قرآن کریم نے انہیں زندہ قرار دیا ہے۔

۹۔ اولیائے کرام کی برزخی زندگی بھی شہداء کی طرح علیٰ قدرِ مراتب بہت بلند و بالا ہوتی ہے۔ اور ان حضرات کے علوم و اختیارات میں وفات کے بعد اور بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۱۰۔ انبیائے کرام پر موت تو ضرور واقع ہوتی ہے۔ لیکن ان حضرات کی برزخی اور دنیاوی زندگی میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہوتا کہ دنیاوی زندگی کا سلسلہ ختم ہوتے ہی یہ بزرگ دنیاوی ضروریات اور بشری تقاضوں سے بے نیاز اور فریضہ تبلیغ سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔[1] تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے عوام الناس کی ارواح کا اُن کے اجسام سے اتنا تعلق ضرور قائم فرما دیتا ہے جس کے باعث انہیں ادراک و شعور حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث مطہرہ میں وارد ہے کہ میت غسل دینے والوں قبرستان کی طرف لے جانے والوں۔ دفن کرنے والوں اور بعد دفن سلام و کلام کرنے والوں کو پہچانتی اور ان کے سلام و کلام کا جواب دیتی ہے۔ اہلسنت و جماعت کے جمہور، مفسرین، محدثین، فقہا اور متکلمین کا مذہب یہی ہے۔ چنانچہ علامہ ابوالمظفر طاہر بن محمد اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۱ھ / ۱۰۷۸ء) نے اس سلسلے میں یوں فرمایا ہے:۔

واخبر انھم یحیون فی القبور و قد ورد فی معنے احیاء الموتی فی القبور	فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مردے قبروں میں زندہ کیے جاتے ہیں۔ قبروں میں مردوں کے زندہ کیے جانیکے

[1] فتاوی رضویہ جلد چہارم مسئلہ نمبر ۱۵۴ صفحہ نمبر (۱۹۷)

marfat.com

الآیات والاخبار والآثار[1] بارے میں اتنی آیتیں اور احادیث و آثار ہیں جنکا شمار نہیں۔

اہل سنت وجماعت کے مایہ ناز محقق، امام تقی الدین سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۶ھ / ۱۳۵۴ء) نے فرمایا ہے :۔

قد اجمع اھل السنۃ علی اثبات الحیوۃ فی القبور۔ قال امام الحرمین فی الشامل وقد اتفق سلف الامۃ علی اثبات عذاب القبر و احیاء الموتی فی قبورھم و رد الارواح فی اجسادھم۔[2]

اہل قبور کی حیات پر اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے۔ حضرت امام الحرمین نے اپنی کتاب شامل میں فرمایا ہے کہ عذاب قبر کے اثبات اور مردوں کے اُن کی قبروں میں زندہ کیے جانے اور ارواح کو ان کے اجسام کی طرف لوٹائے جانے کے بارے میں اہل سنت وجماعت (اسلافِ امت) کا مکمل اتفاق ہے۔

امام المتکلمین قاضی عضد الدین، عبدالرحمان بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۶ھ / ۱۳۵۵ء) نے فرمایا ہے :۔

احیاء الموتی فی قبورھم و مسئلۃ منکر و نکیر و عذاب القبر للکافر والفاسق کلھا حق واتفق علیہ سلف الامۃ[3]

مردوں کو اُن کی قبروں میں زندہ کیا جانا، سوالات منکر نکیر اور کافر و فاسق کو قبر میں عذاب دیا جانا، ہمارے نزدیک یہ سارے امور حق ہیں اور امت کے اگلوں کا ان پر اتفاق رہا ہے۔

امام المحدثین، ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ / ۱۴۴۳ء) نے یوں تصریح فرمائی ہے :۔

ذھب ابن حزم وابن ھبیرۃ الی ان السوال یقع ابن حزم اور ابن ہبیرہ کا مذہب یہ ہے کہ سوال

---

[1] طاہر بن محمد اسفرائنی، امام :۔ التبصیر، مطبوعہ مصر، ص ۱۵۸

[2] تقی الدین سبکی، امام :۔ شفاء السقام، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، ص ۱۵۳۔

[3] عبدالرحمان بن احمد عضد الدین، متکلم، شرح مواقف مطبوعہ نولکشور، ص ۷۱۵۔

marfat.com

غیر عود الی الجسد وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح الی الجسد او بعضه کما ثبت فی الحدیث۔ [1]

صرف روح سے ہوتا ہے اور روح جسم کی طرف لوٹائی نہیں جاتی، لیکن جمہور اہلسنت ان کے خلاف ہیں کیونکہ جمہور کا نظریہ یہ ہے کہ روح پورے جسم یا اس کے بعض حصوں کی طرف لوٹائی جاتی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

دسویں صدی کے مجدد اور پایہ ناز محدث و محقق علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ / سنہ ۱۶۰۴ء) نے برزخی زندگی اور اعادہ روح پر بحث کرتے ہوئے ان لوگوں کے اس الزام کی تردید بھی فرمائی ہے جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۱۵۰ھ / سنہ ۷۶۷ء) پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ حضرت امام المسلمین کو اعادہ روح کے بارے میں توقف تھا۔ چنانچہ موصوف نے اس سلسلے میں یہ بھی فرمایا ہے:۔

واعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان الله یخلق فی المیت نوع الحیوة فی القبر قدر ما یتألم ویتلذذ ولکن اختلفوا فی انه هل یعاد الروح الیه او المنقول عن ابی حنیفة التوقف لان کلامه ههنا یدل علی اعادة الروح اذ جواب الملکین فعل اختیاری فلا یتصور بدون الروح[2]

جاننا چاہیے کہ اس بات پر اہل حق کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کو قبر میں ایک خاص قسم کی زندگی عطا فرما دیتا ہے جس سے وہ تکلیف اور لذت کا احساس کرتا ہے، لیکن روح کو لوٹائے جانے کے بارے میں اختلاف ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو توقف کرنا منقول ہے، اس کے برعکس ان کا کلام اعادہ روح پر دلالت کرتا ہے کیونکہ منکر نکیر کو جواب دینا فرد کی ہے جو بغیر روح کے متصور نہیں۔

---

[1] ابن حجر عسقلانی، محدث:۔ فتح الباری۔ جلد پنجم، ص ۷۰۴۔

[2] شاید یہ کتابت کی غلطی ہو ورنہ ابن حزم کے ہم خیال کا نام تو ابن میسرہ تھا۔

[3] ملا علی قاری حنفی، محدث:۔ شرح فقہ اکبر، ص ۱۲۱۔

marfat.com

اہلسنت وجماعت کے مشہور معروف عالم و متکلم اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) کے ہمعصر یعنی علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۶۷ھ / ۱۶۶۰ء) نے فرمایا ہے:۔

لا یخفی علیک ان لیس المراد	تجھ پر مخفی نہ رہے کہ زندہ سے مراد یہاں ایسا
بالحی ھھنا ما یعاد فیہ الروح	زندہ نہیں ہے کہ جس میں روح پورے طور پر
ویصدر عنہ الافعال الاختیاریۃ	لوٹا دی جائے اور اس سے دنیاوی زندگی
بل ما یدرک الالم واللذۃ	کی طرح اختیاری فعل صادر ہونے لگیں بلکہ
فاذا خلق اللہ فیھا ادراکا	صرف اتنی زندگی مراد ہے جس سے تکلیف
یکون سببا لادراک الالم	اور راحت کا ادراک ہو سکے۔ جب اللہ تعالیٰ
واللذۃ یکون حیا ولا	اس میں ادراک پیدا کر دیتا ہے جو تکلیف اور
جمادا [1]۔	لذت محسوس کرنے کا سبب بنتا ہے تو اسے
	زندہ کہتے ہیں نہ کہ جماد

تفسیر مظہری کے مصنف جنہیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء) نے سبقی وقت کا لقب دیا تھا، یعنی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) نے مختلف احادیث کو تطبیق دیتے ہوئے جمہور کے موقف کی یوں ترجمانی کی ہے:۔

قلنا وجہ التطبیق ان مقر	ہم کہتے ہیں کہ ان میں مطابقت اس طرح ہے کہ
ارواح المؤمنین فی علیین	ارواح مومنین کی رہائش گاہ علیین یا ساتویں
امن السمآء السابعۃ ونحو	آسمان یا ان کے مانند کوئی جگہ ہے جیسا کہ مذکور
ذلک کما مر ومقر ارواح	ہوا اور کفار کی ارواح کا ٹھکانہ سجین ہے۔ اس
الکفار فی سجین ومع ذلک	کے باوجود ہر ایک روح کا اس کے متعلقہ جسم
لکل روح منھا اتصال بجسدہ	سے قبر وغیرہ میں اتصال و تعلق ہوتا ہے اور

[1] عبدالحکیم سیالکوٹی، حواشی، حاشیہ خیالی، ص ۱۱۸۔

marfat.com

فی قبرہ لا یدرک کنہہ الا اللہ تعالیٰ وبذلک الاتصال یصح ان یعرض علی الانسان المجموع المرکب من الجسد والروح متعدۃ من الجنۃ والنار ویحس اللذۃ او الالم ویسمع سلام الزائر یجیب المنکر والنکیر ونحو ذلک مما ثبت بالکتب والسنۃ [1]

اس تعلق کی حقیقت کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسی اتصال و تعلق کی وجہ سے تو یہ درست ہے کہ انسان پر، جو جسم اور روح کے مجموعے سے مرکب ہے، اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ جنت ہو یا دوزخ اور وہ راحت و تکلیف محسوس کرتا ہے، زائر کا سلام سنتا اور منکر نکیر کو جواب دیتا ہے اور اسی طرح وہ تمام چیزیں واقع ہوتی ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔

متاخرین میں سے احناف کے مایہ ناز فقیہ یعنی علامہ سید محمد امین ابن عمر عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء) نے اس سلسلے میں جمہور کے موقف کی یوں ترجمانی فرمائی ہے:۔

ولا یرد تعذیب المیت فی قبرہ لانہ توضع فیہ الحیوۃ عند العامۃ بقدر ما یحس بالالم والبنیۃ لیست بشرط عند اھل السنۃ بل تجعل الحیوۃ فی تلک الاجزاء المتفرقۃ لا یدرکہ البصر [2]

عذاب قبر ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کیونکہ علم علماء کے نزدیک مردے کے اندر اتنی زندگی پیدا کر دی جاتی ہے جس سے وہ تکالیف وغیرہ کا احساس کر سکے۔ اہلسنت و جماعت کے نزدیک ڈھانچے کا باقی رہنا شرط نہیں ہے بلکہ جسم کے اجزائے متفرقہ میں ایسی جان ڈال دی جاتی ہے جسے نگاہ نہیں دیکھتی۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے جمہور اہلسنت و جماعت کا برزخی زندگی کے بارے میں موقف بالکل واضح ہے۔ اس مسئلے میں سب سے پہلے ابن حزم، ظاہری المذہب

---

[1] ثناء اللہ پانی پتی، محدث، تفسیر مظہری، جلد دہم، ص ۱۲۴، ۱۲۵۔

[2] سید محمد امین ابن عابدین، علامہ، رد المحتار، جلد دوم، مطبوعہ مصر، ص ۲۰۱۔

marfat.com

(المتوفی ۴۵۶ھ/۱۰۶۴ء) نے اہلسنت وجماعت سے اختلاف کیا موصوف احادیث صحیحہ کے خلاف اعادہ روح کے منکر تھے۔ ان کا موقف یہ تھا کہ برزخ میں جسد احت یا کلفت پہنچتی ہے اس کا احساس صرف روح کو ہوتا ہے اور جسم اُس کی لذت و احساس سے قطعاً نا آشنا رہتا ہے۔ اس سراسر غیر اسلامی نظریہ کی صدائے بازگشت آج بھی مبتدعین زمانہ سے سنی جاتی ہے اور مبتدعین زمانہ بعض اصولی و فروعی مسائل میں کتاب و سنت کے خلاف ہونے کے باوجود، ابن حزم، ابن تیمیہ حرانی (المتوفی ۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء) ابن قیم الجوزی (المتوفی ۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء) اور مولوی محمد اسماعیل دیوبندی (المقتول ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کی پیروی بڑی عقیدت کے ساتھ کرتے ہیں۔

ان حضرات میں ابن تیمیہ حرانی کی شخصیت سب سے قدآور ہے۔ اگر موجودہ زمانہ کے غلط عقائد و نظریات کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جائے تو ایسے ہر عقیدے کا سلسلہ علامہ ابن تیمیہ حرانی سے جا ملے گا۔ ابن قیم موصوف کے شاگرد و شریک کار تھے جب کہ وہابیت کے نجدی دہندی بانی علامہ موصوف ہی کے مخصوص نظریات کے شارح و ناشر ہیں اس حقیقت کے باوجود ان حضرات نے کھل کر ابن حزم کی اس مسئلے میں تائید نہیں کی بلکہ جمہور کا ساتھ دیا۔ چنانچہ ابن تیمیہ حرانی نے سماع موتیٰ کے بارے میں یوں لکھا ہے:۔

وسماع الميت للاصوات من السلام والقراءة حق [1]	مردے کا سلام و قراءت وغیرہ کی آوازوں کو سننا حق ہے۔

موصوف کے شاگرد خاص علامہ ابن قیم الجوزی نے ایک مشہور حدیث کی تشریح کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:۔

فهذا نص فی انه يعرفه بعينه ويرد عليه السلام [2]	یہ حدیث اس بارے میں نص ہے کہ سلام کہنے والے کو مردہ حقیقی طور پر پہچانتا اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے

---

[1] ابن تیمیہ، علامہ: الاقتضاء الصراط المستقیم، مطبوعہ مصر، ص ۱۸۱۔

[2] ابن قیم، علامہ: کتاب الروح، ص ۴

غیر مقلد حضرات کے پیشوا اور اس مسلک کی سب سے بڑھ کر ترویج و اشاعت کرنے والے عالی جناب نواب صدیق حسن خان بھوپالی (المتوفی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) اس سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں :۔

جملہ امہات از مومنین و کفار از تمام مردے، خواہ مومن ہوں یا کافر، دہ علم و شعور	
حصول علم و شعور و ادراک و سماع د اور ادراک و سماع کے حاصل ہونے نیز اعمال	
عرضِ اعمال و رد جواب بہ زائر پیش ہونے اور زیادت کرنے والے کو جواب	
برابر اند۔[1] دینے میں برابر ہیں۔	

دیوبندیوں کے علامہ انور شاہ کشمیری (المتوفی ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء) نے سماعِ موتی کے بارے یوں تحریر کیا :۔

اقول والاحادیث فی سمع	میں کہتا ہوں کہ سماعِ موتی کے بارے میں حدیثیں
الاموات قد بلغت مبلغ التواتر	تواتر کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی (المتوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) نے سماعِ موتیٰ کے بارے میں یوں تصریح کی ہے :۔

انّ سماع الموتیٰ ثابت فی الجملۃ	بے شک سماعِ موتیٰ جن احادیث سے ثابت
بالاحادیث الکثیرۃ الصحیحۃ۔[3]	ہے وہ تعداد میں بہت زیادہ اور صحیح ہیں۔

اگرچہ متبدعین زمانہ اور گستاخانِ رسول کے اکثر اکابر نے بھی سماعِ موتیٰ اور اعادہ روح وغیرہ امور کو تسلیم کیا ہے لیکن اُن میں سے بعض حضرات کی ردش ابنِ حزم ظاہری کے مطابق ہے۔ علاوہ بریں وہابی حضرات جن کے مذہب کی بنیاد ہی مقربینِ بارگاہ الٰہیہ کی توہین و تنقیص پر ہے، لہٰذا وہ اولیاء اللہ کے علوم و اختیارات کو عوام الناس کی نگاہوں میں نرضی دکھلانے کی خاطر سماعِ موتی کا انکار کر دینا اپنے لیے ضروری سمجھتے ہیں اور اپنی منزل

---

[1] صدیق حسن خاں بھوپالی، نواب :۔ دلیل الطالب، ص ۸۸۶

[2] انور شاہ کشمیری، مولوی :۔ نیض الباری، جلد دوم، ص ۴۶۷

[3] شبیر احمد عثمانی، مولوی :۔ فتح الملہم، جلد دوم، ص ۴۷۹

marfat.com

منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے اس مسئلے کو زینے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک مفتی صاحب سے سماعِ موتیٰ کے بارے میں پوچھا گیا۔ موصوف نے اپنے فتوے میں اہل قبور سے خطاب کو شرک یا کم از کم شبہ و شائبہ شرک قرار دیا نیز تصریح کر دی کہ زائر اور مقبور کے درمیان چونکہ مٹی کا ڈھیر حائل ہے اس لیے مقبور سے کلام و خطاب کرنا اُسے سمیع و بصیر علی الاطلاق ماننا ہے۔

مستفتی نے موصوف کا یہ خلاف جمہور اور مہری و سخطی فتویٰ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کرتے ہوئے استفتاء پیش کیا کہ سماعِ موتیٰ کے بارے میں جمہور کا مذہب مدلل بیان فرمایا جائے اور مرسلہ فتوے کی حقیقت بھی واضح فرما دی جائے۔ امامِ اہلسنت نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی خاطر اپنے رہوارِ قلم کو میدانِ تحقیق میں ایسا اذنِ خرام دیا کہ ماہ رجب ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۶ء) کے ابتدائی چند ایام میں حیات الموات فی بیان سماع الاموات کے تاریخی نام سے ایسا محققانہ رسالہ تیار ہو گیا جس نے دشمنانِ اولیاء کے تمام مزعومہ دلائل کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ ایسے ساڑھے چار سو دلائل قائم فرمائے جن میں سے کسی ایک دلیل کو غلط یا دعویٰ سے لاتعلق ثابت نہیں کیا جا سکا۔ بفضلہٖ تعالیٰ چھیانوے ۹۶ سال گزر گئے لیکن علم و فضل کے تمام تر دعاوی کے باوجود کسی گمراہ گر سے اس کا جواب نہیں لکھا گیا اور نہ کبھی لکھا جا سکے گا کیونکہ ؎

الحق یعلوا ولا یعلیٰ۔

——— فاضلِ بریلوی نے میدانِ تحقیق میں قدم رکھتے ہی اہل ایمان کو یہ مژدہ سنایا تھا:۔

> یہ عجالہ نہ صرف سماعِ موتیٰ کا ثبوت دے گا بلکہ بفضل اللہ تعالیٰ خوب واضح کرے گا کہ حضرات اولیاء بعد الوصال زندہ اور اُن کے تصرف در کرامات پائندہ اور اُن کے فیض بدستور جاری اور ہم غلاموں، خادموں محبوں معتقدوں کے ساتھ وہی امداد و اعانت و یاری۔"

یہ تحقیقی رسالہ تین ۳ مقاصد (ابواب) پر مشتمل ہے۔ مقصد اول میں مذکورہ فتوے پر آپ نے مذہب اہلسنت و جماعت کی روسے پچیس ۲۵ اعتراضات کیے اور ساتھ ہی

marfat.com

اس فتوے کی منکرینِ سماعِ موتیٰ کے مذہب سے دس مخالفتیں دکھائیں۔ مفتی صاحب چونکہ اس وقت تک سنی حنفی مشہور تھے لیکن اس فتوے میں جہاں خلاف اہلسنت چلے وہاں منکرین سماعِ موتیٰ سے بھی پرے جاکر پھسلے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اس لحاظ سے برٹش گورنمنٹ کا عہد بڑا پراسرار ہو کر رہ گیا تھا کہ اس دور میں بعض رہنما، مصلح اور لیڈر نظر آتے والے ظاہر و باطن میں یکساں نہیں رہے تھے۔ لباس سے تقدس ٹپکتا تھا لیکن دلوں میں کھوٹ چھپا ہوا تھا۔ زبان پر قوم کی خیر خواہی اور ملت کی رہبری کے گیت تھے لیکن حقیقت میں وہ انگریزی مفادات کے محافظ ہو کر رہ گئے تھے۔ انہوں نے گندم نما جو فروش بننا پسند کر لیا تھا۔ ملتِ اسلامیہ نے دیکھا اور آئے دن دیکھ رہی ہے کہ :۔ ؎

راہزن خضر رہ کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

مقصد دوم کے تحت آپ نے ساٹھ احادیثِ مطہرہ پیش کیں، جن کی اجمالی صورت یہ ہے :۔

۱۔ انیس ۱۹ احادیث سے ثبوت دیا کہ موت کے بعد بھی روح اور صفات و افعال روح کو بقا حاصل رہتی ہے۔

۲۔ دو ۲ حدیثیں اس امر پر دلالت کرنے والی کہ احیاء نے اہل قبور سے حیا کی۔

۳۔ چار ۴ احادیث ایسی کہ زندوں کے آنے، پاس بیٹھنے سے اہل قبور کا جی بہلتا ہے۔

۴۔ آٹھ ۸ احادیث اس امر پہ دال کہ زندوں کی بے اعتدالی سے مردوں کو اذیت پہنچتی ہے۔

۵۔ تیرہ ۱۳ احادیث سے ثابت کیا کہ زیارت کرنے والوں کو اہل قبور پہچانتے، ان کا سلام کلام سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ زندوں کے جوتوں کی آہٹ تک سنتے ہیں۔

۶۔ چھ ۶ احادیث ایسی جن میں کفار مقتولین بدر سے کلام کرنا اور ان کا سننا مصرح۔

۷۔ چار ۴ احادیث متعلقہ تلقینِ میت پیش فرمائیں۔

marfat.com

۸۔ چند احادیث ایسی جن سے واضح کہ صحابہ کرام نے اہل قبور سے کلام و خطاب فرمایا۔

مقصد سوم میں آپ نے انتیس ۲۹ صحابہ کرام، اکیس ۲۱ تابعین عظام اور مابعد کے آئمہ مجتہدین مفسرین، محدثین، فقہا، متکلمین اور حضرات اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے تین سو پانچ اقوال پیش کر کے ثابت کر دکھایا کہ امت محمدیہ شروع سے آج تک سماعِ موتیٰ کی قائل چلی آرہی ہے۔ مذکورہ شمار میں بعض اقوال سرخیلِ منکرین کے بھی ہیں، جن کے باعث مبتدعینِ زمانہ اور دشمنانِ اولیاء کے فرار کی آخری گلی بھی بند ہو گئی۔ یہ مرحلہ وہابیہ کے لیے سانپ کے منہ میں چھچھوندر کی طرح ہو جاتا ہے، جسے اگلتے بنے نہ نگلتے۔ نہ تو یہ حضرات کبھی اہلسنت کے ساتھ اپنے بزرگوں کو مشرک ٹھہرا سکتے ہیں اور نہ کبھی مذہب مہذب اہلسنت وجماعت کی حقانیت کا کھل کر اعتراف کرنے پر آتے ہیں کذٰلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ——— اس اتمام حجت اور وضوح حق کے بعد مجدد مائۃ حاضرہ نے مسلمانوں کو یوں فہمائش کی :۔

ہاں عوام اہلسنت کو بیدار کردوں گا کہ بھائیو! اب بھی وضوح حق میں کچھ باقی ہے جس نامہذب مذہب ناپاک مشرب کی سو سے صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین و علمائے دین و اولیائے کاملین، قرونِ ثلاثہ سے لے کر آج تک سب کے سب معاذ اللہ مشرک و کافر، بدعتی خاسر ٹھہریں ..... ظاہر ہے کہ وہ طائفہ تالفہ کیسا ہوگا اور اس سے سنت و جماعت سے کتنا علاقہ؟ سبحان اللہ! سنت و جماعت کو شرک بتائیں، جماعتِ سنت کو مشرک ٹھہرائیں، پھر سنی ہونے کا دعویٰ بجا! کلا و رب العرش الاعلیٰ۔

امام اہلسنت، مجددِ دین و ملت قدس سرہٗ نے اس مقصد سوم کے اندر تین سو پانچ اقوال پیش فرمائے ہیں۔ تکملہ کے فائدہ رابعہ میں تین مزید مذکور ہوئے، یوں جملہ تین سو آٹھ اقوال ہوئے، جن سے آفتابِ نیمروز کی طرح واضح ہے کہ امتِ محمدیہ کا شروع سے اب تک کیا عقیدہ رہا ہے۔ ان جملہ اقوال کے مفادات کا خلاصہ ملاحظہ ہو :۔

۱۔ ایک سو پچاس اقوال سے موتیٰ کے علم و سمع و بصر کا صریح اثبات۔

marfat.com

۲۔ پانچ[۵] اقوال اس بارے میں کہ بعد وصال بھی اولیاء کی کرامتیں باقی رہتی ہیں۔
۳۔ پندرہ[۱۵] اقوال ایسے کہ اولیاء اللہ بعد وصال بھی تصرف فرماتے ہیں۔
۴۔ چھیاسی[۸۶] اقوال اس بارے میں کہ رحلت کے بعد بھی اولیائے کرام نزدیک و دور سے مدد کرتے ہیں۔
۵۔ بیالیس[۴۲] اقوال میں اس امر کی تصریح کہ بوقتِ حاجت اولیاء کو پکارنا، اُن سے مدد چاہنا جائز ہے۔
۶۔ تیرہ[۱۳] اقوال اس سلسلے میں کہ حضرات اولیاء کو بعد وصال بھی دیکھنے سننے میں نزدیک و دور کمال ہے۔

مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق کا وہ حق ادا کیا کہ منکرین و مخالفین کے سامنے دو[۲] راستے آ گئے۔ ایک یہ کہ جواب دے کر اپنی بگڑی بناتے لیکن اس کی گنجائش باقی نہ رہی۔ دوسرا یہ کہ باطل سے عدول کرتے ہوئے حق کو قبول کر لیتے لیکن جملہ فرقہ سازوں، فتنہ پردازوں کو ہمیشہ راہ ہدایت پر آنے سے چڑ رہی ہے، ہاں اہل حق کو الٹا بدنام کرنے پر ہمیشہ کمربستہ رہے ہیں۔ پس منکرین و مخالفین نے مذکورہ دونوں کے علاوہ ایک تیسرا راستہ ایجاد کیا یعنی ہیرا پھیری کی دکان کھول لی تاکہ جہلا میں بھرم رہے اپنوں کے نزدیک اسی طرح دھرم رہے۔ علم و فضل کی ساکھ رکھنے کی خاطر متقدمین بارگاہِ الٰہیہ کے انکارِ کرامات و قطع کمالات کی خاطر تفہیم المسائل جیسی بھونڈی کاوش دکھائی۔ مائۃ مسائل اور سراج الایمان وغیرہ کا دامن تھام کر مسلمہ یمین کو اپنے لیے ڈھال بنانا شروع کر دیا۔ مجددِ دین و ملت، امام اہلسنت قدس سرہٗ نے اُن کی اس کارگزاری کو دیکھا تو ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۷ء میں حیات الموات کا تتمہ الوفاق المتین بین سماع الدفین و جواب الیمین کے تاریخی نام سے لکھا۔ میدانِ تحقیق میں قدم رکھتے ہوئے فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی کہ:۔

> حضرات منکرین کی غایت سعی و تمام مایہ ناسپاس باب میں جو کچھ ہے وہ یہی مسئلہ یمین ہے جسے دکھا کر عوام بلکہ کم علموں کو متزلزل کر دیتے یا کیا چاہتے ہیں۔

مائۃ مسائل میں کافی شرح وافی و فتح القدیر و کفایہ حواشی ہدایہ و عینی شرحِ کنز سے طولانی عبارتیں کچھ قطع و برید کچھ بیگانہ مزید پر مشتمل نقل کیں کہ عوام بڑی بڑی عبارات عربیہ دیکھ کر ڈر جائیں اور سامعِ سماعِ موتیٰ سے منکر نہ ہوں تو لا اقل تردد تو کر جائیں۔ مگر بحمداللہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ سب نری ملمع کاری ہے ورنہ وہ عبارات اور ان جیسی سو یا ہزار، جتنی اور ہوں، نہ ہمیں مضر نہ منکرین کو مفید، نہ اہلسنت و جماعت کا اجماعی مسئلہ جو نصوصِ صریحہ، احادیثِ صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت، کسی مشکک کی تشکیکات بے معنی سے متزلزل ہو سکے۔ فقیر غفر اللہ المولی القدیر اس کی تحقیق و تقیح میں بھی کلمات چند نافع و سود مند گزارش کرے کہ باذنہ تعالیٰ موافق کو ثبات و استقامت، مخالف منصف کو رشاد و ندامت، مکابر متعسف کو وبال و عزامت دیں۔"

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ یمین پر میدان تحقیق میں قدم رکھا تو پانچ مقدمات بارہ دلائل اور پچیس شواہد سے ثابت کیا کہ جن مشائخ سے اس بارے میں نفی منقول وہ بدنِ موتیٰ کے سماع کے انکار پہ محمول ہے ورنہ مذہب اہلسنت کی تعلیط لازم آتی ہے مائۃ مسائل نے معتزلہ کا مذہب خود یوں نقل کیا کہ میت جماد است لیکن چک پھیری سے کر خود بھی یوں معتزلہ کی تعلین برداری کی کہ :۔ "ہر چند در میت حیات نیست مگر جائز ست کہ خدائے تعالیٰ دراں نوعی لذت حیات بقدرِ ادراکِ الم عذاب و لذتِ تنعم عند الایلام والتعذیب پیدا کند و آں مستلزم سماع نیست۔" آپ نے اس اعتزال پسندی کے جملہ مزعومہ دلائل کا رد بلیغ فرمایا اور ثابت کر دکھایا کہ مذہب اہلسنت ہی اس مسئلے میں بھی کتاب و سنت اور اجماع و قیاس کے عین مطابق ہے۔

اعلیٰحضرت امجد دین و ملت قدس سرہٗ نے داد تحقیق دینے کے بعد حد درجہ تنزل فرماتے ہوئے وضاحت کی کہ اگر منکرین کے دلائل کو تھوڑی دیر کے لیے قابلِ احتجاج تسلیم کر ہی لیا جائے تو اس صورت میں فریقین کے دلائل کی تطبیق لازم آئے گی اور ثابت کیا کہ اس مرحلے پہ بھی دلائلِ اہلسنت کو دس وجہ سے واضح ترجیح حاصل ہے۔

marfat.com

غرضیکہ مسئلہ یمین پر بھی تحقیق کے وہ دریا بہائے کہ مبتدعین قدیم وجدید اور دشمنانِ اولیا کے مزعومہ دلائل کے سارے تار پود بکھیر کر رکھ دے۔ منکرینِ سماعِ موتیٰ کی اس سرمایہ ملت کے نگہبان نے یوں زبان بندی کی کہ تحقیق کے میدان میں ذرا بھی بولنے کی گنجائش باقی نہ چھوڑی آپ نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا مجددانہ انداز میں فریضہ ادا کرنے کے بعد تحدیث نعمت کے طور پر یوں اعلان حق فرمایا ہے:۔

جو با انصاف بے اعتساف اسے دیکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ بہ دل صاف شہادت دے گا کہ مسئلہ یمین آج حل ہوا۔ جسے مخالف موانق سمجھا کرتے تھے، اُس کا عقدہ آج منحل ہوا۔ جن کلمات کو مخالف اپنی دلیل بنایا کرتے اب وہ کلمے خود انہیں کو دلیل بنائیں گے۔ جن اقوال کو معاندین محتاج جواب سمجھے اب انہیں کو اپنی دلیل بنائیں گے اور اس کے ساتھ بفضلہٖ تعالیٰ تفہیم المسائل کی ساری بالاخوانیاں بھی بچی پڑیں۔ صبح سنیت شرقِ حق سے چمکی، باطل کی ظلمتیں دھواں بن کر اڑیں"۔

راقم الحروف نے اپنی علمی بے مائیگی کے باوجود چودھویں صدی کے مجدد برحق اور اُس کی مایہ ناز تصنیف حیات الموات کے بارے میں چند ٹوٹے پھوٹے تعارفی کلمات اس لیے پیش کیے ہیں تاکہ اُس مردِ حق آگاہ سے عقیدت رکھنے والے اپنے موجودہ علمائے کرام کو یہ دعوت غور دے سکوں کہ اس پرفتن دور میں جب کہ باطل کا سیلاب مختلف خوشنما نعروں میں چاروں طرف سے اُمڈتا اور بڑھتا چلا آرہا ہے، جس نے اہل حق کو ہر جانب سے پوری طرح اپنے نرغے میں لیا ہوا ہے اور اُن کی ایمان جیسی متاعِ عزیز کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جانے پر تلا ہوا ہے، تو ایسے نامساعد حالات میں آپ حضرات نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی کارنامے کو سامنے رکھ کر کہاں تک اُن کے عقیدت مند و پیروکار ہونے اور اپنا فریضہ ادا کرنے کی کوشش فرمائی ہے؟ ——— انہوں نے تو حق کی حمایت اور باطل کی تردید میں سینکڑوں تحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں لیکن آپ نے؟ ——— انہوں نے مبتدعین کے

اتنے سارے سرگردہوں اور سرغنوں کو قلمی میدان سے راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔
لیکن آپ حضرات نے؟ ——— یہ خود سوچیے اور اس میدان میں اگر کسی کوتاہی کا آپ
حضرات کو احساس ہو جائے تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء)
اور مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارناموں کو
مشعلِ راہ بنا کر سرمایہ ملت کی نگہبانی کا فریضہ اپنے منصب کے مطابق ادا کیجیے۔ مقدس
اسلام آج بھی آپ سے مطالبہ کر رہا ہے ؎

بشرگانِ سیہ کردی ہزاروں رخنہ در دینم
بیا کز چشمِ بیمارت ہزاروں زخم بر چینم

خدائے ذوالمنن ہم سب کو اپنا اپنا فرض پہچاننے اور اُسے ادا کرنے کی توفیق مرحمت
فرمائے۔ امین۔ یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِیْمُ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ
صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

گدائے درِ اولیاء: ۔ محمد عبدالحکیم خان اختر
مجددی، مظہری، شاہجہانپوری
دارالمصنفین لاہور

۱۶ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ
۱۲ جون ۱۹۷۹ء

marfat.com

ابتدائیہ

الحمد للہ الذی خلق الانسان ؕ علمہ البیان ؕ واعطاہ سمعا وبصرا وعلما وقرآن ؕ وجعلہ مظہر الصفات الرحمٰن ؕ ولم یجعلہ معدوما بفناء الابدان والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان ؕ علی السمیع البصیر العلیم الخبیر الملک المستعان ؕ المولی الکریم الرؤف الرحیم العظیم الشان ؕ سیدنا ومولٰنا **محمد** النافذ حکمہ فی عوالم الامکان ؕ وعلی الہ وصحبہ وابنہ **الغوث** الباہر السلطان ؕ الحی المنعم فی القبر المکرم بفضل المنان واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ شہادۃ یُحَیّیٰ بہا وجہ الدیان ؕ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ شہادۃ توردنا موارد الرضوان ؕ فصلی اللہ وسلم وبارک وانعم علیٰ ھذا الحبیب القریب الملتجی البعید المرتقی الرفیع المکان ؕ وعلی الہ وصحبہ وعیالہ وحزبہ اولی العلم والعرفان ؕ وعلینا معہم وبہم ولہم یا جلیل الاحسان ؕ وجمیل الامتنان آمین آمین الہ الحق آمین

اما بعد یہ معدود سطریں ہیں یا منضود سلکین تنقیح مسئلۂ علم وسماع موتی وطلب دعا بمشاہد اولیا میں جنہیں افقر الفقرا احقر الورے عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی اصلح اللہ عملہ وحقق املہ نے اوائل ماہ رجب ۱۳۰۵ھ ہجریہ کی چند تا رنخوں میں رنگ تحریر دیا اور بلحاظ تاریخ **حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات** ۱۳۰۵ھ سے مسمی کیا اس سے پہلے کہ فقیر غفرلہ نے چند کلمے مسمی بہ

marfat.com

الاھلال بغیض الاولیاء بعد الوصال جمع کیے تھے ان کے اکثر مطالب و مضامین بھی اس رسالہ کے بعض انواع و فصول میں مندرج ہوئے اب یہ عجالہ نہ صرف علم و سماع موتی کا ثبوت دے گا بلکہ بحول اللہ تعالیٰ خوب واضح کرے گا کہ حضرات اولیا بعد الوصال زندہ اور ان کے تصرف و کرامات پائندہ از ان کے فیض بدستور جاری اور ہم غلاموں خادموں محبوں معتقدوں کے ساتھ وہی امداد و اعانت و یاری۔ والحمد للہ القدیر البکری۔

یہ رسالہ حق سے منفصل باطل سے منفصل مقدمہ و سہ مقصد و خاتمہ پر مشتمل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ھو مولانا وعلیہ التعویل۔

marfat.com

مقدّمہ

باعث تالیف میں سلخ جمادی الاخرہ ۱۳۰۵ھ کو ایک مسئلہ بغرض تصدیق و اظہار ادعائے طلب تحقیق فقیر کے پاس آیا صورت سوال یہ تھی:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرح متین دریں باب کہ ایک بزرگ کے مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا اس وقت یہ کلمہ زبان سے نکلا کہ اے بزرگ برگزیدۂ درگاہ کبریائی آپ اللہ پاک سے میرے واسطے دعا کیجئے کہ حاجت میری فلانی برآئے کیونکہ آپ بزرگ ہیں بطفیل رسولؐ مقبول واسطے اللہ کے حاجت برآوے بعد کو کچھ فاتحہ و درود شریف پڑھا اور پیشتر میں پڑھا یوں مزار گاہ میں جانا اور دعا مانگنا اور زیارت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ زیادہ والسلام فقط انتہیٰ بلفظہٖ"

اس پر بعض اجلۂ مخادیم کا جواب مُعرّبین بمہر و دستخط جناب تھا جس میں صاف صاف صورت مذکورہ کو شرک اور ادنیٰ درجہ شائبہ شرک قرار دیا اور دلیل میں ایک نئے طور پہ اصحاب قبور کے انکار سماع بلکہ استحالہ و امتناع سے کام لیا۔ تحریر شریف یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس میں شک نہیں کہ زیارت قبور مومنین خاصتہً بزرگانِ دین اور پڑھنا درود شریف اور سورۂ فاتحہ وغیرہ کا اور ثواب خیرات اموات کو بخشنا مندوب و مسنون ہے جس پہ حدیث شریف جناب سیدالثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا نص صریح ناطق لیکن بزرگان اہل قبور کو خطاب طلب

ملہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ۔

marfat.com

دعائے حاجت روائی خود کرنا خالی از شائبہ وشبہۂ شرک نہیں کیونکہ جب درمیان
زائر اور مقبور کے حجب عدیدہ سمع وبصر حائل تو سماع اصوات اور
بصارت صور محال اگرچہ بعض اموات کو بوجہ قطع[1] تعلق انسانہ زیادت[2]
ادراک بھی حاصل ہو لیکن یہ مستلزم اس کو نہیں کہ بلا توجہ خاص جس کا
انکشاف حال خارج از علم زائر اور بخیز اختیار پروردگار عالم ہے بروقت
دعا زائر کے وہ بزرگ اس کی دعا کو سن لیں جب زائر بلا حصول علم متکب
سوال کا ہے تو گویا سائل نے اہل قبر کو سمیع وبصیر علی الاطلاق قرار دیا
ہے اور نہیں ہے یہ اعتقاد مگر شرک اور ادنی درجہ شائبہ وشبہ شرک تو
بالضرور ہوا جس سے احتراز واجتناب لازم وواجب فرقان حمید میں
بمقامات متعددہ اس کا بیان بتصریح تام موجود ازاں جملہ ہے سورۂ

---

[1] . عجیب لطیفہ غیبی ساتوال دہ باللہ التوفیق۔ ذی علم اگرچہ لغزش کریں پھر بھی سخن حق ان کے کلام میں اپنی جھلک دکھا ہی جاتا ہے۔ یہ بوجہ مولوی صاحب نے ایسے فرمائے جس نے مذہب حق کی وجہ موجہ ظاہر کردی۔ میں عرض کردں جب زیارت ادراک کی وجہ علائق مادی کا انقطاع ہے تو وہ عموماً ہر میت کو حاصل کہ موت خود اسی تقطع تعلق مادی کا نام ہے تو بعض اموات کی تخصیص محض بے وجہ، بلکہ تمام اموات کو حاصل ہونا چاہیے اور بے شک ایسا ہے اسی لیے اکابر محققین تصریح فرماتے ہیں کہ موت کے بعد کا ادراک بہ نسبت ادراک حیات کے صاف تر اور روشن تر ہے۔ مقصد اخیر میں اسکی بعض تصریحیں آئیں گی۔ زیادہ نہیں تو نوع دوم مقصد سوم، مقال چہارم میں شاہ عبدالعزیز خطاب ہی کا قول ملاحظہ ہو جائے منہ

[2] مولوی صاحب اس کلام سے شاہ عبدالعزیز صاحب کے اس قول کی طرف مشیر ہیں جس کا ایک پارہ نوع ۲ مقصد ۳ مقال ۱۶ میں مذکور ہوگا اور تتمہ جس نے آدھی وہابیت کا کام تمام کردیا عنقریب سوال ۱۵ میں آتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں شاہ صاحب نے بے شائبہ شبہ مانا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اولیاء کرام کے مدارک کو ایسی وسعت دیتا ہے مولوی صاحب کے لفظ یہاں ایسے واقع ہوئے جو انکار واقرار دونوں کا پہلو دیں خیر اگر شاہ صاحب کو اس قول میں خاطی پائیں اور اپنی اگرچہ کو اساعت یا فرض ہی پہ محمول رکھیں تاہم ہمیں مضر نہیں نہ آپ کے کلام کی اصلاح کرسکتا ہے کما ستری ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ۔

marfat.com

یوسف میں و مایومن اکثرھم باللہ الاوھم مشرکون اور حدیث شریف میں ہے
من حلف بغیر اللہ فقد اشرك اور اس حرمت کا سبب سوائے
اس کے نہیں کہ حالف کی اس قسم غیر خدا سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے
عقیدے میں غیر خدا کو بھی نفع و ضرر رسان جانتا ہے جو معنیً شرک
ہے واللہ اعلم۔ مہر شریف

اس جواب کو دیکھ کر زیادہ تر حیرت یہ ہوئی کہ مولوی صاحب کی کوئی تحریر ان خلافات محدثہ میں آج تک نظر سے نہ گزری تھی۔ گمان یوں تھا کہ قصداً احتراز فرماتے ہیں بلکہ غلو منکرین کو خود بھی لائق انکار ٹھہراتے ہیں۔ طرفہ تر یہ کہ پہلی بسم اللہ قلم کو اذن رقم ملا تو یوں کہ طرز ارشاد فریقین کے مضاد پھر سراپا ناتمامی تقریب و ناکامی مدعا و اجنبیت دلیل و بے تعلقی دعوے اگرچہ حضرات نجدیہ کا قدیمی دستور مگر فضیلت سے بغایت دور فقیر کو بعض وجوہ سے مولوی صاحب کی رعایت ایک حد تک متظور ولہذا ان سطور میں نام نامی مستور و نامسطور مگر اظہار حق بنص قرآن ضرور اور حدیث صحیح میں الدین النصح لکل مسلم ماثور میرا قصد تھا کہ اس مسئلے میں تحقیق بالغ و تنقیح بازغ سے کام لوں اس تفصیل جامع و تحریر لامع سے اختتام دوں کہ براہین اثبات کا حصر وافی ہو انہاق شبہات کا احاطۂ کافی ہو مگر جب دیکھا کہ خود جواب جناب مذہب منکرین سے منزلوں دور اور اکثر اوہام جو اُدھر سے پیش ہوتے ہیں آپ ہی کی تحریر سے ہباءً منثور تو مجھے بہت کفایت مؤنت و کمی مشقت ہوئی اور آخر رائے اس پہ ٹھہری کہ بالفعل جناب کی تقریر خاص پہ جو اعتراضات میرے ذہن میں ہیں گزارش کر کے چند آثار و احادیث و اقوال علمائے قدیم و حدیث و نبذے بحث اصل مدعا یعنی ارواح طیبہ سے طلب دعا اور بعد وصال ان کا فیض و نوال لکھ کر ختم کلام کروں اور بقیہ تحقیقات باہرہ و تدقیقات قاہرہ جو بحمد اللہ حاضر خاطر بندۂ قاصر ہیں انہیں بشرط جواب مولوی صاحب[1] دور آئندہ پہ محمول رکھوں

[1] اس رسالہ کا پہلا ہی نسخہ رجب ۱۳۰۵ھ میں مولوی صاحب کی خدمت (باقی بر صفحہ آئندہ)

marfat.com

باایں ہمہ یہ مختصر رسالہ ان شاء اللہ تعالیٰ ثابت کردے گا کہ مولوی صاحب کی یہ چند سطری تحریر اور اس پہ مع ان کے اصل[1] مذہب کے چار سو وجہ سے دار و گیر واللہ المعین بہ استعین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) حاضر کر دیا گیا مدتوں عزم جواب کا جوش رہا مگر پھر صدائے برنخاست یہاں تک کہ شوال ۱۳۱۲ھ میں مولوی صاحب نے انتقال کیا اب ان کو خود ہی معلوم ہو گیا ہوگا کہ مردے دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں یا مر کر پتھر ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ سلطان احمد خان غفرلہ۔

[1] اصل مذہب سے کبرائے مذہب مولوی صاحب کی تصریح مراد ہے۔ کہ میت جماد ہے۔ ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔

marfat.com

المقصد الاول

فی الاعتراضات وازاحۃ الشبہات

اوراس میں دو نوعیں ہیں۔

نوع اول:

اعتراضات مقصودہ ہیں۔شاید مولوی صاحب نام اعتراض سے ناراض ہوں لہذا مناسب کہ پیرایۂ سوال میں اعتراض ہوں فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔

سوال ۱۔جناب نے قبر کی مٹی حائل دیکھ کر آواز سننی صورت نہ دیکھنی محال ٹھہرائی اس مراد محال عقلی یا شرعی یا عادی بر تقدیر اول کاش کوئی برہان قاطع اس کے استحالہ پہ قائم فرمائی ہوتی میں پوچھتا ہوں اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ یہ حائل مانع احساس نہ ہو اگر کہیے نہ تو ان اللہ علی کل شیء قدیر کا کیا جواب اور فرمائیے ہاں تو استحالہ کہاں بر تقدیر ثانی آیات قرآنیہ یا احادیث صحیحہ سے ثابت کیجئے کہ جب تک یہ حائل و حجاب رہیں گے ابصار و سماع نہ ہو سکیں گے الفاظ شریفہ ملحوظ خاطر رہیں بر تقدیر ثالث عادت اہل دنیا مراد یا عادت اہل برزخ درصورت اول کیا دلیل ہے کہ مانع دنیوی عائق برزخ بھی ہے کیا جناب کے نزدیک برزخ دنیا کا ایک رنگ ہے اہل دنیا ملائکہ کو نہیں دیکھتے مگر بطور خرق عادت اور برزخ والے عموماً دیکھتے ہیں حتی کہ کفار بھی احادیث نکیرین چھپنے کی چیز نہیں۔درصورت دوم جناب نے یہ عادت اہل برزخ کیونکر جانی اموات نے تو آکر بیان ہی نہ کیا اور طریقے سے علم ہوا تو ارشاد ہو اور مامول کہ دعوے بتمامہا زیر لحاظ رہے۔

سوال (۲)۔اسی تشقیق سے احد الشقین الاولین مراد تو آپ ہی کا آخر کلام اس کا اول رد کہ محال عقلی صالح تعلق اذن نہیں اور محال شرعی سے ہرگز اذن متعلق

marfat.com

نہ ہوگا دربرشق ثالث اس کا اعتقاد ممکن کا اعتقاد کہ ہر محال عادی ممکن عقلی ہے اور شرک اعظم محالات عقلیہ کا اعتقاد تو اعتقاد ممکن عقلی کا شرک ہونا محال عقلی بتین الفساد وبعبارۃ اخری اوضح واجلی جناب کی پچھلی عبارت صاف گواہ کہ بعض اموات کو ایسی سیادت ادراک عطا ہوتی ہے کہ وہ توجہ خاص کریں تو باذن اللہ دعائے زائر سن سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ قادر ہے یا نہیں کہ یہ قوت انہیں ہر وقت کے لیے بخشے بر تقدیر انکار سخت مشکل افعیینا بالخلق الاول۔ درصورت اقرار میت یہ وصف ملنے سے خدا کا شریک ہوگیا یا نہیں میں جانتا ہوں ہاں نہ کہیے گا اور جب نہ کی ٹھہری تو میں عرض کروں وہ وصف جس کے ثبوت سے خدا کی شرکت لازم نہ آئی اس کے اثبات سے خدا کا شریک کرتا کیونکر قرار پایا اور جس کی حقیقت شرک نہیں اس کا گویا شائبہ کیونکر ہوا۔

سوال (۳) کیا آدمی اسی کام کو اپنے لیے حلال جانے جس کے بکار آمد ہونے پر یقین رکھتا ہو باقی کو حرام سمجھے یا صرف امید کافی اگرچہ علم نہ ہو۔ درصورت اولیٰ واجب کہ نماز روزہ وتمام اعمال حسنہ کو حرام جانیں کہ وہ بے قبول بکار آمد نہیں اور ہم میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اعمال قطعاً مقبول درصورت ثانیہ جب آپ کے نزدیک بھی بعض اکابر کا ایسا قوی الادراک ہونا[1] مسلم کہ بتوجہ خاص باذن اللہ دعائے زائر سن لیں تو وہاں کرم الٰہی سے ہر وقت امید وتوقع موجود کہ سننے کا علم نہیں تو نہ سننے پر بھی جزم نہیں پھر کلام کیونکر ناروا ہو سکتا ہے جناب کو اپنا اطلاق حکم ملحوظ خاطر عاطر رہے۔

سوال (۴) یہ تو ظاہر کہ سائل جن کے دروازوں پر سوال کرتے ہیں وہ ہر وقت فراخ دست نہیں ہوتے اب ان سائلوں کو حضرت کے اعتقاد میں ہر

---

[1] اگر تسلیم تحقیقی ہے تو امر ظاہر اور بطور تجویز وتقدیر ہے تو یہی عرض کیا جاتا ہے کہ یہ صورت مان کر پھر اس کلام کی کیا گنجائش ہے یہ نکتہ محفوظ رہنا چاہیئے۔ ۱۲ منہ۔

marfat.com

شخص کے حال خانہ پہ اطلاع و وقوف ہے یا نہیں۔ اگر کہیے ہاں تو جس طرح جناب کے نزدیک زائر بیچاروں نے حضرات اولیا کو سمیع و بصیر علی الاطلاق مانا یونہی آپ نے ان بھیک مانگنے والوں جوگیوں سادھوؤں کو علیم و خبیر علی الاطلاق جانا والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔ اور اگر فرمائیے نہ تو جبکہ سائل بلا حصول علم مرتکب سوال ہوتے ہیں آپ کے طور پہ گویا اہل بیوت کو معطی و قدیر علی الاطلاق قرار دیتے ہیں یا نہیں بر تقدیر اول واجب ہوا کہ سوال شرک نہ ہو تو ادنی درجہ شائبہ و شبہ شرک ضرور ہو حالانکہ بہت اکابر اولیا و علما نے وقت حاجت اس پہ اقدام فرمایا ہے۔ حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ العزیز جن کی عظمت عرفان و جلالت شان آفتاب نیمروز سے اظہر ہنگامۂ فاقہ ہا تھ پھیلاتے اور شیأ للہ فرماتے یونہی سید الطائفہ جنید بغدادی کے استاذ حضرت ابو حفص حداد و حضرت ابراہیم ادہم و امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے وقت ضرورت شرعیہ سوال منقول نقل کل ذلک العلامۃ المناوی فی التیسیر[1] کتب فقہیہ شاہد عدل کہ بعض صور میں علمائے کرام نے سوال فرض بتایا ہے معاذ اللہ یہ آپ کے طور پہ شرک یا شائبہ شرک کا فرض ہونا ہوگا بر تقدیر ثانی زائر بیچارہ بلا حصول علم سوال کرنے پہ کیوں اُن الفاظ کا مصداق ہوا۔

سوال (۵) جو شخص ایک جگہ خاص پہ ہو کہ وہاں جا کر جس وقت بات کیجئے سن لے اس قدر سے اسے سمیع علی الاطلاق کہا جائے گا یا نہیں اگر کہیے ہاں تو اپنے نفس نفیس کو سمیع علی الاطلاق مانیے ہم نے تو ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ دولتخانہ پہ جا کر جب کسی نے بات کی ہے آپ کے کان تک پہنچی ہے اور فرمائیے نہ تو

---

[1] تشبیہ مفصوص بالذات ہے کہ یہ سوال نقض اجمالی ہے ورنہ ہمارے نزدیک نہ صرف اتنا علم و خبر مطلق نہ فقط اتنا سمع و بصر مطلق ۱۲ منہ

[2] تحت قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من سال من غیر فقر فکانما یاکل الجمر ۱۲ منہ۔

marfat.com

مزار پر جاکر کلام کرنے سے سمیع علی الاطلاق جاننا کیونکر سمجھا گیا۔

سوال (۶) ۔زمانۂ وجود مخاطب کے استغراق ازمنہ باوصف خصوص مکان کو جناب نے مثبت سمع علی الاطلاق ٹھہرایا تو استغراق ازمنۂ وجود امکنۂ دنیا بدرجۂ اولیٰ موجب ہوگا اب کیا جواب ہے اس حدیث سے کہ امام بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی و عقیلی و ابن النجار و ابن عساکر و ابو القاسم اصبہانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:۔

ان اللہ تعالیٰ ملکا اعطاہ اسماع الخلائق (زاد الطبرانی کلھا) قائم علی قبری (زاد الی یوم القیمۃ) فما من احد یصلی علیّ صلوٰۃ الا ابلغنیھا۔

بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے خدا نے تمام جہان کی بات سن لینی عطا کی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر حاضر ہے جو مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ یہ مجھ سے عرض کرتا ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ عبدالرؤف شرح جامع صغیر میں اعطاہ اسماع الخلائق کی شرح میں یوں فرماتے ہیں:۔

ای قوۃ یقتدر بھا علیٰ سماع ما ینطق بہ کل مخلوق من انس وجن وغیرھما (زاد المناوی) فی ای موضع کان۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی قوت دی ہے کہ انسان جن وغیرہما تمام مخلوق الٰہی کی زبان سے جو کچھ نکلے اسے سب کے سننے کی طاقت ہے چاہے کہیں کی آواز ہو۔

اور دیلمی نے مسند الفردوس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اکثروا الصلوٰۃ علیّ فان اللہ تعالیٰ وکل لی ملکا عند قبری

مجھ پر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مزار پر ایک فرشتہ متعین

marfat.com

وَاذا صلی علی رجل من امتی قال لی ذالك الملك یا محمد ان فلان بن فلان یصلی علیك الساعۃ ۔

فرمایا ہے جب کوئی امتی میرا مجھ پہ درود بھیجتا ہے وہ مجھ سے عرض کرتا ہے یارسول اللہ فلاں بن فلاں نے ابھی ابھی حضور پر درود بھیجی ہے۔

اللّٰھم صل وبارك علیٰ ھٰذا الحبیب المجتبی والشفیع المرتجی وعلیٰ الہ و صحابہ و اولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین صلوٰۃ تدوم بدوامك و تبقی ببقائك کما ھو اھل لہ وکما انت اھل لہ آمین آمین الہالحق آمین ؎

جان میدہم در آرزوای قاصد آخر باز گو
در مجلس آن نازنین حرفے گر از ما میرود

بھلا ارشاد ہو اولیاء کرام تو خاص حاضران مزار کی بات سننے پہ سمیع علی الاطلاق ہوئے جاتے ہیں یہ بندۂ خدا کہ بارگاہ عرش جاہ سلطانی صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے جدا نہیں ہوتا اور وہیں کھڑے کھڑے ایک وقت میں شرقاً غرباً جنوباً شمالاً تمام دنیا کی آوازیں سنتا ہے اُسے کیا قرار دیا جائے گا۔ آپ کو تو کیا کہوں مگر ان نجدی شرک فروشوں نے نہ خدا کی قدرت دیکھی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو کیا کیا عطا فرما سکتا ہے نہ اس کی عظمت صفات سمجھی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پہ شرک کا ماتھا ٹھنکتا ہے ما قدروا اللہ حق قدرہ ۔

سوال (۷)۔ کیا بات سننے کے لیے صورت دیکھنی بھی ضرور جب تو واجب کہ تمام اندھے بہرے ہوں اور فرشتۂ مذکور آپ کے طور پہ بصیر علی الاطلاق بلکہ اس سے بھی کچھ زائد ورنہ فقط خطاب کرنے سے بصیر ماننا کیونکر مفہوم ہوا عموم و اطلاق کو بالائے طاق۔

سوال (۸)۔ بفرض لزوم سماع کلام کو مطلق بصر درکار جو روایت مخاطب سے حاصل یا بصر مطلق علی الاول ملازمت باطل و علی الثانی لازم کہ تمام مخلوق الٰہی بہری اور کسی بات کا سننا کسی غیر خدا کے لیے ماننا مطلقاً مستلزم شرک

marfat.com

ہو تو سب مشرک ہیں یا ہر ذی سمع بصیر علی الاطلاق تو آفت اشد ہے۔ والعیاذ باللہ۔

سوال (۹)۔ ان اولیا کی زیادت ادراک اگر اسے مستلزم نہیں کہ ہر کلام زائر سن لیں تو اسے بھی نہیں کہ سب کو نہ سنیں آپ خود عدم استلزام فرماتے ہیں نہ استلزام عدم تو دونوں صورت میں محتمل رہیں پھر ایک امر محتمل پر جزم شرک کیونکر ہو سکتا ہے۔ غایت یہ کہ بے دلیل ہو تو غلط سہی کیا ہر غلط بات شرک ہوتی ہے۔

سوال (۱۰) مجھے نہیں معلوم کہ قرآن عظیم میں ایک جگہ بھی بیان فرمایا ہو کہ مزارات پر جا کر کلام و خطاب کرنا شرک یا حرام ہے یا اتنا ہی ارشاد ہوا ہو جو ایسا کرتا ہے گویا اصحاب قبور کو سمیع یا بصیر علی الاطلاق مانتا ہے اور حضرت کی صحت استدلال انہیں امور پر مبنی آپ فرماتے ہیں فرقان حمید میں بمقامات متعددہ اس کا بیان بتصریح تام موجود ہیں مقامات متعددہ کی تکلیف نہیں دیتا ایک ہی آیت فرما دیجئے جس میں صاف صاف مضمون مذکور مزبور ہو۔ بینوا توجروا۔

سوال (۱۱) سورۂ یوسف کی آیہ کریمہ کہ تلاوت فرمائی اس کا ترجمہ و مطلب میں کیوں عرض کروں مولوی اسمٰعیل سے سنیے تقویۃ الایمان میں لکھا:۔

"نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں انتہیٰ"

خدارا اس میں مزارات اولیا پر جانے یا ان سے کلام و خطاب کرنے کا کون سا حرف ہے استغفر اللہ نام کو بُو بھی نہیں تصریح تام تو بڑی چیز ہے پھر اس آیت نے جناب کا کونسا دعویٰ ثابت کیا یا حضار مزار کو کیا الزام دیا اگر ایسے ہی بے علاقہ استناد کا نام تصریح تام تو ہر شخص اپنے دعوے پر قرآن عظیم کی آیت پیش کر سکتا ہے مثلاً فلسفی کہے توسیط عقول حق ہے ورنہ لازم آئے کہ تمام اشیائے متکثرہ اس

آیت سے وہابیہ کا استدلال محض جہالت ہے

marfat.com

واحد حقیقی سے بالذات صادر ہوئی ہوں اور یہ خدا کے عزوجل پر افترا فان الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد اور اللہ تعالیٰ پر افترا حرام قطعی قرآن حمید میں بمقامات متعددہ اس کا بیان بتصریح تام موجود از انجملہ ہے سورۂ انعام میں ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۵ یا نصرانی کے انکار تثلیث آیت انجیل محرف سے ثابت اور آیت الٰہیہ کی تکذیب موجب عذاب شدید فرقان حمید میں بمقامات متعددہ اس کا بیان بتصریح تام موجود از انجملہ ہے سورہ عنکبوت میں وما یجحد بایتنا الا الظلمون ارشاد فرمائے کیا ان تقریر صل سے ان کی استدلال تام ہوگئی اور ان کے جھوٹے دعوے معاذ اللہ قرآن عظیم نے ثابت کر دیے حاش اللہ واستغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔ میں نہیں چاہتا کہ عیاذا باللہ فلاں وہمان کی طرح آیات الٰہیہ کو ان کے محل وقوع سے بیگانہ کر کے بزور زبان دوسری طرف پھیرا جائے ورنہ حضرات منکرین کے مقابل آیۂ کریمہ کما یئس الکفار من اصحاب القبور ۵ بہت اچھی طرح پیش ہو سکتی ہے اور وہ اس آیت کی بہ نسبت جو آپ نے تلاوت کی ہزار درجہ زیادہ محل وقوع سے تعلق رکھتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اہل قبور سے کافر لوگ ناامید ہو بیٹھے ۔ اب غور کر لیا جائے کہ کون لوگ اہل قبور سے امید رکھتے ہیں اور کون یاس کے ہاتھوں آس توڑے بیٹھے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

صنف آخر من ہذا النوع

یہاں ان اکابر خاندان عزیزی کے بعض اقوال رنگ تحریر فرمائیں گے جنہوں نے بے حصول علم ارتکاب سوال جائز رکھا اور مولوی صاحب کے طور پر شرک خالص یا ہارے درجہ شائبہ شرک میں گرفتار ہوئے ۔

سوال (۱۲) شاہ ولی اللہ ہمعات میں حدیث نفس کا علاج بتاتے ہیں :۔

"ہا رواح طیبۂ مشائخ متوجہ شود و برائے ایشاں فاتحہ خواند یا بزیارت

marfat.com

قبر ایشاں رود دوازانجا انجذاب در یوزہ۔

اقول اولا:۔ جناب کے نزدیک مزارات اولیا سے بھیک مانگنے کا کیا حکم ہے افسوس وہاں تو ان سے دعا منگوانا شرک ہوا جاتا تھا۔ یہاں[1] خود ان سے بھیک مانگی جاتی ہے۔

ثانیاً:۔ کسی سے بھیک مانگنی یونہی معقول کہ وہ اس کی غرض سنے اور اس کی طرف توجہ کرے ورنہ دیواروں پتھروں سے کیا بھیک مانگنا مگر آپ فرما چکے کہ توجہ خاص کا انکشاف حال خارج از علم زائر و بجز اختیار پروردگار عالم ہے اب جو یہ بھیک مانگنے والا شاہ صاحب کے حکم سے بحصول علم مرتکب سوال کا ہے اس نے گویا اہل قبر کو سمیع و بصیر علی الاطلاق قرار دیا یا نہیں اور شاہ صاحب نے یہ شرک خالص یا شائبۂ شرک تعلیم کیا یا نہیں اور ایسی چیز کا سکھانے والا کافر یا مشرک یا بدعتی بدمذہب ہوا یا نہیں بینوا توجروا۔

ثالثاً:۔ انہوں نے مزار پر جا کر گدائی تو پیچھے بتائی پہلے گھر ہی بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کرا رہے ہیں اب تو اطلاق کا پانی سر سے گزر گیا۔

سوال (۱۳) انہیں شاہ صاحب نے ایک رباعی لکھی ؎

آنانکہ زادناس بہیمی جستند — بالجۂ انوار قدم پیوستند
فیض قدس از ہمت ایشاں میجو — دروازۂ فیض قدس ایشاں ہستند

اور مکتوب شرح رباعیات میں خود اس کی شرح یوں کی:۔

"یعنی توجہ بارواح طیبہ مشایخ در تہذیب روح در نفع بلیغ دارد"

اقول۔ کیا اچھا نفع بلیغ ہے کہ بلا حصول علم اُن کی ہمت سے فیض چاہ کر مشرک[2]

[1] شاید یہاں کوئی مخصصہ ہو کہ شاہ صاحب عذر کریں کہ تمیز فاقہ مردار بھی حلال ہے ۱۲ سلطان احمد خاں غفرلہ۔

[2] شرک یا شائبہ شرک کی تردید یاد رہے ہر جگہ اظہار کی حاجت نہیں یہ وہی مثل ہوئی کہ آؤ پیر دِ گھر کی بھی لے جاؤ ۱۲ سلطان احمد خان عفا عنہ۔

marfat.com

ہو گئے۔

سوال (۱۴)۔ یہی شاہ صاحب قول الجمیل میں لکھتے ہیں۔ اُن کی عبارت عربی لاکر ترجمہ کروں اس سے یہی بہتر کہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری مصنف نصیحۃ المسلمین کا ترجمہ نقل کروں یہ صاحب بھی عمائد کبرائے حضرات منکرین سے ہیں شفاء العلیل میں کہتے ہیں:۔

"مشایخ چشتیہ نے فرمایا قبرستان میں میّت کے سامنے کعبہ معظمہ کو پشت دے کر بیٹھے گیارہ بار سورۂ فاتحہ پڑھے پھر میّت سے قریب ہو پھر کہے یا روح اور یا روح الروح کی دل میں ضرب کرے یہاں تک کہ کشائش و نور پائے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو اس کے دل پہ آہ ملخصا۔

اقول اولا:۔ اس ندا سے یا روح کا حکم ارشاد ہو۔

ثانیاً:۔ یہ سائلان فیض جو بتقریر و تسلیم و اشاعت و تعلیم شاہ صاحب و مترجم صاحب جب چاہا بلا حصول علم قبور کے سامنے یا روح یا روح کرنے اور فیض مانگنے بیٹھ گئے آپ کے طور پہ اہل قبور کو سمیع و بصیر و معطی و مفیض علی الاطلاق مان کر اور مانتے و مترجم بتا جتا کر مشرک ہوئے یا نہیں۔

سوال (۱۵)۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں وہیں جہاں انہوں نے بعض خواص اولیا کو ایسی زیادت ادراک ملنی لکھی ہے۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:۔

"اویسیان تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہا مینمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا میطلبند و می یابند"

کیسے زیادت ادراک مسلم مگر توجہ خاص کا انکشاف حال تو خارج از علم طالب و بحیز اختیار پروردگار عالم ہے پھر اویسی لوگ جو بلا حصول علم مرتکب استفادہ ہوتے ہیں کیونکر مصداق ان لفظوں کے نہ ہوئے اور ایسی نسبت کہ معاذ اللہ بذریعہ

marfat.com

شرک ملتی ہے کیونکر صحیح و مقبول ٹھہری یہی شاہ صاحب اپنے والد شاہ ولی اللہ صاحب سے ناقل اویسیت کی نسبت قوی اور صحیح ہے شیخ ابو علی فارمدی کو ابو الحسن خرقانی سے روحی فیض ہے اور ان کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور ان کو امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے اھ نقلہ البلھودی فی شفاء العلیل۔

ثانیاً:۔ ذرا شاہ صاحب کے پچھلے لفظ کہ اہل حاجت اپنی مشکلوں کا حل ان سے مانگتے اور پاتے ہیں ملحوظ خاطر رہیں کس دھوم دھام سے ارواح اولیا کو حاجت روا مشکل کشا بنایا ہے واللہ کہا سچ اگرچہ بُرا مانیں ناواقف ع الناس اعداء لما جھلوا ۔ ؎

غوث اعظم بمن بیسر و سامان مدد ہے
قبلہ دین مدد ہے کعبۂ ایمان مدد ہے

سوال (۱۶)۔ اسی تفسیر عزیزی میں دفن کو نعمت الٰہی ٹھہرا کر اس کے منافع و فوائد میں لکھتے ہیں:۔

"از اولیائے مدفونین انتفاع و استفادہ جاریست"

اقول:۔ انتفاع تک خیر تھی کہ بے قصد منتفع بھی ممکن استفادہ نے غضب کر دیا کہ وہ نہیں مگر طلب فائدہ پھر کیا اچھا نفع دفن میں نکالا کہ بندگان خدا بے حصول علم مرتکب سوال ہو کر معاذ اللہ مشرک ہوتے ہیں۔

ثانیاً۔ لفظ جاری ست پہ لحاظ رہے کہ اس سے مراد نہیں مگر مسلمانوں میں جاری ہونا اور جو مسلمانوں میں جاری ہرگز شرک نہیں کہ جن میں شرک جاری ہرگز مسلمان نہیں۔

سوال (۱۷)۔ مرزا مظہر جانجانان صاحب جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکاتیب میں قیم طریقۂ احمدیہ و داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں اور حاشیۂ مکتوبات دلویہ پر انہیں شاہ صاحب سے ان کی نسبت منقول ہند و عرب و ولایت میں ایسا متبع کتاب و سنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے اھ ملخصاً مترجماً یہ

marfat.com

مرزا صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں :-

"نسبت با آنجناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ میر سید فقیر را نیازی خاص با آنجناب ثابت است در وقت عروض عارضۂ جسمانی توجہ با آنحضرت واقع میشود و سبب حصول شفا میگردد۔"

سوال (۱۸) - آگے فرماتے ہیں :-

"یکبار قصیدۂ کہ مطلعش اینست ؎

فروغ چشم آگاہی امیر المومنین حیدر
زانگشت یداللہی امیر المومنین حیدر

بجناب ایشاں عرض نمودم نوازش نہا فرمودند۔"

اقول اوّلاً :- جب جناب مرزا صاحب امراض میں بارہ گاہ مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتے تھے انہیں کیا خبر تھی کہ حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ الاسنے اس وقت میری طرف متوجہ ہیں یا میری طرف توجہ سے التفات فرمالیں گے۔

ثانیاً :- یونہی جب قصیدہ عرض کرنے بیٹھے کیا جانتے تھے کہ حضرت والا اس وقت سن لیں گے تو ان سب اوقات میں بے حصول علم مرتکب عرض و توجہ ہو کر انہوں نے جناب اسداللہی کو سمیع و بصیر علی الاطلاق ٹھہرایا اور حضرت کے طور پر وہ بُرا لقب پایا یا نہیں۔

ثالثاً :- مزار پہ جاکر کلام و خطاب تو وہ آفت تھا مرزا صاحب جو بے حضور مزار ہی توجہیں کرتے قصیدے سناتے ہیں۔ ان کے لیے حکم کچھ زیادہ سخت ہوگا یا نہیں۔

رابعاً :- اس نیازی خاص پہ بھی نظر ہے کہ یہ معالجہ کرے گا ان جہال کے وہم کا جو لفظ نیاز کو خاص بجناب بے نیاز مانتے اور اسی بنا پہ فاتحۂ فاتحۂ حضرات اولیا کو نیاز کہنا شرک و حرام جانتے ہیں۔

خامساً :- یہ بڑی گنائش تو باقی ہی رہ گئی کہ دفع امراض کے لیے ارواح

marfat.com

طیبہ کی طرف توجہ استمداد بالغیر تو نہیں اور جناب کے نزدیک بھلا ایسا شخص اتباع شریعت میں یکتا و بے نظیر جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا تھا بالائے طاق سرے سے متبع سنت بلکہ از روئے ایمان تقویۃ الایمان را سا موحد و مسلم کہا جائے گا یا نہیں۔

سوال (۹) شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کی نسبت کیا حکم ہے وہ بھی اس شرک عالمگیر سے محفوظ نہ رہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب قول الجمیل میں لکھتے ہیں:۔

"وایضا تادب شیخنا عبدالرحیم علی دوحہ جدہ لامہ الشیخ رفیع الدین محمد

شفاء العلیل میں اس کا ترجمہ یوں کیا:۔

"اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبدالرحیم ادب اموزہ ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین کی روح سے اور حاشا یہ فیض یوں نہ تھا کہ ادھر سے بے طلب آیا ہو بلکہ یہی جاکر قبر پہ متوجہ ہوا کرتے"

خود شاہ ولی اللہ اپنے والد ماجد سے انفاس العارفین میں ناقل:۔

"میفرمودند مرا در مبدء حال بمزار شیخ رفیع الدین لفتے پیدا شد آنجا میرفتم و بقبر شان متوجہ میشدم الخ"

یارب جب مولوی اسمٰعیل کے اساتذہ و مشائخ سب گرفتار شرک تھے یہ کہ انہیں کے خوشہ چین انہیں کے نام لیوا ان کے مداح ان کے مقلد کیونکر مومن موحد رہے ع وحسن نبات الارض من کرم البذر

صنفِ آخر من ہذا النوع

اس میں وہ سوالات مذکور ہوں گے جو مولوی صاحب کے استدلال

marfat.com

دوم یعنی تمسک بحدیث من حلف ا؎ سے متعلق ہیں۔

سوال (۲۰) حدیث من حلف بغیر اللہ فقد اشرک کی جو عمدہ شرح افادہ فرمائی ذرا کتب ائمہ حدیث و فقہ پر نظر کر کے ارشاد ہو جائے کہ کلمات علما سے کہاں تک موافق ہے فقیر بہت ممنون احسان ہوگا اگر ایک عالم معتمد کی تحریر سے بھی آپ نے اپنا بیان مطابق کر دکھایا الفاظ شریفہ پیش نظر رہیں کہ اس حرمت کا سبب سوا اس کے نہیں الخ۔

سوال (۲۱)۔ اعتقاد نفع و ضرر پر قسم کی دلالت کس قسم کی دلالت آیا لغۃ اس کے معنی سے یہ امر مفہوم یا عقلاً خواہ عرفاً لازم و ملزوم کہ آدمی اسی کی قسم کھائے جس سے نفع و ضرر کی امید رکھے صدر اسلام میں جو صحابۂ کرام کعبہ معظمہ کی قسم کھاتے کما رواہ النسائی وغیرہ اس وقت وہ کعبہ کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے تھے۔ بینوا توجروا۔

سوال (۲۲) ۔ غیر خدا کو کسی طرح نافع یا ضار جاننا مطلقاً شرک ہے یا خاص اس صورت میں کہ اسے نفع و ضرر میں مستقل بالذات مانے بر تقدیر اول یہ وہ شرک ہے جس سے عالم میں کوئی محفوظ نہیں جہاں شہد کو نافع زہر کو مضر جانتا ہے سچے دوست سے نفع کی امید پکے دشمن سے ضرر کا خوف رکھتا ہے۔ عالم کی خدمت حاکم کی اطاعت اسی لیے کرتے ہیں کہ دینی یا دنیوی نفع کی توقع ہے مخالف مذہب سے احتیاط سانپ سے احتراز اسی لیے رکھتے ہیں کہ روحانی یا جسمانی ضرر کا اندیشہ ہے خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے:۔

اٰباؤکم وابناؤکم لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعاً۔	تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے ان میں کون تمہیں نفع دینے میں زیادہ نزدیک ہے۔

ا؎ ذکر نسخ نافع نہ ہوگا کیا شرک و توحید میں بھی نسخ جاری ہے ۱۲ منہ

marfat.com

اور فرماتا ہے:۔

وما ھم بضآرین بہ من احد الا باذن اللہ ۔ وہ اس سے کسی کو ضرر نہ پہنچائیں گے بے حکم خدا کے

صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ ۔ تم میں جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع دے سکے وہ نفع دے۔

امام احمد ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ بسند حسن مالک بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

من ضار ضارّ اللہ بہ ومن شاق شق اللہ علیہ ۔ جو کسی کو ضرر دے گا اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچائے گا اور جو کسی پر سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں ڈالے گا۔

حاکم کی حدیث میں ہے مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حجر اسود کی نسبت فرمایا:۔

بلی یا امیر المومنین یضر و ینفع کیوں نہیں اے امیر المومنین یہ پتھر نقصان دے گا اور نفع پہنچائے گا۔

الحدیث بر تقدیر ثانی واقع و نفس الامر اس گمان کے خلاف پر شاہد عدل لاکھوں آدمی اپنے یا اپنے محبوب کے سر یا آنکھوں یا جان کی قسم کھاتے ہیں اور ہرگز ان کے خواب میں بھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ یہ چیزیں بالاستقلال ہمارے نفع و ضرر کی مالک ہیں نہ ہرگز سامع کا ذہن اس طرف جاتا ہے بھلا حضرت نابغۂ جعدی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں ؎

marfat.com

لعمری وما عمری علی بهین

لقد نطقت بطلا علی الاقارع

اور جناب کے نزدیک اس سے کیا اعتقاد ظاہر ہوتا ہے اسی طرح حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) وام المومنین صدیقہ (رضی اللہ عنہا) وغیرہما پیشوایان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اپنے باپ اور اپنی جان کی قسم کھانی مروی کہ خادم حدیث پر مخفی نہیں۔

سوال (۲۳)۔ غیر قسم غیر سے تو آپ کے نزدیک یہ صرف ظاہر ہی ہوتا تھا کہ وہ اپنے عقیدے میں غیر خدا کو بھی نفع وضرر رسان جانتا ہے۔ گمان جناب اتنی ہی بات پر شرع مطہر میں بنائے تحریم ہوئی حالانکہ اس کے دل کا حال خدا جانے اب اُن کی نسبت حکم ارشاد ہو جو صاف صاف بالتصریح غیر خدا کو نہ فقط نفع وضرر رسان بلکہ مالک نفع وضرر بتائیں اور وہ بھی کسے اس شقی کو جو مدعی الوہیت رہا ہو اور برسوں خران بے عقل نے اسے پوجا ہو وہ کون فرعون بے عون لنسأل اللہ عن حالہ الصئون شاہ عبدالعزیز صاحب اس امر کے ثبوت میں کہ سامری والوں کی گوسالہ پرستی قبطیوں کی فرعون پرستی سے بدتر تھی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:۔

"تعظیم بادشاہ صاحب اقتدار کہ مالک نفع وضرر باشد فی الجملہ وجہ معقولیت دارد گوسالہ لا یعقل کہ در بلادت وحمق ضرب المثل ست ہیچ وجہ شایان تعظیم نیست"

سوال (۲۴) یہ تو آئندہ عرض کروں گا کہ طلب دعا کو اعتقاد نفع وضرر سے کتنا تعلق۔ بالفعل اسے یونہی فرض کر کے گزارش کر لوں کہ دعا منگواتے ہیں تو وہ اعتقاد نفع وضرر نکالا جو معنیً شرک حالانکہ وہ خود اُن سے کسی حاجت کی خواستگاری نہیں پھر۔

۱۔ ان کے مزارات عظیمۃ البرکات پر حاضر ہو کر خود ان سے بھیک مانگنا۔

۲۔ یا مدد یا روح پکار کر ان کے فیض کا منتظر رہنا۔

marfat.com

۳-اپنی مشکلوں کا ان سے حل چاہنا۔

۴-بیمار پڑیں تو شفا ملنے کو ان کی طرف توجہ کرنا کہ ابھی صنف سابق میں منقول ہوئے ان میں کتنا اعتقاد نفع وضرر ثابت ہوتا ہے اور۔

۵-لفظ انتفاع واستمداد توخود بمعنے نفع یافتن وفائدہ خواستن اس کا قصد بے اعتقاد نفع کس عاقل سے معقول ہاں ہاں انصاف کیجئے تو دعا طلبی سے دریوزہ گری وحاجت خواہی کہیں زیادہ ہے اس میں صرف نیت سائل پر مدار تفرقہ ہے اگر سبب ظاہری ومظہر عون باری جانا تو خالص حق اور معاذ اللہ مستقل مانا تو نرا شرک بخلاف طلب دعا کہ وہاں نفسِ کلام مطلوب منہ کی غلامی وبندگی اور حضرت غنی جل جلالہ کی طرف محتاجی پہ دلیل واضح یہاں تک کہ توہم استقلال سے اس کا اجتماع محال کما لا یخفی علی اولی النھی با ایں ہمہ اگر یہ شرک ہے تو اس کے لیے تو مجھے کوئی لفظ شرک سے بدتر ملتا بھی نہیں جس کا مصداق اسے ٹھہراؤں ع

صناق عن وصفکم نطاق البیان۔

سوال (۲۵) اگر مان بھی لیں کہ غیر خدا کی قسم اسی لیے حرام ہوئی تو اس کو مسئلہ دائرہ سے کیا علاقہ کیا کسی سے دعا کے لیے کہنے میں بھی اسی طرح کے نفع وضرر کا اعتقاد ظاہر ہوتا ہے جو معنیً شرک ہے۔

(۱) خود مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا چاہی جب وہ مکہ معظمہ جاتے تھے ارشاد فرمایا:۔

لا تنسنا یا اخی من دعاک

رواہ ابو داؤد عنہ رضی اللہ عنہ۔

اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھول جانا۔

احمد وابن ماجہ کی روایت میں ہے فرمایا:۔

اشرکنا یا اخی فی صالح دعاک ولا تنسنا۔

بھائی اپنی نیک دعا میں ہمیں بھی شریک کر لینا اور بھول نہ جانا۔

اولیاء سے طلب دعا سنت ہے

marfat.com

(۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر ٹھہر کر صحابۂ کرام سے ارشاد فرماتے:۔

استغفروا لاخیکم واسئلوا لہ التثبیت فانہ الان یسال	اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے ثابت رہنے کی دعا مانگو کہ اب اُس سے سوال ہوگا۔

(رواہ ابوداود والحاکم والبیہقی بسند حسن عن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۳) امام احمد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا لقیت الحاج فسلم علیہ و صافحہ ومرہ ان یستغفرلک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفورٌ لہ۔	جب تو حاجی سے ملے سلام و مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں جائے اپنی مغفرت کی دعا اس سے منگوا کہ وہ بخشا ہوا ہے۔

(۴) حضور نے اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا:۔

فمن لقیہ منکم فلیامرہ فلیستغفر لہ۔	تم میں جو اسے پائے اپنے لیے اس سے دعائے بخشش کرائے۔

(اخرجہ مسلم والبیہقی عن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ایک روایت میں ہے حضرت فاروق کو یا خصیص بھی حکم ہوا ان سے دعا کرانا کہ وہ اللہ کے حضور عزت والا ہے۔ اخرجہ الخطیب وابن عساکر۔

(۵) حسب الحکم امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ تے ان سے دعا چاہی اخرجہ ابن سعد والحاکم وابوعوانۃ والرویانی والبیہقی فی الدلائل وابو نعیم فی الحلیۃ کلھم من طریق اسیر بن جابر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶) ایک روایت میں ہے امیر المومنین فاروق و امیر المومنین مرتضیٰ رضی اللہ

marfat.com

تعالیٰ عنہما دونوں کو حضرت اویس سے طلب دعا کا حکم تھا دونوں صاحبوں نے اپنے لیے دعا کرائی اخرجہ ابن عساکر۔

(۷)۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف اور امام بیہقی دلائل النبوۃ کی مجلد یازدہم میں بسند صحیح[1] بطریق ابومعاویہ عن الاعمش عن ابی صالح عن مالک الدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... روایت کرتے ہیں:۔

قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر ابن الخطاب فجاء رجلٌ[2] الی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق اللہ لامتک فانہم قد ھلکوا فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی المنام فقال ائت عمر فاقرأہ السلام واخبرھم انہم سیسقون

(الحدیث)

یعنی عہد معدلت مہد فاروقی میں ایک بار قحط پڑا ایک صاحب یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزار اقدس حضور ملجاء بیکساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگیے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابی کی خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر کے پاس جا کر اسے سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے کہ اب پانی آیا چاہتا ہے۔

---

[1] نص علی صحتہ الامام القسطلانی فی المواہب ۱۲ منہ۔

[2] ہو بلال بن الحارث المزنی الصحابی کما عند سیف فی کتاب الفتوح ۱۲ زرقانی شرح مواہب۔

marfat.com

شاہ ولی اللہ قرۃ العینین میں یہ حدیث نقل کر کے کہتے ہیں (رواہ ابو عمر فی الاستیعاب)

تنبیہ نبیہ:۔

یہ چند حدیثیں ہیں احیائے حقیقی سے طلب دعا میں اور اموات سے طلب کی قدرے بحث کہ اصل مسئلہ مسئولہ سائل ہے ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد سوم میں مذکور ہوگی۔

یہاں ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیا و اموات و انس و جن و ملک وغیرہم تمام مخلوق الٰہی یکساں ہیں کہ غیر خدا کوئی ہو خدا کا شریک نہیں ہو سکتا تو امور شرک میں حیات و موت سے تفرقہ جیسا کہ اس طائفہ جدیدہ کا شیوہ قدیمہ ہے دائرہ عقل و شرع دونوں سے خروج کیا زندے خدا کے شریک ہو سکتے ہیں صرف شرکت اموات ہی ممنوع ہے۔ مولوی صاحب اپنی مقیس علیہ یعنی قسم غیر ہی کو ملاحظہ کریں کہ حلال نہیں تو مردے زندے کسی کی حلال نہیں یونہی اگر طلب دعا میں شرک ہو تو ہرگز یہ حکم فقط اموات سے خاص نہ ہوگا بلکہ یقیناً احیا سے دعا کرانی بھی حرام ٹھہرے گی کہ خدا کا شریک نہ ہو سکنے میں زندے مردے سب ایک سے ولہذا شیخ شیوخ علماء الہند مولینا و برکتنا سیدی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے شرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا:۔

"اگر ایں معنی کہ در امداد و استمداد ذکر دیم موجب شرک و توجہ بما سوائے حق باشد چنانکہ منکر زعم میکند پس باید کہ منع کردہ شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز و ایں ممنوع نیست بلکہ مستحب و مستحسن است باتفاق و شائع است در دین"

عزیزا یہ نکتہ بہت بکار آمد ہے اور اکثر اوہام و شبہات کا رافع فاحفظ تحفظ و تحظی من الرشد باکوفی حظ۔

marfat.com

نوع دوم :-

"مخالفات مولوی صاحب وہم مذہبان مولوی صاحب ہیں"

یہاں اس امر کا ثبوت ہوگا کہ مولوی صاحب کی تحریر مذہب منکرین سے بھی موافق نہیں بوجوہ عدیدہ واصول وفروع طائفہ جدیدہ سے صریح مخالفت اور مذہب مہذب اہل حق سے بعض باتوں میں گو نہ موافقت فرمائی ہے پھر یہی نہیں کہ صرف ہم مذہبوں ہی سے خلاف ہو اور خود مولوی صاحب ان مخالفات کا بخوشی التزام فرمالیں نہیں نہیں بلکہ بہت وہ بھی ہیں جو نادانستہ سرزد ہو گئیں کہ ظاہر ہوئے پر خود بھی آپ کو گوارا نہ ہوں اور اگر تسلیم فرمالیں تو اس سے کیا بہتر دیکھیے تو یہیں کتنے مسائل نزاعیہ طے ہوئے جاتے ہیں۔

مخالفت (۱):- مولوی صاحب فرماتے ہیں زیارت قبور مومنین خاصتہً بزرگان دین مندوب ومسنون ہے یہ خصوصیت ہمارے طور پر بیشک حق مگر صاحب مأتہ مسائل کے بالکل خلاف انہوں نے جو قسم زیارت شرعًا بلا کراہت جائز مانی اس میں مزارات عالیہ حضرات اولیا اور ہر شرابی زناکار کی قبر یکساں جانی حیث قال :-

"دریں قسم زیارت کردن قبر ولی وغیر ولی وشہید وغیر شہید و صالح وفاسق وغنی وفقیر برابر است"

پھر اس برابری پہ بھی صبر نہ آیا آگے الٹی ترقی معکوس کر کے فرمایا :-

"بلکہ از زیارت قبور اغنیا وملوک زیادہ ز عبرت حاصل میگردد"

مطلب یہ کہ جس[1] فائدہ کے لیے شرع نے زیارت قبور جائز کی ہے وہ مزارات

---

[1] اقول وباللہ التوفیق ان مرد عاقل محرر مأتہ مسائل سے پوچھا چاہیئے کہ اگر تمہارا بیان حق ہے تو واجب تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر قبور احد وبقیع پہ سو بار رونق افروز ہوئے تو بادشاہوں جباروں کے مقابر پہ دو سو بار تشریف لے گئے (باقی بر صفحہ آیندہ)

marfat.com

اولیا میں ہرگز ایسا نہیں جیسا روپے والوں کی قبروں میں ہے تو آدمی کو چاہیئے وہیں جائے جہاں دو آنے زیادہ پائے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مخالفت (۲) مولوی صاحب وقت زیارت قبور درود و فاتحہ پڑھ کر اموات کو ثواب بخشنا مندوب و مسنون فرماتے ہیں۔ بہت اچھا قرآن و حدیث سے درود و فاتحہ کی خصوصیت ثابت کر دکھائیں یا قرون ثلثہ میں اس تخصیص کا رواج بتائیں ورنہ لُدیب استنان در کنار اصول طائفہ پر کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار میں داخل ٹھہرائیں۔

مخالفت (۳) سوال سائل میں درود و فاتحہ دونوں کا معًا پڑھنا مذکور تھا اور اُسی پر حضرت کا جواب وارد بالفرض اگر فرداً فرداً ان کا پڑھنا ثابت بھی فرمالیں تو اصول طائفہ پر ہیأت اجتماعیہ محل کلام رہے گی اس بنا پر آپ کو حکم بدعت دینا تھا یا تسلیم فرمائیے کہ بعد حسن آحاد حسن مجموع میں کلام نہیں جب تک خصوص اجتماع میں کوئی مفسدہ نہ ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ہوتے تاکہ امت کو اختیار انفع و افضل کی طرف ارشاد فرماتے یا یہ نہی برابر ہی سہی کم ہی سہی کبھی ہی سہی ایک ہی بار ثابت کر دو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی بادشاہ کی خاک پر تشریف فرما ہوئے ہوں یا قبر غنی کی بوجہ غنا تخصیص فرمائی ہو پھر سخت عجب ہے کہ جس خاص امر کے لیے حضور نے زیارت قبور جائز فرمائی اس کا حصول جہاں بیشتر اور منفعت شرعیہ اتم و اوفر اسی کو دائما ترک فرمائیں نہ وہ صحابہ کرام میں ہرگز رواج پائے پھر ہر قرن و طبقہ کے اہل اسلام ہمیشہ زیارت مزارات صلحا کا اہتمام و اعتنا رکھیں نہ یہ کہ فلاں بادشاہ یا سیٹھ کی گور پر چلو وہاں نفع زائد ملے گا حق یہ ہے کہ مزارات عالیہ حضرات اولیائے کرام قدست اسرارہم پر امر عبرت میں بھی ترجیح ممنوع اور مشروعیت زیارت کی غرض اس میں بحضور رہونا قطعًا باطل و مدفوع خود انہیں حضرت کی مظاہر الحق ترجمہ مشکوٰۃ کی بعض عبارات مقصد سوم میں ملیں گی جو ظاہر کر دیں گی کہ صاحب مأخذ مسائل نسی ما قدمت یداہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

marfat.com

مخالفت (۴) متکلمین طائفہ کی تقریرین گواہ کہ جو فعل فی نفسہ حسن ہو مگر عوام میں ان کے زعم پر خلط مفاسد کے ساتھ جاری وہ اصل کو ممنوع ٹھہراتے ہیں نہ کہ مفاسد سے منع اور اصل کی تجویز کریں جب آپ کے نزدیک زیارت مزارات متبرکہ بطور شرک رائج کہ استمداد مذکور شائع و مشہور تو اصول طائفہ پر اصل زیارت کو حرام کہنا تھا نہ مندوب و مسنون۔

مخالفت (۵) مولوی اسحاق مائۃ مسائل میں لکھتے ہیں:۔

"اذان دادن بعد از دفن بدعت و مکروہ است زیرا کہ معہود از سنت نیست و انچہ معہود از سنت نیست بموجب روایات کتب فقہ مکروہ بیباشد و عبارۃ الکتب ھکذا یکرہ عند القبر ما لم یعھد من السنۃ والمعھود منھا لیس الا زیارتہ والدعاء عندہ قائما کما فی فتح القدیر والبحر الرائق والنھر الفائق والفتاوی العالمگیری۔

اگرچہ ان عبارات کا مطلب جو صاحب مائۃ مسائل نے ٹھہرایا انہیں کتابوں کی بہت عبارتوں سے مردود مگر عجب ہے کہ جناب نے اس کلیہ پر عمل فرما کر وقت زیارت درود و فاتحہ پڑھ کر ثواب بخشنے کو کیوں نہ مکروہ فرمایا۔

مخالفت (۶) جناب نے امتناع رویت و سماع کو ان حجب عدیدہ کی جیلولت پر مبنی فرمایا یہ ابتنا باعلی ندا منادی کہ اموات کو فی انفسہم قوت سمع و ابصار حاصل ہے مگر ان حائلوں کے سبب باہر کی صوت و صورت کا ادراک نہیں ہوتا ورنہ اگر خود ان میں راسا یہ قوتیں نہ ہوتیں تو بنائے کار جیلولت پر رکھنی محض بے معنی دیوار بیت کی نسبت کوئی نہ کہے گا کہ باہر کی چیزیں اس وجہ سے نہیں دیکھتے کہ بیچ میں آڑ ہے اب متکلمین طائفہ سے استفسار ہو جائے کہ وہ اس تخصیص کے مقر ہوں گے یا راسا منکر معلم ثانی منکرین ہند یعنی مولوی اسحاق دہلوی سے سوال ہوا سماعت موتی سوائے سلام جائز است جواب دیا ثابت نیست کہ کیا آدمی اسی وقت میت ہوتا ہے جب قبر میں رکھ کر مٹی دے دیں۔

marfat.com

مخالفت (۷) جب آپ کے نزدیک مانع ادراک حیلولتِ خاک تو جب تک مٹی نہ دی ہو یا جہاں دفن ہے اسی طرح کرتے ہوں کہ باہر کی آواز اندر جانے سے روک نہ ہو جیسے علامہ ابن الحاج مدخل میں اہل مصر کا رواج بناتے ہیں کہ اموات کی قبریں نہیں بناتے بلکہ تہ خانوں میں رکھ آتے ہیں اور ان کے لیے دروازے ہوتے ہیں کہ جب چاہو اندر جاؤ باہر آؤ وہاں کے لیے حکم شرعی ارشاد ہو اگر ایسی جگہ کوئی یوں پکارے اور اموات سے دعا کرنے کو کہے تو قطعاً مشرک یا شائبہ وشیمہ شرک میں گرفتار ہو گا یا نہیں متکلمین طائفہ تو ہرگز نہ مانیں گے۔ آپ اپنے کلام کا لحاظ فرمائیں۔

مخالفت (۸) الحمدللہ کہ جناب کا طرز کلام اول سے آخر تک شاہد عدل کہ آیت کریمہ انك لاتسمع الموتیٰ کو نفی سماع سے کچھ علاقہ نہیں نہ ہرگز اس سے یہ معنی مفہوم ورنہ کلام جناب کلام اللہ کے صریح خلاف ہو گا۔

اوّلاً: ۔ آیۂ کریمہ یقیناً عام پس اگر اس سے نفی سماع مستفاد ہو تو قطعاً سلب کلی پر دلالت کرے گی پھر آپ ارشاد ربانی کے خلاف بعض اموات کے لیے ایجاب کیونکر کہہ سکتے۔

ثانیاً: ۔ اس تقدیر پر مفاد آیت یہ ہو گا کہ نفس موت منافی سماع ہے نہ یہ کہ موتی کو اصل قوت حاصل اور عدم ادراک بوجہ حائل پھر آپ کیونکر بہ خلاف قرآن حیلولت حجب پر بنائے کار رکھتے لاجرم واضح ہوا کہ آیت کریمہ کے صحیح معنی ذہن سامی میں ہیں اور آپ خوب سمجھ چکے ہیں کہ اس میں نفی سماع کا اصلاً ذکر نہیں کما ھو الحق الناصع اور عجب نہیں کہ اسی لیے آپ نے آیہ کریمہ کا ذکر نہ فرمایا ورنہ اس کے ہوتے بیگانہ باتوں کی کیا حاجت ہوتی لہٰذا فقیر نے بھی اس بحث کو بشرطیکہ مولوی صاحب جواب میں اس کی طرف رجعت فرمائیں جواب الجواب پر محمول رکھا و اللہ الموفق مگر ازاں جا کہ مقام خالی نہ رہے بتوفیقہ تعالیٰ بعض جوابوں کی طرف اشارہ کروں

marfat.com

فاقول وباللہ استعین۔

جواب اوّل: ۔آیت کا صریح منطوق نفی اسماع ہے نہ نفی سماع پھر اسے محل نزاع سے کیا علاقہ۔ نیز اس کی آیۂ کریمہ انك لاتھدی من احببت ہے اسی لیے جس طرح وہاں فرمایا ولکن اللہ یھدی من یشآء یعنی لوگوں کا ہدایت پانا نبی کی طرف سے نہیں خدا کی طرف سے ہے یونہی یہاں بھی ارشاد ہوا ان اللہ یسمع من یشآء وہی حاصل ہوا کہ اہل قبور کا سننا تمہاری طرف سے نہیں اللہ عزوجل کی طرف سے ہے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے الایۃ من قبیل انك لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشآء۔

جواب دوم: ۔نفی سماع ہی مانو تو یہاں سماع قطعًا بمعنی سماع قبول و انتفاع ہے باپ اپنے عاق بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے وہ میری نہیں سنتا کسی عاقل کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقۃً کان تک آواز نہیں جاتی بلکہ صاف یہی مقصود کہ سنتا تو ہے مانتا نہیں اور سننے سے اسے نفع نہیں ہوتا۔ آیۂ کریمہ میں اسی معنی کے ارادے پر ہدایت شاہد کہ کفار سے انتفاع ہی کا انتفا ہے نہ اصل سماع کا خود اسی آیۂ کریمہ انك لاتسمع الموتٰی کے تتمہ میں ارشاد فرماتا ہے عزوجل ان تسمع الا من یومن بایٰتنا فھم مسلمون۔ تم نہیں سناتے مگر انہیں جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں) اور پھر ظاہر کہ پند و نصیحت سے نفع حاصل کرنے کا وقت یہی زندگی دنیا ہے مرنے کے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل قیامت کے دن سبھی کافر ایمان لے آئیں گے پھر اس سے کیا کام الدنیا وقد عصیت قبل تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح اموات کو وعظ سے انتفاع نہیں یہی حال کافروں کا ہے کہ لاکھ سمجھائیے نہیں مانتے۔ علامہ حلبی نے سیرت انسان العیون میں فرمایا:۔

"السماع المنفی فی الاٰیۃ بمعنی السماع النافع وقد اشار الی ذٰلك الحافظ الجلال الدین السیوطی بقولہ"

marfat.com

ے سماع موتی کلام الخلق حق قد ٭ جائت به عدۃ الاثار فی الکتب
وآیۃ النفی معناھا اسماع ھدی ٭ لایقبلون ولا یصغون للادب

امام ابوالبرکات نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل میں زیر آیۂ سورۂ فاطر فرمایا:
"شبھہ الکفار بالموتی حیث لاینتفعون بسمعھم"

مولانا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:۔

"النفی منتصب علی نفی النفع لا علی مطلق السمع"

جواب سوم:۔ مانا کہ اصل سماع ہی منفی مگر کس سے۔ موتی سے۔ موتی کون ہیں ابدان کہ روح تو کبھی مرتی ہی نہیں اہلسنت وجماعت کا یہی مذہب ہے جس کی تصریحات بعونہ تعالیٰ تمہید و فصل اول و دوم نوع اوّل مقصد سوم میں آئیں گی۔ ہاں کس سے نفی فرمائی ہے من فی القبور یعنی جو قبر میں ہے۔ قبر میں کون ہے جسم کہ روحیں تو علیین یا جنت یا آسمان یا چاہ زمزم وغیرہا مقامات عزو اکرام میں ہیں جس طرح ارواح کفار سجین یا نار یا چاہ وادی برہوت وغیرہا مقامات ذلت و آلام میں امام علامہ سبکی شفاء السقام میں فرماتے ہیں:۔

"لاندعی ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع انما السماع بعد الموت للحی ھو الروح"

شاہ عبدالقادر صاحب برادر شاہ عبدالعزیز صاحب موضح القرآن میں زیر کریمہ وما انت بمسمع من فی القبور فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کر وہ سنتے ہیں بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا ہے۔ یہ تینوں جواب بتوفیق الوہاب قبل مطالعۂ کلام علماء ذہن فقیر میں آئے تھے پھر ان کی تصریحات علماء میں دیکھیں کما سمعت وللہ الحمد اور ابھی ائمہ و علما کے جواب اور بھی ہیں وفیما ذکرنا کفایۃ لمن القی السمع وھو شھید ان اللہ یسمع من یشاء و لدی الی الصراط الحمید۔

marfat.com

مخالفت (۱۰) سائل نے مطلق کہا تھا ایک بزرگ کے مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا جو اپنے ارسال و اطلاق سے شہر میں جانے اور سفر کر کے جانے دونوں کو شامل کما لا یخفی اور آپ نے بھی یونہی بہ سبیل اطلاق زیارت قبور کی تحسین فرمائی اور سند میں حدیث بھی وہ ذکر کی جس میں امر بزیارت مطلق وارد یہ اطلاقات مذہب جمہور اہلحق سے تو بیشک موافق مگر مشرب طائفہ میں آپ پہ لازم تھا کہ بلا سفر کے قید لگا دیتے ورنہ سائل و دیگر ناظرین اگر اطلاق دیکھ کر زیارت مزارات کو جانا مطلقاً جائز سمجھے تو مانعین کے نزدیک ان کا یہ وبال اطلاق فتوے کے ذمے رہے گا فقیر اگر تدقیق نظر سے کام لے تو ابھی بہت کچھ ہے مگر نگاہ انصاف مبذول ہو تو چودہ سطروں پہ پینتیس ۳۵ کیا کم ہیں واللہ الھادی۔

marfat.com

المقصد الثانی

(فی الاحادیث)

اگرچہ حیات وادراک وسماع وابصار ارواح میں احادیث وآثار اس درجہ کثرت وفور سے وارد ہیں کہ استیعاب کو ایک مجلد عظیم ودفتر ضخیم درکار اور خود ان کے حاطہ واستقصا کی طرف راہ کہاں مگر یہاں بقدر حاجت صرف ساٹھ حدیثوں پہ اقتصار اور مثل مقصد اول اس میں بھی دو نوع پہ انقسام گفتار۔

نوع اوّل:۔

بعد موت بقائے روح وصفات وافعال روح میں یہاں وہ حدیثیں مذکور ہوں گی جن سے ثابت کہ روح فنا نہیں ہوتی اور اس کے افعال وادراکات جیسے دیکھنا، سننا، بولنا، سمجھنا، آنا، جانا، چلنا، پھرنا سب بدستور رہتے ہیں بلکہ اس کی قوتیں بعد مرگ اور صاف وتیز ہو جاتی ہیں حالت حیات میں جو کام ان آلات خاکی یعنی آنکھ کان ہاتھ پاؤں زبان سے لیتے تھے اب بغیر ان کے کرتی ہے اگرچہ جسم مثالی کی یاد ری سہی ہر چند اس مطلب نفیس کے ثبوت میں وہ بیشمار احادیث وآثار سب حجت کافیہ ودلائل شافیہ حین میں:۔

(۱) بعد انتقال عقل وہوش بدستور رہنا۔

(۲) روح کا پس از مرگ آسمانوں پہ جانا۔

(۳) اپنے رب کے حضور سجدے میں گرنا۔

(۴) فرشتوں کو دیکھنا۔

(۵) ان کی باتیں سننا۔

(۶) ان سے باتیں کرنا۔

marfat.com

(۷) اپنے منازل جنت کا پیش نظر رہنا۔
(۸) نیک ہمسایوں سے نفع پانا۔
(۹) بد ہمسایوں سے ایذا اٹھانا۔
(۱۰) ملائکہ کا ان کے پاس تحفے لانا۔
(۱۱) ان کی مزاج پرسی کو آیا کرنا۔
(۱۲) ان کا منتظر صدقات رہنا۔
(۱۳) قبر کا ان سے بزبان فصیح باتیں کرنا۔
(۱۴) ان کے منتہائے نظر تک وسیع ہونا۔
(۱۵) زندوں کے اعمال انہیں سنائے جانا۔
(۱۶) نیکیوں پہ خوش ہونا برائیوں پر غم کرنا۔
(۱۷) پسماندوں کے لیے دعائیں مانگنا۔
(۱۸) ان کے ملنے کا مشتاق رہنا۔
(۱۹) روحوں کا باہم ملنا جلنا۔
(۲۰) ہر گونہ کلام کے دفتر کھلنا۔
(۲۱) منزلوں کے فصل سے آپس کی ملاقات کو جانا۔
(۲۲) اگلے اموات کا مردۂ نو کے استقبال کو آنا۔
(۲۳) اس کا گزرے قریبوں کو دیکھ کر پہچاننا ان سے مل کر شاد ہونا۔
(۲۴) ان کا اس سے باقی عزیزوں دوستوں کے حال پوچھنا۔
(۲۵) آپس میں خوبی کفن سے مفاخرت کرنا۔
(۲۶) بُرے کفن والے کا ہمچشموں میں شرمانا۔
(۲۷) اپنے اعمال حسنہ یا سیئہ کو دیکھنا۔
(۲۸) ان کی صحبت سے انس و فرحت یا معاذ اللہ خوف و وحشت پانا۔
(۲۹) عالم دین کا علم شریعت۔

marfat.com

(۳۰) اہلسنت کا مذہب سنت۔

(۳۱) مسلمان کے دل خوش کرنے والے کا اس سرور و فرحت۔

(۳۲) تالی قرآن کا قرآن عظیم کی پاکیزہ طلعت سے صحبت دل کشا رکھنا۔

(۳۳) دشمنان عثمان کا اپنی قبروں میں عیاذاً باللہ دجال لعین پہ ایمان لانا۔

(۳۴) نیک بندوں کا خدمت اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و عباد اللہ الصالحین میں حاضر ہونا۔

(۳۵) اپنی قبور میں نمازیں پڑھنا۔

(۳۶) حج کرنا لبیک کہنا۔

(۳۷) تلاوت قرآن میں مشغول رہنا۔

(۳۸) بلکہ ملائکہ کا انہیں تمام و کمال قرآن عظیم حفظ کرانا۔

(۳۹) اپنے رب جل جلالہ سے باتیں کرنا۔

(۴۰) رب تبارک و تعالیٰ کا ان سے کلام جانفزا فرمانا۔

(۴۱) بیل اور مچھلی کا لڑتے ہوئے ان کے سامنے آنا تماشا دیکھ کر جی بہلانا۔

(۴۲) جنت کی نہروں میں غوطے لگانا۔

(۴۳) جو تلاوت قرآن میں مشغول مرے قرآن عظیم کا ہر وقت ان کی دلجوئی فرمانا ہر صبح و شام ان کے اہل و عیال کی خبریں انہیں پہنچانا۔

(۴۴) دودھ پیتے شہزادے کا انتقال ہوا جنت کی دائیاں مقرر ہونا مدت رضاعت تمام فرمانا۔

(۴۵) نیکوں کا شوقِ قیامت میں جلدی کرنا۔

(۴۶) بدوں کا نام قیامت سے گھبرانا۔

(۴۷) مقتولان راہ خدا کی دل میں دوبارہ قتل کی آرزو ہونا۔

(۴۸) مسلمانوں کا سبز باسپید پرندوں کے روپ میں جہاں چاہنا اڑتے پھرنا۔

marfat.com

(۴۹) جنت کے پھل پانی کھانا پینا۔

(۵۰) سونے کے قندیلوں میں عرش کے نیچے **بسیر الینا** اللھم ارزقنا

اور ان کے سوا بہت امور وارد ہوئے جو ان کے علم وادراک وسمع وبصر وکلام وسیر وغیرہا صفات واحوال حیات پر یہ ہان ساطع بلکہ تمام آیات واحادیث عذاب قبر ونعیم قبر اس مدعا پر حجت قاطع جسے ان باتوں پر اطلاع تفصیلی منظور ہو تصانیف ائمۂ دین خصوصاً کتاب مستطاب شرح الصدور بکشف حال الموتی والقبور تصنیف لطیف امام اجل خاتمۃ الحفاظ المحققین امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ المکین کی طرف رجوع کرے مگر میں اس نوع میں صرف وہ چند حدیثیں ذکر کروں گا جن میں ارواح کا بعد انتقال اہل دنیا کو دیکھنا ان سے باتیں کرنا ان کی باتیں سننا اور اسی قسم کے امور متعلقہ بدنیا مذکور ہیں اور ان میں بھی وقائع جزئیہ نہ لکھوں گا کہ کوئی کہے واقعۃ حال لاعموم لھا اگرچہ دقیق النظر کو ان سے دلیل کی ترتیب اور اتمام تقریب دشوار نہ ہو۔ معہذا پھر ان میں وہ کثرت جن کا ایراد موجب اطالت لہذا صرف انہیں بعض امور کلیہ کی روایت پر اقتصار چاہتا ہوں جو ایک عام طور پر حال ارواح میں دار نہ ہوئے۔ میرے لیے ان احادیث نوع اول میں دو غرضیں ہیں۔

اولاً:۔ جب بعد فراق بدن ان کا علم وادراک وسمع وبصر ثابت ہوا تو یہ بعینہ مسئلہ مقصودہ کا ثبوت ہے کہ اسی وقت سے نام میت ان پر صادق ہوتا ہے قبریں بند ہوتے نہ ہوتے کو اس میں دخل نہیں تو عام منکرین پر حجت ہوں گے۔

ثانیاً:۔ جب ان سے ثابت ہو گا کہ روح بعد موت اپنے صفات وافعال پر باقی اور ان آلات جسمانیہ سے مستغنی تو اس وقت خاص مولوی صاحب کے مقابل یوں گزارش ہو سکتی ہے کہ جس پر جناب مٹی وغیرہ کے حائل وحجاب دیکھ رہے ہیں وہ جسم خاکی ہے۔ نہ روح پاک اور سمع وبصر وعلم وخبر جس کے اوصاف ہیں وہ جان پاک ہے نہ کہ تو وہ خاک وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث (۱) امام اجل عبداللہ بن مبارک وابوبکر بن ابی شیبہ عبداللہ بن عمرو

---

[1] صحابی ابن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ۔

marfat.com

بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفا اور امام الکل احمد بن حنبل اپنی مسند اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک اور ابو نعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعا راوی والموقوف ابسط لفظا واتم معنی وانت تعلم انہ فی الباب کمثل المرفوع وھذا لفظ للامام ابن المبارک

فقال ان الدنیا جنۃ الکافر وسجن المؤمن وانما مثل المومن حین تخرج نفسہ کمثل رجل کان فی سجن فخرج منہ فجعل یتقلب فی الارض ویتفسح فیھا ولفظ ابی بکر ھکذا

بیشک دنیا کافر کی جنت اور مسلمان کی زندان ہے اور ایمان والے کی جب جان نکلتی ہے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کوئی قید خانہ میں تھا اب اس سے نکال دیا گیا کہ زمین میں گشت کرتا اور ہوا فراغت چلتا پھرتا ہے۔

الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر فاذا مات المومن خلی سربہ یسرح حیث شاء۔

دنیا مسلمان کا قید خانہ اور کافر کی بہشت ہے جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے سیر کرے۔

حدیث (۲) سیدی محمد بن علی ترمذی انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ما شبھت خروج المومن من الدنیا الا مثل خروج الصبی من بطن امہ من ذلک[1]

یعنی دنیا سے مسلمان کا جانا ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا اس دم گھٹنے اور اندھیری کی

---

[1] فائدہ:۔ اسی کے مؤید دو حدیثیں اور ہیں مرسل سلیم بن عامر عمرو بن دینار سے ماخوذ ہما ابن ابی الدنیا ۱۲ منہ۔

marfat.com

الغم والظلمۃ الی روح الدنیا ۔ جگہ سے اس فضائے وسیع دنیا میں آنا

اسی لیے علما فرماتے ہیں دنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے جو رحم مادر کو دنیا سے پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے اب اس سے برزخ و دنیا کے علوم و ادراکات میں فرق سمجھ لیجئے وہی نسبت چاہیئے جو علم جنین کو علم اہل دنیا سے واقعی روح طائر ہے اور بدن قفس اور علم پرواز پنجرے میں پرند کی پرفشانی کتنی ہاں جب کھڑکی سے باہر آیا اس وقت اس کی جولانیاں قابل دید ہیں۔

حدیث (۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اذا وضعت الجنازۃ واحتملها	جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اسے
الرجال علی اعناقهم فان کانت	اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں اگر نیک
صالحۃ قالت قدمونی وان کانت غیر	ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے بڑھاؤ
صالحۃ قالت یا ویلها این	اور اگر بد ہوتا ہے کہتا ہے ہائے
تذهبون بها یسمع صوتها	خرابی اس کی کہاں لیے جاتے ہو ہر
کل شیء الا الانسان ولو سمعۃ	شے اس کی آواز سنتی ہے مگر آدمی
صعق	کہ وہ سنے تو بیہوش ہو جائے۔

اقول:۔ اگرچہ اہل سنت کا مسلک ہے کہ نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول ہوں گے جب تک اس میں محذور نہ ہو لہذا ہم اس کلام جنازہ کو یوں بھی کلام حقیقی پر محمول کرتے مگر بحمداللہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پچھلے لفظوں سے نص کو مفسر فرمادیا کہ ہر شے اس کی آواز سنتی ہے اب کسی طرح مجال تاویل و تشکیک باقی نہ رہی ولله الحمد۔

حدیث (۴) ابو داود طیالسی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت کیا اذا وضع المیت علی سریرہ الحدیث مانند حدیث ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

marfat.com

حدیث (۵) امام احمد وابن ابی الدنیا وطبرانی ومروزی وابن مندہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان المیت یعرف من یغسلہ	بیشک مردہ پہچانتا ہے اسے جو اس کو
ویحملہ ومن یکفنہ ومن یدلیہ	غسل دے اور جو اٹھائے اور جو کفن
فی حفرتہ۔	پہنائے اور جو قبر میں اتارے۔

حدیث (۶) ابوالحسن بن البراء کتاب الروضہ میں بسند خود عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لمن میت یموت الا ھو یعرف	ہر مردہ اپنے نہلانے والے کو پہچانتا
غاسلہ وینا شد حاملہ ان کان	اور اٹھانے والے کو قسمیں دیتا ہے اگر
بشر بروح وریحان وجنۃ نعیم	اسے آسائش اور پھولوں اور آرام
ان العجلۃ وان کان بشر ب نزل	کے باغ کا مژدہ ملا تو قسم دیتا ہے
من حمیم وتصلیہ جحیم	مجھے جلد لے چل اور اگر آب گرم کی
ان یحبسہ۔	مہمانی اور بھڑکتی آگ میں جانے
	کی خبر ملتی ہے قسم دیتا ہے مجھے
	روک رکھ۔

حدیث (۷) ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من میت یوضع علی سریرہ	جب مردے کو جنازہ پر رکھ کر بیس
فیخطی بہ ثلاث خطا الا تکلم	قدم لے چلتے ہیں ایک کلام کرتا ہے
بکلامٍ یسمعہ ما شاء اللہ	جسے سب سنتے ہیں جنہیں خدا چاہے
الا الثقلین الجن والانس یقول	سوا جن وانس کے کہتا ہے اے بھائیو
یا اخوتاہ ویا حملۃ نعشاہ لا	اے نعش اٹھانے والو تمہیں دنیا فریب

marfat.com

تغرنکم الدنیا کما غرتنی و
لاتلعبن بکم کما لعبت بی خلقت
ما ترکت لو رثتی والدیان یوم
القیمۃ یخاصمنی ویخاصمنی
وانتم تشیعونی و
تدعونی۔

نہ دے جیسا مجھے دیا اور تم سے نہ کھیلے
جیسا مجھ سے کھیلی اپنا ترکہ نہیں وارثوں
کے لیے چھوڑ چلا اور بدلا دینے والا
قیامت میں مجھ سے جھگڑے گا اور
حساب لے گا تم میرے ساتھ چل رہے
ہو اور اکیلا چھوڑ آؤ گے۔

حدیث (۸)۔ابن مندہ راوی حبان[1] بن ابی جبلہ نے فرمایا:۔

بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال ان
الشہید اذا استشہد انزل
اللہ تعالیٰ جسدا کا حسن
جسد ثم یقال لروحہ ادخلی
فیہ فینظر الی جسدہ الاول
ما یفعل بہ و یتکلم
فیظن انہم یسمعون
کلامہ وینظر الیہم فیظن
انہم یرونہ حتی یاتیہ
از واجہ یعنی من الحور
العین فیذھبن بہ۔

مجھے حدیث پہنچی کہ سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کے لیے
ایک جسم نہایت خوبصورت یعنی اجسام
مثالیہ سے اترتا ہے اور اس کی روح
کو کہتے ہیں اس میں داخل ہو پس وہ
اپنے پہلے بدن کو دیکھتا ہے کہ لوگ
اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں اور کلام کرتا
اور اپنے ذہن میں سمجھتا ہے کہ لوگ
اس کی باتیں سن رہے ہیں اور آپ جو
انہیں دیکھتا ہے تو یہ گمان کرتا ہے کہ
لوگ بھی اسے دیکھ رہے ہیں یہاں
تک کہ حور عین سے اس کی بیبیاں آ
کر اسے لے جاتی ہیں۔

حدیث (۹)۔ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید بن مسیب سے راوی:۔

---

[1] یہ تابعی ثقہ ہیں رجال بخاری سے کتاب الادب المفرد میں ۱۲ منہ۔

marfat.com

ان سلمان الفارسی و عبد
اللہ بن سلام التقیا فقال
احدھما لصاحبہ ان لقیت
ربک قبلی فاخبرنی ماذا
لقیت فقال او تلقی الاحیاء
الاموات قال نعم اما
المومنون فان ارواحھم
فی الجنہ وھی تذھب حیث
شاءت۔

سلمان فارسی و عبداللہ بن سلام رضی
اللہ تعالیٰ عنہما ملے ایک صاحب نے
دوسرے سے فرمایا اگر آپ مجھ سے پہلے
انتقال کریں تو مجھے خبر دیں کہ وہاں کیا
پیش آیا دوسرے صاحب نے پوچھا
کیا زندے اور مردے بھی آپس میں
ملتے ہیں فرمایا ہاں مسلمانوں کی روحیں
تو جنت میں ہوتی ہیں اور انہیں اختیار
ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

مغیرہ بن عبدالرحمن کی روایت میں تصریح آئی کہ یہ ارشاد فرمانے والے حضرت سلمان[1] فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن جریر طبری کتاب الادب میں ان سے راوی:۔

قال لقی سلمان الفارسی
عبداللہ بن سلام فقال لہ
ان مت قبلی فاخبرنی بما تلقی
وان مت قبلک اخبرتک
الحدیث

یعنی سلمان فارسی نے عبداللہ بن سلام
سے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے مرد تو
مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا اور
اگر میں تم سے پہلے مروں گا تو میں
تمہیں خبر دوں گا۔

حدیث (۱۰)۔ابن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم اپنی مصنف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا:۔

لایقبض المومن حتی یری البشری

مسلمان کی روح نہیں نکلتی جبتک

---

[1] صحابی عظیم الشان جلیل القدر ان چار میں سے جن کی طرف جنت مشتاق ہے ۱۲ منہ سلمہ۔

[2] صحابی جلیل القدر رفیع الذکر ہیں جن کی عام شہرت ان کی تعریف سے مغنی ۱۲ منہ۔

marfat.com

فاذا قبض نادی فلیس فی الدار دابۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ الا وھی تسمع صوتہ الا الثقلین الجن والانس تعجلوا بی الی ارحم الراحمین فاذا وضع علی سریرہ قال لھا ابطاء ما تمشون الحدیث ۔

بشارت نہ دیکھے پھر جب نکل چکتی ہے تو ایسی آدانسے جسے انس وجن کے سوا گھر کا ہر چھوٹا بڑا جانور سنتا ہے ندا کرتی ہے مجھے جلد لے چلو ارحم الرحمین کی طرف پھر جب جنازے پہ رکھتے ہیں کہتی ہے کتنی دیر لگا رہے ہو چلنے میں۔

حدیث (۱۱) امام احمد کتاب الزہد میں ام الدرداء[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ فرماتیں:۔

ان المیت اذا وضع علی سریرہ فانہ ینادی یا اھلاہ و یا جیراناہ ویا حملۃ سریرہ لا تغرنکم الدنیا کما غرتنی الحدیث ۔

بیشک مردہ جب چارپائی پر رکھا جاتا ہے پکارتا ہے اے گھر والو اے ہمسایو اے جنازہ اٹھانے والو دیکھو دنیا تمہیں دھوکا نہ دے جیسا مجھے دیا۔

حدیث (۱۲) ابن ابی الدنیا امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راوی:۔

اذا مات المیت فملک قبض نفسہ فما من شیء الا وھو یراہ عند غسلہ و عند حملہ حتی یوصلہ الی قبرہ ۔

جب مردہ مرتا ہے ایک فرشتہ اس کی روح ہاتھ میں لیے رہتا ہے نہلاتے اٹھاتے وقت جو کچھ ہوتا ہے وہ سب دیکھتا جاتا ہے یہاں تک کہ فرشتہ اسے قبر تک پہنچا دیتا ہے۔

---

[1] یہ دو خاتونوں کی کنیت ہے دونوں حضرات ابو درداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیبیاں ہیں پہلی کبری کہ صحابیہ ہیں خیرہ نام دوسری صغری تابعیہ ثقہ فقیہہ مجتہدہ رواۃ صحاح ستہ سے ہجیمہ نام رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ [2] تابعی جلیل الشان امام مجتہد مفسر ثقہ علماء مکہ معظمہ اجلہ تلامذہ (باقی بر صفحہ آیندہ)

marfat.com

حدیث (۱۳) وہی عمرو[1] بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راوی:۔

ما من میت یموت الا و
هو یعلم ما یکون فی اهله بعده
وانهم لیغسلونه ویکفنونه و
انه لینظر الیهم

ہر مردہ جانتا ہے کہ اس کے بعد اس
کے گھر والوں میں کیا ہو رہا ہے لوگ
اسے نہلاتے ہیں کفناتے ہیں اور
وہ انہیں دیکھتا جانتا ہے۔"

حدیث (۱۴) ۔ابو نعیم انہیں سے راوی:۔

ما من میت یموت الا ولحه
فی ید ملك ینظر الی جسده
کیف یغسل وکیف یکفن وکیف
یمشی به یقال له و هو
علی سریره اسمع ثناء
الناس علیك ۔

ہر مردے کی روح ایک فرشتے کے ہاتھ
میں ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو دیکھتی
جاتی ہے کیونکہ غسل دیتے ہیں کس طرح
کفن پہناتے ہیں کیسے لے کر چلتے
ہیں اور وہ جنازے پر ہوتا ہے کہ
فرشتہ اس سے کہتا ہے سن تیرے
حق میں بھلا یا برا کیا کہتے۔

حدیث (۱۵) امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا کہ امام ابن ماجہ صاحب سنن کے استاذ ہیں امام اجل بکر[2] بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا:۔

بلغنی انه ما من میت یموت
الا و روحه فی ید ملك
الموت فهم یغسلونه و

مجھے حدیث پہنچی کہ جو شخص مرتا ہے
اس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں
ہوتی ہے لوگ اسے غسل و کفن دیتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سب صحاح میں ان سے روایت ہے ۱۲ منہ۔

[1] یہ بھی تابعی جلیل ثقہ ثبت ہیں علمائے مکہ معظمہ و رجال صحاح ستہ سے ۱۲ منہ

[2] تابعی جلیل ثقہ ثبت ہیں رواۃ صحاح ستہ سے ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔

marfat.com

یکفنونہ وھویری ما یصنع اھلہ فلم یقدر علی الکلام لینھاھم عن الرنۃ والعویل۔

ہیں اور وہ دیکھتا ہے کہ اس کے گھر والے کیا کرتے ہیں ان سے بول نہیں سکتا کہ انہیں شور و فریاد سے منع کرے

اقول:۔ اس نہ بولنے کی تحقیق زیر یہ حدیث ۳۵ مذکور ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ

حدیث (۱۶):۔ یہی امام سفیان[1] علیہ رحمۃ المنان سے راوی:۔

ان المیت لیعرف کل شیء حتی انہ لیناشد باللہ غاسلہ الا حفقت علی قال ویقال لہ وھو علی سریرہ اسمع ثناء الناس علیک۔

بیشک مردہ ہر چیز کو پہچانتا ہے یہاں تک کہ اپنے نہلانے والے کو خدا کی قسم دیتا ہے کہ آسانی سے نہلانا اور یہ بھی فرمایا کہ اس سے جنازے پر کہا جاتا ہے سن لوگ تیرے بارہ میں کیا کہتے ہیں۔

حدیث (۱۷):۔ یہی امام عبدالرحمٰن بن[2] ابی لیلی علیہ رحمۃ سبحانہ وتعالیٰ سے راوی:۔

الروح بید ملک یمشی بہ مع الجنازۃ یقول لہ اسمع ما یقال لک الحدیث۔

روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ اسے جنازے کے ساتھ لے کر چلتا اور اس سے کہتا ہے سن تیرے حق میں کیا کہا جاتا ہے۔

حدیث (۱۸):۔ یہی ابن[3] ابی نجیح سے راوی:۔

ما من میت یموت الا ودحہ

جو مردہ مرتا ہے اس کی روح ایک فرشتے

---

[1] یہ تبع تابعین و مجتہدان کوفہ و رجال صحاح ستہ سے ہیں امام ثقہ حجت محدث مجتہد عارف باللہ رضی اللہ عنہ

[2] یہ تابعی عظیم القدر جلیل الشان ہیں رجال صحاح ستہ سے ۱۲ منہ۔

[3] تبع تابعین و علمائے مکہ و رواۃ صحاح ستہ سے ۱۲ منہ۔

marfat.com

فی ید ملك ینظر الی جسدہ کیف یغسل وکیف یکفن وکیف یمشی بہ الی قبرہ الحدیث۔

کسی ہاتھ میں ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو دیکھتی ہے کیونکر نہلایا جاتا ہے کیونکر کفن پہنایا جاتا ہے کیونکر قبر کی طرف لے کر چلتے ہیں۔

حدیث (۱۹) یہی ابو عبداللہ[1] بکر مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی:۔

حدث ان المیت یستبشر بتعجیلہ الی المقابر۔

مجھ سے حدیث بیان کی گئی کہ دفن میں جلدی کرنے سے مردہ خوش ہوتا ہے۔

جعلنا اللہ بمنہ وکرمہ من المسرورین المستبشرین برحمتہ المستریحین بالموت بجودہ وسابغ نعمتہ آمین بجاہ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ وعلی آلہ وصحبہ واولیاء امتہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

نوع دوم[2] احادیث

سمع وادراک اہل قبور میں اور اس میں چند فصلیں ہیں

فصل اول: ۔اصحاب قبور سے حیا کرتے ہیں۔

حدیث (۲۰) ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد جو مشکوۃ شریف میں بروایت امام احمد منقول اور اسے حاکم نے بھی صحیح مستدرک میں روایت کیا اور بشرط بخاری ومسلم صحیح کہا کہ فرماتیں:۔

کنت ادخل بیتی الذی فیہ

میں اس مکان جنت آستان میں جہاں حضور

---

[1] تابعی جلیل القدر کما مر ۱۲ منہ۔

[2] تنبیہ اس نوع کی بعض احادیث بوجہ مناسبت نوع دوم میں مذکور ہوئیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی و ابی فلما دفن عمر فواللہ ما دخلتہ الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاءً من عمر۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار پاک ہے یونہی بے لحاظ ستر و حجاب چلی جاتی اور جی میں کہتی وہاں کون ہے یہی میرے شوہر یا میرے باپ صلی اللہ تعالیٰ علی زوجہا ثم ابیہا ثم علیہما وبارک وسلم جب سے عمر دفن ہوئے خدا کی قسم میں بغیر سرا پا بدن چھپائے نہ گئی عمر سے شرم کے باعث رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

فرمائیے اگر ارباب مزارات کو کچھ نظر نہیں آتا تو اس شرم کے کیا معنے تھے اور دفن فاروق سے پہلے اس لفظ کا کیا منشا تھا کہ مکان میں میرے شوہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا میرے باپ ہی تو ہیں غیر کون ہے۔

حدیث (۲۱)۔ابن ابی شیبہ و حاکم حضرت عقبہ بن عامر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:۔

ما ابالی فی القبور قضیت حاجتی ام فی السوق بین ظہرانیہ والناس ینظرون

یعنی میں ایک ساجانتا ہوں کہ گورستان میں قضائے حاجت کو بیٹھوں یا بیچ بازار میں کہ لوگ دیکھتے جائیں۔

مقصد ثالث میں اس کے مناسب سلیم بن عمیر سے مذکور ہوگا کہ شرم اموات کے باعث مقابر میں پیشاب نہ کیا حالانکہ حاجت سخت تھی۔

فصل دوم:۔ احیا کے آتے پاس بیٹھنے، بات کرنے سے مردوں کے جی بہلنے میں۔

ظاہر کہ اگر دیکھتے سنتے سمجھتے نہیں تو ان امور سے جی بہلنا کیسا۔

حدیث (۲۲):۔شفاء السقام امام سبکی و اربعین طائیہ پھر شرح الصدور میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی:۔

marfat.com

انس ما یکون المیت فی قبرہ اذ ازارہ من کان یحبہ فی دار الدنیا ۔	قبر میں مردے کا زیادہ جی بہلنے کا وقت وہ ہوتا ہے جب اس کا کوئی پیارا زیارت کو آتا ہے۔

حدیث (۲۳):- ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں اور امام عبدالحق کتاب العاقبہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس علیہ الا استأنس ورد علیہ حتی یقوم ۔	جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت قبر کو جاتا اور وہاں بیٹھتا ہے میت کا دل اس سے بہلتا ہے اور جب تک وہاں سے اٹھے مردہ اس کا جواب دیتا ہے۔

حدیث (۲۴):- صحیح مسلم شریف میں ہے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ بھی صحابی ہیں نزع میں فرمایا:-

اذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور و یقسم لحمہا حتی استانس بکم واعلم ماذا اراجع بہ رسل ربی ۔	جب مجھے دفن کر چکو مجھ پر تھم تھم کر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو یہاں تک کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں کہ اپنے رب کے رسولوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔

فصل سوم:- احیا کی بے اعتدالی سے اموات کے ایذا پانے میں۔

ظاہر ہے کہ افعال و احوال احیا پر انہیں اطلاع نہیں تو ایذا پانی محض بے معنی

marfat.com

حدیث (۲۵) امام احمد بسند حسن عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا:۔

لاتؤذ صاحب هذا القبر ۔ اس قبر والے کو ایذا نہ دے۔

یا فرمایا لاتوءذہٗ اسے تکلیف نہ پہنچا۔

حاکم و طبرانی کی روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پہ بیٹھے دیکھا فرمایا:۔

یا صاحب القبر انزل من علی القبر لاتؤذ ے اے قبر والے قبر سے اتر آ نہ تو صاحب قبر

صاحب القبر و لا یؤذیك ۔ کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

مقصد سوم میں اس حدیث کی شرح امام اجل حکیم ترمذی سے منقول ہو گی۔

روایت مناسبہ:۔

ابن ابی الدنیا ابو قلابہ[1] بصری سے راوی ہیں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا رات کو خندق میں اترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کے سو گیا جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا اور کہتا ہے لقد اذیتنی منذ اللیلة اے شخص تو نے مجھے رات بھر ایذا دی۔

روایت دوم:۔

امام بیہقی دلائل النبوۃ میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان[2] نہدی سے وہ ابن مینا تابعی سے راوی میں مقبرے میں گیا دو رکعت نماز پڑھ کر لیٹ رہا خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے قم فقد اذیتنی اُٹھ کہ تو نے مجھے اذیت دی پھر کہا تم عمل کرتے ہو اور ہم نہیں کرتے خدا کی قسم اگر تیری طرح دو رکعتیں میں بھی پڑھ سکتا مجھے تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہوتا۔

---

[1] تابعی ثقہ فاضل رجال صحاح ستہ سے ۱۲ منہ۔

[2] اجلۂ اکابر تابعین سے ہیں زمانہ رسالت پائے ہوئے تھے ثبت عما ئد رجال صحاح ستہ سے ۱۲ منہ

marfat.com

روایت سوم:-

حافظ ابن مندہ امام قاسم[1] بن مخیمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی اگر میں تپائی ہوئی بھال پہ پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پار ہو جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ کسی قبر پہ پاؤں رکھوں۔

پھر فرمایا ایک شخص نے قبر پہ پاؤں رکھا جاگتے میں سنا:-

الیک عنی یا رجل و لا توذنی۔ اے شخص الگ ہٹ مجھے ایذا نہ دے۔

حدیث (۲۶) امام مالک و امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ و عبدالرزاق و سعید بن منصور و ابن منصور و ابن حبان و دارقطنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

و اللفظ لاحمد کسر عظم المیت و اذاہ ککسرہ حیا۔ مردے کی ہڈی توڑنی اور اسے ایذا دینی ایسی ہے جیسی زندہ کی ہڈی توڑنی۔

بعض روایات دارقطنی میں لفظ فی الالم اور زاملہ یعنی درد پہنچنے میں زندہ و مردہ برابر ہیں ذکرہ فی المقاصد الحسنۃ مقصد سوم میں اس کے متعلق امام ابو عمر کا قول آئے گا۔

حدیث (۲۷) دیلمی و ابن مندہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

احسنو الکفن و لا تؤذو امواتکم بعویل و لا ما خیر وصیۃ و لا بقطیعۃ و عجلوا قضاء دینہ و اعدلوا عن جیران السوء۔ کفن اچھا دو اور اپنی میت کو چلا کر رونے یا اس کی وصیت میں دیر لگانے یا قطع رحم کرنے سے ایذا نہ پہنچاؤ اور اس کا قرض جلد ادا کرو اور برے ہمسائے سے الگ رکھو۔

---

[1] تابعی ثقہ فاضل رواۃ صحاح ستہ سے

marfat.com

یعنی قبور کفار واہل بدعت وفسق کے پاس دفن نہ کرو۔

حدیث (۲۸) -امام احمد ابوالربیع سے راوی:-

کنت مع ابن عمر فی جنازۃ	میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
فسمع صوت انسان یصیح	کے ساتھ ایک جنازہ میں تھا کسی کے
فبعث الیہ فاسکتہ فقلت	چلانے کی آواز سنی آدمی بھیج کر اسے
لم اسکتہ یا ابا عبدالرحمٰن	خاموش کرادیا میں نے عرض کی اسے
قال انہ یتاذی بہ	ابوعبدالرحمٰن آپ نے اسے کیوں چپایا
للبیت حتی یدخل فی	فرمایا اس سے مردے کو ایذا ہوتی ہے
قبرہ۔	یہاں تک کہ قبر میں جائے۔

حدیث (۲۹) امام سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:-

انہ رأی نسوۃ فی جنازۃ	یعنی انہوں نے ایک جنازے میں کچھ
فقال ارجعن مأزورات	عورتیں دیکھیں ارشاد فرمایا پلٹ جاؤ
غیر مأجورات انکن	گناہ سے بوجھل ثواب سے اوجھل
لتفتن الاحیاء وتوذین	تم زندوں کو فتنے میں ڈالتی اور
الاموات۔	مردوں کو اذیت دیتی ہو۔

تنبیہ:- سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو حدیث صحیح مشہور میں فرمایا

المیت یعذب ببکاء	زندوں کے رونے سے مردے پہ
الحی علیہ۔	عذاب ہوتا ہے۔

جسے امام احمد و شیخین نے عمر فاروق و عبداللہ بن عمرو مغیرہ بن شعبہ اور ابویعلی نے ابوبکر صدیق و ابوہریرہ اور ابن حبان نے انس بن مالک و عمران بن حصین اور طبرانی نے سمرہ بن جندب سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایک جماعت ائمہ کے نزدیک اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ زندوں کے چلانے سے مردے کو

صدمہ ہوتا ہے۔

امام اجل سیوطی نے شرح الصدور میں اس معنے کو ایک حدیث مرفوع سے مؤید کر کے فرمایا امام ابن جریر کا یہی قول ہے اور اسی کو ایک گروہ ائمہ نے اختیار فرمایا پھر اس کی تائید میں یہ دو حدیثیں ابن مسعود و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کہ ہم نے بیان کیں ذکر فرمائیں اس تقدیر پر ارشاد اقدس المیت یعذب الحدیث کی آٹھوں روایتیں بھی یہاں شمار کے قابل تھیں مگر ازاں جا کہ علما کو اس کے معنے میں بہت اختلاف ہے نہ ہمارا قصد حصر و استیعاب لہذا انہیں معدود نہ کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث (۳۰) ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:۔

اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ۔	مسلمان کو بعد موت ایذا دینی ایسی ہے جیسے زندگی میں اسے تکلیف پہنچائی۔

حدیث (۳۱) سعید بن منصور اپنے سنن میں راوی کسی نے اس جناب سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا:۔

کما اکرہ اذی المومن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ۔	مجھے جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہے یونہی مردہ کی۔

حدیث (۳۲)۔ طبرانی عبدالرحمٰن بن علا بن لجلاج سے ان کے والد[1] علار حمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا:۔

یا بنی اذا وضعتنی فی لحدی فقل بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ وشن علی	اے میرے بیٹے جب مجھے لحد میں رکھے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہنا پھر مجھ پہ آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا

---

[1] تابعی ثقہ ہیں اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن تبع تابعین مقبول الروایۃ سے دونوں صاحب رجال جامع ترمذی میں ہیں ۱۲ منہ سلمہ۔

marfat.com

التراب شنا ثم اقرأ عند رأسی بفاتحة البقرة وخاتمتها فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک ۔

پھر میرے سرہانے سورۂ بقر کا شروع یعنی مفلحون تک اور خاتمہ یعنے اٰمن الرسول سے پڑھنا کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔

اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد صحیح مسلم سے ابھی گزرا کہ مجھ پر مٹی تھم تھم کر بہ نرمی ڈالنا۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ترجمہ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:۔

"چوں دفن کنید مرا پس بہ نرمی و سہولت بیندازید بر من خاک یا یعنی آنک اندک اندازید و ایں اشارت است بآنکہ میت احساس میکند و دردناک میشود بآنچہ دردناک میشود بآں زندہ۔

فصل چہارم:۔ میں وہ احادیث جن میں صراحۃً وارد کہ مردے اپنے زائرین کو پہچانتے اور ان کا سلام سنتے اور انہیں جواب دیتے ہیں۔

حدیث (۳۳) امام ابوعمر ابن عبدالبر کتاب الاستذکار والتمہید میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ما من احد یمر بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام ۔

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا اور سلام کرتا ہے اگر وہ اسے دنیا میں پہچانتا تھا اب بھی پہچانتا اور جواب سلام دیتا ہے۔

امام ابو محمد عبدالحق کہ اجلۂ علمائے حدیث سے ہیں اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں:۔

marfat.com

"ذکرہ الامام السیوطی فی شرح الصدور والفاضل
الزرقانی فی شرح المواھب"

اسی طرح امام ابو عمرو سید علامہ سمہودی نے اس کی تصحیح فرمائی:۔
"ذکرہ الشیخ المحقق فی جامع البرکات وجذب القلوب"
امام سبکی شفاء السقام میں یہ حدیث لکھ کر فرماتے ہیں:۔
"ذکرہ جماعۃ وقال القرطبی فی التذکرۃ ان عبد الحق صححہ ورویناہ
فی الخلعیات من حدیث ابی ھریرۃ ایضا انتھی قلت وستسمع ذلک"

حدیث (۳۴):۔ ابن ابی الدنیا و بیہقی و صابونی و ابن عساکر و خطیب بغدادی وغیرہم محدثین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا مرّ الرجل بقبر یعرفہ	جب آدمی ایسی قبر پہ گزرتا ہے جس سے
فسلم علیہ رد علیہ	دنیا میں شناسائی تھی اور اُسے سلام
السلام وعرفہ و اذا مر	کرتا ہے میت جواب سلام دیتا اور
بقبر لا یعرفہ فسلم	اسے پہچانتا ہے اور جب ایسی قبر پہ
علیہ رد علیہ	گزرتا ہے جس سے جان پہچان نہ تھی
السلام۔	اور سلام کرتا ہے میت جواب سلام دیتا ہے

حدیث (۳۵):۔ امام عقیلی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:۔

قال قال ابو ذرین یا رسول	یعنی ابو رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اللہ ان طریقی علی الموتی فھل	نے عرض کی یا رسول اللہ میرا راستہ
من کلام اتکلم بہ اذا مررت	مقابر پر ہے کوئی کلام ایسا ہے کہ

لہ ف سمہودی گوید کہ احادیث دریں معنی بسیار است وایں معنی در احاد است و عموم مومنین متحقق ۱۲ جذب القلوب۔

marfat.com

علیھم قال قل السلام علیکم
یا اھل القبور من المسلمین
والمؤمنین انتم لنا سلف و
نحن لکم تبع وانا انشاء اللہ
بکم لاحقون قال ابو
ذرین یا رسول اللہ یسمعون
قال یسمعون ولکن
لا یستطیعون ان
یجیبوا۔

جب ان پر گزروں کہا کروں فرمایا یوں
کہ سلام تم پر اے قبر والو اہل اسلام
اور اہل ایمان سے تم ہمارے آگے
ہو اور ہم تمہارے پیچھے اور ہم ان شاء
اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں ابو
ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی
یا رسول اللہ کیا مردے سنتے ہیں
فرمایا سنتے ہیں مگر جواب نہیں
دے سکتے۔

تنبیہ نبیہ:۔ امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:۔

ای جواباً یسمعه
الحی والا فھم
یردون حیث لا
یسمع۔

یعنی حدیث کی یہ مراد ہے کہ مردے
ایسا جواب نہیں دیتے جو زندے سُن
لیں ورنہ وہ ایسا جواب تو دیتے ہیں جو
ہمارے سننے میں نہیں آتا۔

اقول:۔ یہ معنے خود اسی فصل کی دو حدیث سابق سے واضح کہ ان میں تصریحاً فرمایا مردے جواب سلام دیتے ہیں اور اس کی نظیر وہ ہے جو حدیث ۵ میں بکر بن عبداللہ مزنی سے گزرا کہ روح سب کچھ دیکھتی ہے مگر بول نہیں سکتی کہ شور و فریاد سے منع کرے اس کے معنی بھی وہی ہیں کہ اپنی بات احیا کو سنا نہیں سکتے ورنہ صحیح حدیثوں میں اس کا کلام کرنا وارد جیسا کہ حدیث ۳ وغیرہ میں گزرا۔

تنبیہ دوم:۔ فقیر کہتا ہے پھر یہ ہمارا نہ سننا بھی دائمی نہیں صدہا بندگانِ خدا نے اموات کا کلام سُنا ہے جن کی بکثرت روایات خود شرح الصدور وغیرہ میں مذکور اور بعض اسی مقصد میں فقیر نے بھی نقل کیں اور عجب نہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے

marfat.com

محل پر اور بھی مذکور ہوں۔

تنبیہ سوم:۔ بس نافع و مہم **اقول وباللہ التوفیق** طرفہ یہ ہے کہ جواب سوال نوزدہم میں صاحب مأتہ مسائل نے بھی اس حدیث کو عن القاری عن السیوطی عن العقیلی نقل کیا اور اموات کے لیے سلام احیا کا سننا مسلم رکھا اسی قدر سے اپنی وہ سب جولانیاں جو زیر سوال ۲۶ کی ہیں باطل مان لیں کہ وہاں جن پانچ عبارتوں سے استناد کیا ان سب میں نفی مطلق ہے۔

اسی طرح آیۂ کریمہ بفرض غلط نافی سماع ہو تو وہاں بھی سلام و کلام کی کچھ تخصیص نہیں۔

اور عبارت دوم میں تو صاف منافات موت و افہام مذکور کیا بعض جگہ متنافیّین بھی جمع ہو جاتے ہیں۔

اور عبارت پنجم میں صریحاً لفظ جمادات موجود پھر پتھروں کے آگے سلام کلام سب ایک سا۔

غرض اگر آیت اور اُن عبارات کا وہی مطلب تو سماع سلام کی تسلیم میں ان سب استادوں کو دفعۃً سلام ہوا جاتا ہے پھر ناحق آپ نے یہاں حدیث عقیلی سے استناد اور کلمات قاری و سیوطی پر اعتماد کیا۔ قاری و سیوطی کی سنیے گا تو بہت کچھ ماننا پڑیگا ان کی تحقیقات قاہرہ و تصریحات باہرہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد ثالث میں جگر شگاف مکابرۂ و اعتسفات ہوتے ہیں۔ ادھر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثوں پر کان رکھا اور ارواح گزشتگان کو جماد و سنگ ماننے کا دھرم گیا ذرا خدا لگتی کہنا ایک عقیلی کی حدیث سے آپ نے سماع سلام تو تسلیم کیا بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث کثیرہ سے جوتوں کی پہچل اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز اور سلام کے سوا اور انواع کلام بھی سننا اور ان پتھروں کا اپنے زائروں کو پہچاننا ان کا جواب سلام دینا ان سے انس حاصل کرنا اور ان کے سوا صدہا امور جو ثابت و مذکور وہ کس جی سے مانیے گا یا وہاں پھر اَفَالِفٌ ببعض الحدیث و کافٌ ببعض کی ٹھہرے گی

marfat.com

علاوہ بریں خود یہ حدیث عقیلی اس تخصیص سلام کے رد کو کیا تھوڑی ہے یہاں بھی اموات سے فقط السلام علیکم نہ کہا گیا ذرا آنکھیں مل کر ملاحظہ ہو گے ان پتھروں سے کچھ اور کلام و خطاب بھی نظر آتے ہیں کہ تم ہمارے سَلَف ہم تمہارے خَلَف ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تم سے ملیں گے۔

اس سارے کلام پر ابو زرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ سنتے ہیں فرمایا ہاں سنتے ہیں اور لطف یہ کہ اس حدیث کے بعد امام سیوطی کا وہ قول بھی نقل کر گئے کہ حدیث میں جواب نہ دینے سے یہ مراد ہے ورنہ اموات واقع میں جواب دیتے ہیں سبحان اللہ سلام بھی سنیں کلام بھی سنیں جواب بھی دیں اور پھر پتھر کے پتھر انا للہ وانا الیہ راجعون سچ فرمایا مولوی معنوی قدس سرہ نے ؎

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم
با شما نامحرمان ما خامشیم

حدیث (۳۶):۔ طبرانی معجم اوسط میں عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کے قبور پر ٹھہرے اور فرمایا:۔

والذی نفسی بیدہ لا یسلم	قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان
علیہم احدًا لا ردوا الے	ہے قیامت تک جو ان پر سلام کرے گا
یوم القیٰمۃ۔	یہ جواب دیں گے۔

حدیث (۳۷):۔ بعینہ اسی طرح حاکم نے صحیح مستدرک میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے تصحیح کی۔

حدیث (۳۸) حاکم مستدرک میں باضافۂ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں بطریق عطاف بن خالد مخزومی عبدالاعلیٰ بن عبداللہ سے وہ اپنے والد ماجد عبداللہ بن ابی فروہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیارت شہدائے احد کو تشریف لے گئے اور عرض کی:۔

marfat.com

اللھم ان عبدك و نبیك یشھد ان ھؤلاءِ شھداء وانہ من زارھم او سلم علیھم الی یوم القیمۃ ردوا علیہ۔

الٰہی تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو ان کی زیارت کو آئے گا اور ان پر سلام کرے گا یہ جواب دیں گے۔

تتمۂ حدیث:۔ عطاف کہتے ہیں میری خالہ مجھ سے بیان کرتی تھیں میں ایک بار زیارت قبور شہدا کو گئی میرے ساتھ دو لڑکوں کے سوا کوئی نہ تھا جو میری سواری کا جانور تھامے تھے میں نے مزارات پر سلام کیا جواب سنا اور آواز آئی:۔

واللہ انا نعرفکم کما یعرف بعضنا بعضا۔

خدا کی قسم ہم تم لوگوں کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو۔

میرے بدن پہ بال کھڑے ہو گئے سوار ہوئی اور واپس آئی۔

روایت دوم مناسب او:۔ امام بیہقی نے ہاشم بن محمد عمری سے روایت کی مجھے میرے باپ مدینہ طیبہ سے زیارت قبور احد کو لے گئے جمعہ کا دن تھا صبح ہو چکی تھی آفتاب نہ نکلا تھا۔ میں اپنے باپ کے پیچھے تھا جب مقابر کے پاس پہنچے انہوں نے بآواز کہا سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار جواب آیا وعلیک السلام یا ابا عبد اللہ باپ نے میری طرف پھر کر دیکھا اور کہا اے میرے بیٹے تو نے جواب دیا میں نے کہا نہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داہنی طرف کر لیا اور کلام مذکور کا اعادہ کیا دوبارہ ویسا ہی جواب ملا سہ بارہ کیا پھر وہی جواب ہوا میرے باپ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر میں گر پڑے۔

روایت سوم:۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی دلائل میں انیس عطاف مخزومی کی خالہ سے راوی ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نماز پڑھی اس وقت جنگل بھر میں کسی آدمی کا نام نشان نہ تھا بعد نماز مزار مطہر پہ سلام کیا جواب آیا اور اس کے ساتھ یہ فرمایا:۔

من یخرج من تحت القبر

جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے میں

marfat.com

اعرفه کما اعرف ان اللہ خلقنی وکما اعرف اللیل والنھار۔	اسے ایسا پہچانتا ہوں جیسا یہ پہچانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس طرح رات اور دن کو پہچانتا ہوں

حدیث (۳۹) ابن ابی الدنیا اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت محمد بن واسع[1] سے راوی:۔

قال بلغنی ان الموتی یعلمون بزوارھم یوم الجمعۃ ویوما قبلہ و یوما بعدہ۔	مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مردے اپنے زائروں کو جانتے ہیں جمعہ کے دن اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس سے بعد۔

تنبیہ:۔ اس حدیث کے یہ معنی کہ بوجہ برکت جمعہ ان تین دن میں ان کے علم وادراک کو زیادہ وسعت دیتے ہیں جو معرفت وشناسائی انہیں ان روزوں میں ہوتی ہے اور دنوں سے بیش وافزوں ہے نہ یہ کہ صرف یہی تین دن علم وادراک کے ہوں ابھی سن چکے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کثیرہ مطلق ہیں جن میں بلا تخصیص ایام ان کا علم وادراک ثابت فرمایا تصریح اس معنی کی ان شاء اللہ مقصد سوم میں مذکور ہوگی۔

فصل پنجم:۔ میں وہ جلیل حدیثیں جن سے ثابت کہ سماع اہل قبور سلام ہی پر مقصور نہیں بلکہ دیگر کلام واصوات بھی سنتے ہیں۔

حدیث (۴۰):۔ بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی اپنے صحاح اور امام احمد مسند میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

---

[1] یہ تابعی ہیں ثقہ عابد عارف باللہ کثیر المناقب رجال صحاح ستہ سے الا النطرفین ۱۲ منہ۔

marfat.com

واللفظ لمسلم ان المیت اذا وضع	مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ
فی قبرہ انہ لیسمع خفق نعالہم	دفن کر کے پلٹتے ہیں بیشک وہ ان کی
اذا انصرفوا ۔	جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

حدیث (۱۴):۔ احمد و ابوداؤد بسند جید براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان المیت یسمع خفق نعالھم	بیشک مردہ جوتیوں کی چاپ سنتا ہے
اذا ولوا مدبرین ۔	جب لوگ اسے پیٹھ دے کر پھرتے ہیں

حدیث (۱۵) بیہقی و طبرانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ان المیت اذا دفن یسمع خفق	بیشک جب مردہ دفن ہوتا ہے اور
نعالھم اذا ولوا عنہ	لوگ واپس آتے ہیں وہ ان کی جوتیوں
منصرفین ۔	کی آواز سنتا ہے۔

حدیث بیہقی کو امام سیوطی نے شرح الصدور میں فرمایا بکسند حسن اور سند طبرانی کو علامہ مناوی نے تیسیر میں کہا رجالہ ثقات۔

حدیث (۱۶) ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف اور ابن حبان نے صحیح مسمّٰی بالتقاسیم والانواع اور حاکم نیشاپوری نے الصحیح المستدرک علی البخاری و مسلم اور بغوی نے شرح السنہ اور طبرانی نے معجم اوسط اور منہاد نے کتاب الزہد اور سعید بن السکن نے اپنی سنن اور ابن جریر و ابن منذر و ابن مردویہ و بیہقی نے اپنی اپنی تصانیف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان المیت	قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری
اذا وضع فی قبرہ انہ لیسمع	جان ہے جب مردہ قبر میں رکھا جاتا
خفق نعالھم حین یولون	ہے کفش پائے مردم کی آواز سنتا

marfat.com

عنہ۔ ہے جب اس کے پاس سے پلٹتے ہیں۔

حدیث (۴۴):- جریر نے اپنی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث طویل روایت کی جس میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یسمع خفق نعالھم ونفض	بیشک وہ یقیناً تمہارے جوتوں کی
ایدیکم اذا ولیتم	چپل اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز
عنہ مدبرین۔	سنتا ہے جب تم اس کی طرف سے
	پیٹھ پھیر کر چلتے ہو۔

حدیث (۴۵) طبرانی وابن مردویہ ایک حدیث طویل میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن راوی:۔

قال شھدنا جنازۃ مع	ہم ایک جنازہ میں حضور اقدس صلی اللہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب حاضر
فلما فرغ من دفنھا و	تھے جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے
انصرف الناس قال انہ	اور لوگ پلٹے حضور نے ارشاد فرمایا
الآن یسمع خفق نعالھم	اب وہ تمہاری جوتیوں کی آواز
الحدیث۔	سن رہا ہے۔

فائدہ جلیلہ:۔ چالیس سے پینتالیس تک جو چھ حدیثیں مذکور ہوئیں پہلے ہی لاجواب ٹھہر چکی ہیں آج تک کوئی جواب معقول اُن سے نہ ملا نہ ملے غایت سعی ان کی طرف سے یہ ہے کہ سماع مذکور کو اول وضع فی القبر سے تخصیص کریں یعنی جب قبر میں رکھ کر مٹی دیتے ہیں اس وقت میت کو ایسی قوت سامعہ ملتی ہے کہ اب عنقریب سوال منکر نکیر ہونے والا ہے اس کے لیے بیشتر سے ایسے حواس عطا ہو جاتے ہیں پھر بعد سوال یہ قوت نہیں رہتی حالانکہ عند الانصاف یہ ادعا محض بے دلیل ولا طائل ہے۔

marfat.com

اولاً: ـ یہ تخصیص ظاہر حدیث کے خلاف جس پہ کوئی دلیل قائم نہیں حدیثیں صاف صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ میت کی قوت سامعہ قبر میں اس درجہ قوی اور تیز ہے کہاں سے جانا کہ یہ اسی وقت کے لیے ملتی اور پھر جاتی رہتی ہے۔

ثانیاً: ـ مقدمۂ سوال کے لیے بیشتر سے حواس مل جانا کیا معنے کیا فوراً وقت سوال نہ مل سکتی تھی یا عطائے الٰہی میں معاذ اللہ کچھ دیر لگتی ہے کہ پہلے سے اہتمام ہو رہنا ضرور ہوا یہ دونوں اعتراض شیخ محقق مولٰینا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدارج النبوۃ میں افادہ فرمائے حیث قال:ـ

"ایں تخصیص خلاف ظاہر است و دلیلی نیست بر آں و ظاہر حدیث آنست کہ ایں حالت حاصلست میت را در قبر و زندہ گردانیدن میت در وقت سوال است و پیش ازاں زندہ گردانیدن برای مقدمۂ سوال چہ معنی دارد

ثالثاً کما اقول سلّمنا: ـ کہ پہلے ہی سے ہوش و حواس مل جانا ضرور تھا مگر حاجت اسی قدر کی تھی جس میں وہ نکیرین کی بات سن سمجھ لیتا اس قدر قوت عظیمہ کی کیا ضرورت تھی کہ باوجود اتنے حاثلوں کے ایسی ہلکی آوازیں بے تکلف سنے خود یہی حضرات مسئلہ یمین فی الضرب کی یہی توجیہ کرتے ہیں کہ ہمارے مارے سے مردہ کو تکلیف یعنی ایذا[1] نہیں ہوتی اس کا ادراک عذاب الٰہی کے واسطے ہے۔ یونہی چاہیئے تھا کہ اس کا سماع سوال نکیرین کے لیے ہو نہ ان اصوات خارجہ کے واسطے۔

رابعاً کما اقول: ـ ایضاً اگر مسئلہ یمین فی الکلام عدم سماع پہ مبنی ہو کما زعموا اور اب آپ نے بھی بشوکت احادیث قاہرہ اتنی زیر کے لیے سماع تسلیم کیا تو واجب

---

[1] تنبیہ یہ بات بھی خلاف تحقیق ہے بلکہ بیشک ایذا ہوتی ہے دیکھو اس مقصد کی فصل سوم اور مقصد سوم کی پنجم ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

marfat.com

کہ اس وقت میت سے کلام کرنے والا حانث ہو کہ وہ مبنیٰ آپ ہی کے اقرار سے
یہاں منتفی حالانکہ مسئلہ قطعاً مطلق ہے لاجرم ماننا پڑے گا کہ ایمان عرف پر
مبنی اور عرفاً اس قسم سے بعد موت کلام کرنا نہیں سمجھا جاتا لہٰذا حالت حیات سے
متقید رہا ہم کہیں گے اب حق کی طرف رجوع ہوئے واقعی اس مسئلہ کا یہی مبنیٰ ہے
اور اب انکار سماع موتی سے اسے کچھ علاقہ نہ رہا

اسی طرح حضرات نجدیہ سے کہا جائے گا اگر آپ بھی احادیث صحیحہ مصطفےٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاکر سماع میت تسلیم کرتے ہیں اگرچہ اس وقت خاص ہی میں سہی
تو اب حکم ارشاد ہوا اگر کوئی بندہ مسلمان کسی عبد صالح کے دفن ہوتے ہی فوراً اس سے
استمداد و طلب دعا کرے تو ابھی وہ بنائے انکار یعنی عدم سماع متحقق نہ ہوا ذرا جی کڑا کرکے
اس وقت خاص ہی میں اجازت دے دیجئے۔

خامساً کما اقول ایضاً: موت کو تمام حواس و ادراکات و دیگر اوصاف
حیات سے یکساں نسبت ہے۔ معاذ اللہ اگر پتھر ہونا ٹھہرا تو سننا۔ دیکھنا۔
سمجھنا۔ بولنا سب کا بطلان لازم اور یہ حضرات کرام خود فرما چکے کہ موت منافی فہم ہے
اب کیا جواب ہے ان حدیثوں سے جو فصل اول و دوم و سوم میں گزریں جن سے
ثابت کہ اموات ہمیشہ اپنے زائروں کو پہچانتی اور ان سے انس حاصل کرتی اور
ان کے سلام کا جواب دیتی اور ان کی بے اعتدالیوں سے ایذا پاتی ہیں الیٰ غیر ذٰلک
من الامور المذکورۃ بھلا یہاں تو مقدمۂ سوال کی تخصیص نکلی تھی ان احادیث میں
کونسی خصوصیت آئے گی۔

تنبیہ: میرا یہ سب کلام حقیقتاً ان حضرات منکرین سے ہے۔ جو عبارات
علما کے یہ معنے سمجھے ورنہ فقیر کے نزدیک ان کے ارشاد کا وہ محمل ممکن جو عقیدۂ
اہل حق سے مخالف نہ ہو مولوی صاحب اگر جواب فقیر میں ان عبارات کو یاد کریں
گے اس وقت ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تحقیق دقیق و تدقیق انیق حاضر کروں گا۔
اور عجب نہیں کہ مقصد سوم میں اس کی بعض کی طرف عود ہو والعود احمد و باللہ

marfat.com

سبحانہ و تعالی التوفیق ۔

حدیث (۴۶):۔ صحیح بخاری شریف وغیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی:۔

اطلع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی اھل القلیب فقال وجدتم ما وعد ربکم حقا فقیل لہ اتدعوا امواتا فقال ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون ۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہ بدر پر تشریف لے گئے جس میں کفار کی لاشیں پڑی تھیں پھر فرمایا تم نے پایا جو تمہارے رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا یعنی عذاب کسی نے عرض کی حضور مردوں کو پکارتے ہیں ارشاد فرمایا تم کچھ ان سے زیادہ سننے والے نہیں پر وہ جواب نہیں دیتے۔

حدیث (۴۷):۔ صحیح مسلم شریف میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اھل بدر (فساق الحدیث الی ان قال) فانطلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اتی الیھم فقال یا فلان بن فلان و یا فلان بن فلان ھل وجدتم ما وعدکم اللہ ورسولہ حقا فانی قد وجدت ما

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں کفار بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں جہاں جہاں حضور نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں پھر بحکم حضور وہ سب کے سب ایک کوئیں میں بھر دیے گئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور نام بنام ان کفار لئام کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لے کر پکارا اور فرمایا تم نے

marfat.com

وعدنی اللہ حقا قال عمر یا رسول اللہ کیف نکلم اجسادا لا روح فیھا قال ما انتم باسمع لما اقول منھم غیر انھم لا یستطیعون ان یردوا علیّ شیئاً ۔

بھی پایا جو سچا وعدہ خدا و رسول نے تمہیں دیا تھا کہ میں نے تو پالیا جو حق وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ حضور ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن کو روحیں نہیں فرمایا میں جو کہہ رہا ہوں اسے کچھ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔

حدیث (۴۸):- یونہی صحیح مسلم وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اور اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین دن بعد اس کوئیں پر تشریف لے گئے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں فرمایا:-

والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم ولکنھم لا یقدرون ان یجیبوا ۔

قسم اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں جو فرما رہا ہوں اس کے سننے میں تم اور وہ برابر ہو مگر وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

حدیث (۴۹):- یونہی صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ۔ ما البخاری فساقہ بطولہ واما مسلم فاحالہ علی حدیث انس رضی اللہ عنہ ۔

حدیث (۵۰):- طبرانی نے بسند صحیح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

یسمعون کما تسمعون و لکن لا یجیبون ۔

جیسا تم سنتے ہو یونہی وہ بھی سنتے ہیں مگر جواب نہیں دیتے۔

marfat.com

حدیث (۵۱):۔اسی طرح امام سلیمان بن احمد مذکور نے حدیث عبداللہ بن سیلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

تنبیہ نبیہ:۔ان چھ حدیثوں سے جواب میں جو کچھ کہا گیا تخصیص بے مخصص و دعوی بے دلیل سے زیادہ نہیں مثلاً یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص اعجاز تھا یا یہ امر صرف ان کفار کے لیے ان کی حسرت و ندامت بڑھانے کو واقع ہوا حالانکہ ان تخصیصوں پر اصلا کوئی دلیل نہیں ایسی گنجائش ملے تو ہر نص شرعی جیسی چاہیں مخصص ہو سکے اور ان سے بڑھ کر یہ رکیک تاویل ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ خطاب حقیقۃً اموات سے خطاب نہ تھا بلکہ زندوں کی عبرت و نصیحت کو تھا حالانکہ نفسِ حدیث اس کے رد پر حجت کافیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جواب میں صاف ان کا سننا ارشاد فرمایا نہ یہ کہ ہمارا یہ کلام صرف تنبیہ احیا کے لیے ہے جیسے مرثیہ سیدنا امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں کسی کا مصرع

ای آب خاک شو کہ نزا آبرو نماند

باقی اس کے متعلق تمام ابحاث فتح الباری و ارشاد الساری و عمدۃ القاری شروح صحیح بخاری و مرقاۃ و لمعات و اشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ و مدارج النبوۃ وغیرہا تصانیف علما میں طے ہو چکی ہیں جن کی تفصیل موجب تطویل مولوی صاحب اگر امور طے شدہ کی طرف پھر رجعت کریں تو ذرا کتب مذکورہ پر نظر کر کے تقریر وہ فرمائی جائے جس میں ان کی تنقیحات جلیلہ سے عہدہ برائی سمجھ لیں اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر بھی وہ شوارق قاطعہ و بوارق لامعہ حاضر کرے گا جو اس وقت میرے پیش نظر جو لانیوں پہ ہیں اور شاید ان میں سے چند حروف مقصد سوم میں استطراداً مذکور رہوں و باللہ التوفیق۔

حدیث (۵۲):۔ابو الشیخ عبید بن مرزوق سے راوی:۔

کانت امرأۃ تقم المسجد — یعنی ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی

marfat.com

فماتت ولم یعلم بها النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمر علی قبرها فقال ما هذا القبر قالوا ام محجن قال التی کانت تقم المسجد قالوا نعم فصف الناس فصلی علیها ثم قال ای العمل وجدت افضل قالوا یا رسول اللہ نسمع قال ما انتم باسمع منها فذکر انها اجابته قم المسجد۔

تھیں ان کا انتقال ہو گیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی حضور ان کی قبر پہ گذرے دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے عرض کی ام محجن کی فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی عرض کی ہاں حضور نے صف باندھ کر نماز جنازہ پڑھائی پھر ان بی بی کی طرف خطاب کر کے فرمایا تو نے کونسا عمل افضل پایا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ سنتی ہے فرمایا کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے پھر فرمایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینی۔

حدیث (۵۳):- طبرانی معجم کبیر و کتاب الدعا میں اور ابن مندہ اور امام ضیائی مقدسی کتاب الاحکام اور ابراہیم حربی کتاب اتباع الاموات اور ابو بکر غلام الخلال کتاب الشافی اور ابن زہیرہ وصایا العلما عند الموت اور ابن شاہین کتاب ذکر الموت اور دیگر علمائے محدثین اپنی تصانیف حدیثیہ میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اذا مات احد من اخوانکم فسویتم التراب علیہ فلیقم احدکم علی رأس قبرہ ثم لیقل یا فلان بن فلانۃ فانہ یسمعہ

جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کی قبر پر مٹی برابر کر چکو تم میں کوئی اس کے سرہانے کھڑا ہو اور فلاں بن فلانہ کہہ کر پکارے کہ بیشک

سلہ یعنی اسے اس کی ماں کی طرف نسبت کر کے مثلاً اے زید بن ہندہ اور اگر (باقی بر صفحہ آیندہ)

marfat.com

فلا يجيب ثم يقول يا فلان
بن فلانة فانه يستوى قاعدا
ثم يقول يا فلان بن فلانة فانه
يقول ارشدنا رحمك الله
ولكن لا تشعرون فليقل
اذكر ما خرجت عليه من
الدنيا شهادة ان لا اله
الا الله وان محمدا عبده
ورسوله وانك رضيت
بالله ربا وبالاسلام
دينا وبمحمد نبيا و
بالقرآن اماما فان منكرا
ونكيرا يأخذ كل واحد
منهما بيد صاحبه ويقول
انطلق بنا ما نقعد
عند من لقن حجة
الحديث

وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا دوبارہ پھر
یونہی ندا کرے وہ سیدھا ہو بیٹھے گا سہ بارہ
پھر اسی طرح آواز دے اب وہ جواب
دے گا کہ ہمیں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم
کرے مگر تمہیں اس کے جواب کی خبر نہیں
ہوتی اس وقت کہے یاد کر وہ بات جس
پر تو دنیا سے نکلا تھا گواہی اس کی کہ اللہ
کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے
اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نے
پسند کیا اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور
اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو نبی اور قرآن کو پیشوا۔
منکر و نکیر ہر ایک دوسرے کا ہاتھ
پکڑ کر کہیں گے چلو ہم کیا بیٹھیں اس
کے پاس جسے لوگ اس کی حجت
سکھا چکے۔

فائدہ:۔ امام ابن الصلاح وغیرہ محدثین اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں:۔
اعتضد بشواهد وبعمل اهل الشام قديما یعنی اسے دو وجہ سے قوت ہے ایک تو احادیث اس کے مؤید دوسرے زمانۂ سلف سے علمائے شام اس پر عمل کرتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ماں کا نام نہ معلوم ہو تو بن حوا کہے کہ وہ سب کی ماں ہیں خود اسی حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ معنے مروی ۱۲ منہ۔

marfat.com

آئے۔ نقلہ العلامۃ ابن امیر الحاج فی الحلیۃ۔ اسی طرح امام نقاد الحدیث ضیائی مقدسی و امام خاتم الحفاظ حافظ الشان ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی نے اس کی تقویت اور امام شمس الدین سخاوی نے اس کی تقریر فرمائی۔ اور اس باب میں خاص ایک رسالہ تالیف فرمایا۔ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر عمل کرنا علمائے شام سے نقل فرمایا۔ اور امام ابو بکر ابن العربی نے اہل مدینہ اور بعض دیگر علماء نے اہلِ قرطبہ وغیرہا سے اس کا عمل نقل کیا۔ مَیں کہتا ہوں یہ عمل زمانہ صحابہ و تابعین سے ہے۔ حضرت ابو امامہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے لئے تلقین کی وصیت فرمائی۔ کما اخرجہ ابن مندۃ من وجہ اٰخر کما ذکرہ الامام السیوطی فی شرح الصدور۔

قلت بل والطبرانی ایضًا علی ما ساق لفظہ البدر المحمود فی البنایۃ شرح الہدایۃ۔ اور تین تابعیوں سے عنقریب منقول ہوگا کہ اسے مستحب کہا جاتا تھا ظاہر ہے کہ اُن کی یہ نقل نہ ہوگی مگر صحابہ یا اکابر تابعین سے جو اُن سے پہلے ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ علامہ ابنِ حجر مکی کی شرح مشکوٰۃ میں ہے:

"اعتضد بشواھد یرتقی بھا الی درجۃ الحسن"

یہ حدیث بوجہ شواہد درجۂ حسن تک ترقی کیے ہے) اسی طرح ذیل مجمع بحار الانوار میں تصریح کی کہ اس نے شواہد سے قوّت پائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث (۵۴ تا ۵۶):۔ امام سعید بن منصور شاگرد امام مالک و استاذ امام احمد اپنے سنن میں راشد[1] بن سعد و ضمرہ[2] بن حبیب و حکیم بن عمیر[3] سے راوی۔ اُن سب نے فرمایا:

اذا سوی علی المیت قبرہ و	جب میت پر مٹی دے کر قبر درست کر
انصرف الناس عنہ کان	چکیں، اور لوگ واپس آجائیں تو مستحب

---

[1] تابعی ثقہ رجال سنن اربعہ سے ۱۲۔

[2] تابعی ثقہ رجال صحاح ستہ سے ۱۲۔

[3] تابعی صدوق رجال ابو داؤد ابن ماجہ سے ۱۲ منہ۔

marfat.com

يستحب ان يقال للميت عند قبره يا فلان قل لا الٰہ الا اللہ ثلٰث مرات یا فلان قل ربی اللہ ودینی الاسلام ونبیی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

سمجھا جاتا تھا کہ مُردے سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر کہا جائے۔ اے فلان! کہہ لا الہ الا اللہ تین بار اے فلان! کہہ میرا رب اللہ ہے، اور میرا دین اسلام اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

وصل آخر من ہذا الفصل :-

فصل پنجم کی حدیثوں نے جس طرح بحمداللہ سماع موتٰی کی تصریح صریح فرمائی یونہی ان میں اکثر نے ثابت کر دکھایا کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم کا اہل قبور سے کلام صرف سلام پر مقتصر نہ تھا۔ اور بدیہی ہے کہ جماد محض سے مخاطبہ وگفتگو معقول نہیں۔ لہٰذا ہم آخر فصل میں وہ بعض حدیثیں جن میں اجلہ صحابہ کا اہل قبور سے سوائے سلام دیگر انواع کلام فرمانا مذکور نقل کرکے مقصد ثانی کو ختم اور مقصد ثالث کی طرف انشاء اللہ تعالٰی تصمیم عزم کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

حدیث (۵۷) :- ابنِ ماجہ بسندِ حسن صحیح عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی :

قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فذکر الحدیث الی ان قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیثما مررت بقبر مشرک فبشرہ بالنار قال فاسلم الاعرابی بعد وقال لقد

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا جہاں کسی مشرک کی قبر پر گزرے اسے آگ کا مژدہ دینا۔ وہ صحابی فرماتے ہیں مجھے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے اس ارشاد سے ایک مشقت میں ڈالا کسی کافر کی قبر پہ میرا گزر نہ ہوا مگر یہ کہ اسے آگ کا مژدہ دیا۔

لہ فائدہ :- یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ ۱۲ منہ۔

marfat.com

کلفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعبا ما مرت بقبر کافرا لا تشوتہ بالنار

ہر عاقل جانتا ہے کہ مژدہ دینا بے سماع وفہم محال اور صحابی مخاطب نے ارشادِ اقدس کو معنی حقیقی پر حمل کیا۔ ولہٰذا عمر بھر اس پر عمل فرمایا۔ فتبصر۔

حدیث (۵۸):- ابنِ ابی الدنیا کتاب القبور میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے راوی۔

انہ مرّ بالبقیع فقال السّلام علیکم یا اھل القبور اخبارنا اخبارکم عندنا ان نساءکم قد تزوجن ودیارکم قد سکنت واموالکم قد قرتتا فاجابہ ھاتف یا عمر بن الخطاب اخبارنا عندنا ان ما قدمناہ فقد وجدناہ وما انفقنا فقد ربحناہ وما خلفناہ فقد خسرناہ۔

یعنی ایک بار امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیع پر گزرے اہلِ قبور پر سلام کرکے فرمایا ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نکاح کرلئے اور تمہارے گھروں میں اور لوگ بسے تمہارے مال تقسیم ہوگئے۔ اِس پر کسی نے جواب دیا اے عمر بن الخطاب! ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو اعمال کئے تھے یہاں پائے، اور جو راہِ خدا میں دیا تھا اس کا نفع اٹھایا۔ اور جو پیچھے چھوڑا وہ ٹوٹے میں گیا۔

حدیث (۵۹):- امام احمد تاریخ نیشاپور اور بیہقی اور ابنِ عساکر تاریخ دمشق میں سعید بن المسیّب سے راوی:

قال دخلنا مقابر المدینۃ مع علی بن ابی طالب فنادی یا اھل القبور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تخبروننا باخبارکم

یعنی ہم مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہمراہ رکاب مقابر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ حضرت مولیٰ نے اہلِ قبر پر سلام کرکے فرمایا تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے

marfat.com

ام تریدون ان نخبرکم قال فسمعت صوتا وعلیک السلام ورحمة الله وبرکاته یا امیرالمؤمنین خبرنا عمّا کان بعدنا فقال علی رضی الله تعالیٰ عنه اما ازواجکم فقد تزوجن وامّا اموالکم فقد اقتسمت والاولاد قد حشروانی زمرة الیتامیٰ والبناء الذی شید تم فقد سکنها اعداؤکم وهذه اخبار ما عندنا فما عندکم فاجابه میّت قد تخرقت الاکفان وانتثرت الشّعور وتقطعت الجلود وسالت الاحداق علی الخدود و سالت المناخیر بالقیح و الصدید وما قدمناه ربحناه وما خلفناه خسرناه ونحن مرتهنون بالاعمال.

یا یہ چاہتے ہو کہ ہم تمھیں خبر دیں۔ سعید بن مسیب فرماتے ہیں۔ مَیں نے آواز سنی، کسی نے حضرت مولیٰ علی کو جواب سلام دے کر عرض کی یا امیرالمؤمنین! آپ بتائیے ہمارے بعد کیا گزری۔ امیرالمؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے فرمایا تمھاری عورتوں نے تو نکاح کر لئے۔ اور تمھارے مال، سو وہ بٹ گئے، اور اولاد یتیموں کے گروہ میں اُٹھی، اور وہ تعمیر جس کا تم نے استحکام کیا تھا اُس میں تمھارے دشمن بسے۔ ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں، اب تمھارے پاس کی کیا خبر ہے؛ ایک مُردے نے عرض کی کفن پھٹ گئے۔ بال جھڑ پڑے۔ کھالوں کے پُرزے پُرزے ہو گئے۔ آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر گالوں تک آئے۔ نتھنوں سے پیپ اور گندہ پانی جاری ہے، اور جو آگے بھیجا تھا اُس کا نفع ملا اور جو پیچھے چھوڑا اُس کا خسارہ ہُوا۔ اور اپنے اعمال میں محبوس ہیں۔

وحسبنا الله ونعم الوکیل ولاحول ولا قوّة الّا بالله العلیّ العظیم سبحٰن من تفرد بالبقاء وقهر عباده بالموت سبحٰن الحیّ الذی لایموت ابدًا وهو الغفور الرّحیم ه

تنبیہ:۔ جن صاحبوں نے جوابِ حدیث چہلم میں اس خطاب جناب

marfat.com

مآب کرم اللہ وجہہ کو محض وعظ و تنبیہہ احیاء کے لئے قرار دیا کما نقلہ فی مائۃ مسائل غالباً انھوں نے پوری حدیث ملاحظہ نہ فرمائی ورنہ اس کے لفظ اوّل سے آخر تک صاف پکار رہے ہیں کہ یہاں حقیقتاً اموات ہی سے خطاب مقصود تھا۔ اسی قدر دیکھ لیجئے کہ جناب مولیٰ نے ابتداءً یہ لفظ ارشاد نہ کئے بلکہ اوّل ان سے استفسار فرمایا کہ پہلے تم اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم شروع کریں۔ کیسے بے ارادہ خطاب حقیقی اس دریافت کرنے اور اختیار دینے کے کیا معنے تھے۔ پھر ان کی درخواست پر حضرت نے اخبار دینا ارشاد فرما کر انھیں حکم دیا۔ اب تم اپنی خبریں بتاؤ چنانچہ انھوں نے عرض کیں۔ پھر مخاطبہ حقیقی میں کیا شک ہے۔ واللہ الموفق۔

حدیث (۶۰):- ابن عساکر نے ایک حدیث طویل روایت کی۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ عہدِ معدلت مہدِ فدوی میں ایک جوان عابد تھا۔ امیر المؤمنین اس سے بہت خوش تھے۔ دن بھر مسجد میں رہتا، بعد عشاء باپ کے پاس جاتا۔ راہ میں ایک عورت کا مکان تھا، اُس پر عاشق ہوگئی، ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی۔ جوان نظر نہ فرماتا۔ ایک شب قدم نے لغزش کی۔ ساتھ ہولیا۔ دروازے تک گیا۔ جب اندر جانا چاہا خدا یاد آیا اور بیساختہ یہ آیۂ کریمہ زبان سے نکلی:

انّ الذین اتّقوا اذا مسھم طائف من الشّیطن تذکروا فاذا ھم مبصرون	ڈر والوں کو جب کوئی جھپٹ شیطان کی پہنچتی ہے خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اُسی وقت اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

آیت پڑھتے ہی غش کھا کر گرا۔ عورت نے اپنی کنیز کے ساتھ اٹھا کر اسکے دروازے پر ڈال دیا۔ باپ منتظر تھا۔ آنے میں دیر ہوئی دیکھنے نکلا، دروازے پر بیہوش پڑا پایا، گھر والوں کو بلا کر اندر اٹھوایا۔ رات گئے ہوش آیا۔ باپ نے حال پوچھا کہا خیر ہے۔ کہا بتا دے۔ ناچار قصہ کہا۔ باپ بولا جانِ پدر! وہ آیت کونسی ہے؛ جوان نے پھر پڑھی پڑھتے ہی غش آیا۔ جنبش دی، مُردہ پایا۔ رات ہی کو نہلا کفنا کر

marfat.com

دفن کر دیا۔ صبح کو امیر المؤمنین نے خبر پائی۔ باپ سے تعزیت اور خبر نہ دینے کی شکایت فرمائی۔ عرض کی یا امیر المؤمنین رات تھی۔ پھر امیر المؤمنین ہمراہیوں کو لے کر قبر پر تشریف لے گئے۔ آگے لفظ حدیث یوں ہیں:

فقال عمر یا فلان ولمن خاف مقام ربہ جنتن فاجابہ الفتی من داخل القبر یا عمر قد اعطانیھا ربی نے الجنۃ مرتین۔

یعنی امیر المؤمنین نے جوان کا نام لے کر فرمایا۔ اے فلاں! جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے کا ڈر کرے۔ اس کے لئے دو باغ ہیں۔ جوان نے قبر میں سے آواز دیا اے عمر! مجھے میرے رب نے یہ دولت عظمیٰ جنت میں دو بار عطا فرمائی۔

نسأل اللہ الجنۃ لہ الفضل والمنۃ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبی الانس والجنۃ والہ وصحبہ واصحاب السنۃ اٰمین اٰمین اٰمین ؛

marfat.com

اَلْمَقْصِدُ الثَّالِثْ

فِیْ اَقْوَالِ الْعُلَمَاءِ

قال الفقیر محررالسطور غفرلہ المولی الغفور اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کی تصریح وتلویح وتنصیص وتلیح وتائید وترجیح وتسلیم وتصحیح میں ارشادات متکاثرہ واقوال متوافرہ ہیں حضرات عالیہ صحابہ کرام وتابعین فخام واتباع اعلام ومجتہدین اسلام وسلف، وخلف علمائے عظام سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وحشرنا فی زمرتہم یوم الدین آمین۔ فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ اگر بقدر قدرت ان کے حصر واستقصا کا ارادہ کرے موجب عجالہ حد سے مجلد سے گزرے لہذا اولا صرف سوائمہ دین وعلمائے کاملین کے اسمائے طیبہ شمار کرتا ہوں جن کے اقوال اس وقت میرے پیش نظر اور اس رسالہ کے فصول ومقاصد میں جلوہ گر ونضد اللہ سبحانہ ادسع واکثر پھر دس نام ان عالموں کے بھی حاضر کروں گا جن پر اعتماد میں مخالف مصطر وھذا لدیھما دھی وامر والحمد للہ العلی الاکبر

فمن الصحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱) امیرالمومنین عمر فاروق اعظم۔

(۲) امیرالمومنین علی مرتضیٰ۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود۔

(۴) حضرت سلمان فارسی۔

(۵) عمرو بن عاص۔

(۶) عبداللہ بن عمر۔

(۷) عبداللہ بن عمرو۔

marfat.com

(۸) ابوہریرہ۔
(۹) عقبہ بن عامر۔
(۱۰) ابوامامہ باہلی۔
(۱۱) صحابی اعرابی صاحب حدیث حیثمامرت وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
اور ہیں ان کے سوا اُن صحابۂ کرام کے نام یہاں شمار نہیں کرتا جنہوں نے سماع و ادراک موثق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا یا حضور کی زبان پاک سے سُنا مثل ۱۔ عبداللہ بن عباس و (۲) انس بن مالک۔ ۳۔ ابوزرین۔ (۴) براء بن عازب۔ ۵۔ ابوطلحہ۔ ۶۔ عمارہ بن حزم۔ ۷۔ ابوسعید خدری۔ ۸۔ عبداللہ بن سیلان۔ ۹۔ ام سلمہ۔ ۱۰۔ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگرچہ یقیناً معلوم کہ ارشاد والائے حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر ان کے خلاف پر اعتقاد حضرات صحابہ سے معقول نہیں نہ مقام مقام احکام کہ احتمال خلاف بعلم ناسخ ہو۔ تاہم جب قصد استیعاب نہیں تو انہیں پر اقتصار سہی جن کے خود افعال و اقوال دلیل مسئلہ ہیں وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

ومن التابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱۲) مجاہد مکی
(۱۳) عمرو بن دینار۔
(۱۴) عکرمہ مزنی۔
(۱۵) ابن ابی لیلی۔
(۱۶) قاسم بن مخیمرہ۔
(۱۷) راشد بن سعد۔
(۱۸) ضمرہ بن حبیب۔
(۱۹) حکیم بن عمر۔
(۲۰) علاء بن اللجلاج۔

marfat.com

(۲۱) بلال بن سعد

(۲۲) محمد بن واسع۔

(۲۳) ام الدرداء وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ومن تبع التابعین لطف اللہ بہم یوم الدین۔

(۲۴) عالم قریش سیدنا ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی۔

(۲۵) عالم کوفہ فقیہ مجتہد امام سفیان۔

(۲۶) عبدالرحمٰن بن العلاء وغیرہم روح اللہ تعالیٰ ارواحہم۔

ومن اعاظم السلف واکارم الخلف نور اللہ تعالیٰ مراقدھم۔

(۲۷) عالم اہلبیت رسالت حضرت امام علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی و بتول بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

(۲۸) امام اجل عارف باللہ محمد بن علی حکیم ترمذی۔

(۲۹) امام محدث جلیل کبیر اسمٰعیلی۔

(۳۰) امام فقیہ عابد وزاہد احمد بن عصمہ ابو القاسم صفار حنفی بدد واسطہ شاگرد امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۳۱) امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی شافعی۔

(۳۲) امام ابو عمر یوسف بن عبدالبر مالکی۔

(۳۳) امام ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد حاکم شہید حنفی صاحب کافی۔

(۳۴) امام ابو الفضل قاضی عیاض یحصبی مالکی۔

(۳۵) امام حجۃ الاسلام مرشد الانام ابو حامد محمد محمد محمد غزالی۔

(۳۶) امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن فرح قرطبی صاحب تذکرہ۔

(۳۷) امام شمس الائمہ حلوائی حنفی۔

(۳۸) امام عارف باللہ اسمٰعیل فقیہ زاہد۔

marfat.com

(۳۹) امام محدث محب الدین طبری شافعی۔
(۴۰) امام ربانی سیدنا علاؤ الدولہ سمنانی۔
(۴۱) امام ابوالمحاسن حسن بن علی ظہیر الدین کبیر مرغینانی حنفی استاذ امام قاضی خان وصاحب خلاصہ۔
(۴۲) بعض اساتذۂ امام شیخ الاسلام علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی حنفی صاحب التجنیس والمزید۔
(۴۳) امام فقیہ النفس قاضی خان حسن بن منصور فرغانی اوزجندی حنفی۔
(۴۴) امام ابوذکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی شارح صحیح مسلم۔
(۴۵) امام فخر الدین محمد رازی شافعی۔
(۴۶) امام سعد الدین تفتازانی مصنف و شارح مقاصد۔
(۴۷) امام ابو سلیمن احمد بن ابراہیم خطابی۔
(۴۸) امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد سہیلی صاحب الروض۔
(۴۹) امام عمر بن محمد بن عمر جلال الدین خبازی حنفی صاحب فتاویٰ خبازیہ۔
(۵۰) صاحب عباب حنفی تلمیذ امام اجل قاضی خان۔
(۵۱) علامہ محمود بن محمد لؤلؤی بخاری حنفی صاحب حقائق شرح منظومہ نسفیہ تلمیذ التلمیذ امام شمس الائمہ کردری۔
(۵۲) سیدی یوسف بن عمر صوفی حنفی صاحب مضمرات۔
(۵۳) امام عارف باللہ صدر الدین قونوی۔
(۵۴) امام شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی۔
(۵۵) امام ملک العلماء عز الدین بن عبدالسلام شافعی۔
(۵۶) امام محدث زین الدین ملغی۔
(۵۷) امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی بن جابر اندلسی۔
(۵۸) قاضی ناصر الدین بیضاوی شافعی صاحب تفسیر۔

marfat.com

(۵۹) امام ابوعبداللہ بن النعمان صاحب سفینۃ النجاہ لاہل الالتجاء فی کرامات الشیخ ابی النجاء۔

(۶۰) امام عارف باللہ عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحب روض الریاحین۔

(۶۱) امام علامہ سید الحفاظ ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی صاحبِ فتح الباری شرح صحیح بخاری۔

(۶۲) امام شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی حنفی صاحب کواکب الدراری شرح صحیح بخاری۔

(۶۳) امام علامہ تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی شافعی صاحب شفاء السقام۔

(۶۴) امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی صاحب ارتیاح الاکباد بفقد الاولاد۔

(۶۵) امام خاتم الحفاظ مجدد المأۃ التاسعہ ابوالفضل جلال الدین بن عبدالرحمٰن سیوطی صاحب شرح الصدور و بدور سافرہ و انیس الغریب و زہر الربی شرح سنن نسائی وغیرہ۔

(۶۶) امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی شافعی صاحب مواہب لدنیہ وارشاد الساری شرح صحیح بخاری۔

(۶۷) امام شہاب الدین رملی انصاری شافعی۔

(۶۸) سیدی ولی اللہ احمد زروق۔

(۶۹) سید عارف باللہ ابوالعباس حضرمی۔

(۷۰) امام احمد بن محمد ابنِ حجر مکی شافعی شارح مشکوٰۃ۔

(۷۱) محقق علامہ محمد محمد ابن امیر الحاج حنفی صاحب حلیہ شرح منیہ۔

(۷۲) امام محمد عبدری مکی مالکی۔

(۷۳) امام صدر کبیر حسام الدین شہید عمر بن عبدالعزیز صاحب فتاوی کبری حنفی۔

(۷۴) امام محمد بن محمد بن شہاب الدین بزازی حنفی صاحب بزازیہ۔

marfat.com

(۷۵) علامہ نورالدین سمہودی شافعی صاحب خلاصۃ الوفا فی اخبار دارالمصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
(۷۶) علامہ رحمۃ اللہ سندی حنفی صاحب متاسک ثلثہ۔
(۷۷) علامہ نورالدین علی بن ابراہیم بن احمد حلبی شافعی صاحب سیرۃ انسان العیون۔
(۷۸) امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی شافعی صاحب میزان الشریعۃ الکبریٰ۔
(۷۹) علامہ محمد بن یوسف شامی صاحب سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
(۸۰) علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب۔
(۸۱) علامہ عبدالرؤف محمد مناوی شافعی صاحب تیسیر شرح جامع صغیر۔
(۸۲) امام ابوبکر بن محمد بن علی حدادی حنفی صاحب جوہرہ نیرہ شرح قدوری۔
(۸۳) علامہ ابراہیم بن محمد ابراہیم حلبی حنفی صاحب غنیہ شرح منیہ۔
(۸۴) فاضل علی بن سلطان محمد قاری مکی حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔
(۸۵) علامہ محمد بن احمد حموی حنفی اُستاذ محقق شرنبلالی۔
(۸۶) علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار مصری شرنبلالی حنفی صاحب نورالایضاح وامدادالفتاح ومراقی الفلاح۔
(۸۷) علامہ خیرالدین رملی حنفی صاحب فتاوٰی استاذ صاحب درمختار۔
(۸۸) فاضل مدقق محمد بن علی دمشقی حصفکی حنفی شارح تنویر
(۸۹) سیّدی عارف باللہ عبدالغنی بن اسمٰعیل بن عبدالغنی نابلسی حنفی صاحب حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ۔
(۹۰) سید علّامہ ابوالسعود محمد حنفی۔
(۹۱) مولانا عارف باللہ نورالدین جامی حنفی صاحب نفحات وغیرہ۔
(۹۲) شیخ محقق برکۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الہند مولانا عبدالحق بن سیف الدین محدّث دہلوی حنفی صاحب لمعات واشعۃ اللمعات وجامع البرکات

marfat.com

وجذب القلوب ومدارج النبوہ۔

(۹۳) فاضل محدّث مولٰنا محمد طاہر فتنی احمد آبادی حنفی صاحب مجمع بحار الانوار۔

(۹۴) فاضل شیخ الاسلام دہلوی حنفی صاحب کشف الغطا۔

(۹۵) مولٰنا شیخ جلیل نظام الدین وغیرہ جامعان فتاوٰی عالمگیری حنفیان۔

(۹۶) بحر العلوم ملک العلماء مولینا ابو العیاش محمد عبد العلی لکھنوی حنفی۔

(۹۷) خاتمۃ المحققین علامہ غنیمی حنفی۔

(۹۸) فاضل سیّد احمد مصری طحطاوی حنفی۔

(۹۹) سیّدی امین الدین محمد شامی حنفی محشیان شرح علائی۔

(۱۰۰) سیّدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی حنفی وغیرہم۔ برد اللہ تعالٰی مضاجعہم۔

تنبیہ: فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ نے ان ائمہ سلف وعلمائے خلف سے صرف انھیں اکابر کے اسمائے طیبہ گنے جن کے کلام میں خاص سماع وادراک وعلم وشعور اہلِ قبور کے نصوصِ قاہرہ یا دلائلِ باہرہ ہیں۔ پھر ان میں بھی حصر واستیعاب کا قصد نہ کیا کہ اس کی راہ میں بلاد شاسعہ وبراری واسعہ وجبال شاہقہ وبحار زاخرہ ہیں، بلکہ حاشا وہ بھی بالتمام[1] ذکر نہ کئے۔ جن کے اقوال ہدایت اشتمال اس وقت

---

[1] قولہٗ وہ بھی بالتمام ذکر نہ کئے۔ اقولُ۔ اس دعوٰی کی صحت پر خود یہی رسالہ دلیل کافی ہے۔ ناظر اول تا آخر اس کے مقامات کو مطالعہ کرے گا تو ائمہ مذکورین کے سواء بہت علماء مشائخ کے اسماء دیکھے گا۔ میں اتمام کلام کو اُن کے نام بھی شمار کرتا اور عدد کو پورے دو سو نام تک پہنچاتا ہوں۔ متن میں تنو ائمہ سلف وخلف اور دس معتمدین مخالف کے اسماء گنائے کہ سب ایک سو دس ہوئے۔

آگے چلئے من الصحابۃ والتابعین واتباعھم۔

(۱۱۱) حضرت عبداللہ بن سلام۔

(۱۱۲) حضرت امّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

(۱۱۳) حضرت امام زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہما

(۱۱۴) حضرت امام حسن ثانی ابن حسن مجتبٰی ابن مولٰی مشکلکشا صلی اللہ تعالٰی علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم دائما ابدا

(باقی صفحہ آئندہ)

marfat.com

میرے سامنے جلوہ فرما و متیسر حالت حاضرہ ہیں۔

فتلك مائة كاملة وفيهم وفاء لقلوب عاقلة ؎

اولئك ساداتی فجئنی بمثلهم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

والحمد لله اولا و اٰخرا وباطنا وظاهرا۔

تمام الکلام بسلك الالزام۔

اب انھیں لیجئے جن پر اعتماد مخالف کو ضرور۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

(۱۱۵) افضل التابعین امام سعید بن المسیب۔

(۱۱۶) حبان بن ابی حیلہ۔

(۱۱۷) ابن مینا۔

(۱۱۸) ابو قلابہ بصری۔

(۱۱۹) سلیم بن عمیر۔

(۱۲۰) عبداللہ بن ابی نجیح کی من العلماء والاولیاء من کلا النوعین المذکورین فی المتن۔

(۱۲۱) امام محدث مفسر مجتہد ابن جریر طبری۔

(۱۲۲) امام محدث اجل ابو محمد عبدالحق صاحب احکام کبریٰ و احکام صغریٰ۔

(۱۲۳) امام ابو عمرو بن الصلاح محدث۔

(۱۲۴) امام قاضی مجد الشریعۃ کرمانی۔

(۱۲۵) امام اجل ابو البرکات عبداللہ نسفی صاحب تصانیف مشہورہ۔

(۱۲۶) امام علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی صاحب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔

(۱۲۷) علامہ ابن ملک شارح مشارق الانوار۔

(۱۲۸) علامہ فضل اللہ بن الغوری حنفی۔

(باقی صفحہ آئندہ)

marfat.com

(۱) شاہ ولی اللہ صاحب۔
(۲) اُن کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب۔
(۳) اُن کے فرزند ارجمند مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب۔
(۴) ان کے برادر نامور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب۔
(۵) ان کے محمود و ممدوح جناب میرزا مظہر جانِ جاناں صاحب۔
(۶) اُن کے مرید رشید قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔
(۷) مولوی اسحاق صاحب دہلوی۔
(۸) ان کے شاگرد نواب قطب الدین خان دہلوی۔
(۹) مولوی خرم علی صاحب بلہوری۔ تجاوز اللہ عنا وعن کل من صح ایمانہ فی النشأتین ورحم کلّ من یشھد صدقًا بالشھادتین۔
(۱۰) ان سب سے قوی مجتہد نوی میاں اسمعیل دہلوی۔
واللہ الھادی الی المنھج السّوی وھو المستعان علیٰ کل غوی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ الغالب العلی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

(۱۲۹) امام فخر الدین ابو محمد عثمن بن علی زیلعی صاحب تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق۔
(۱۳۰) محمد بن محمد حافظی بخاری صاحبِ فصل الخطاب۔
(۱۳۱) امام شہاب الدین شارح منہاج استاذ الاستاذ ابن حجر مکی۔
(۱۳۲) حضرت سیدی علی قرشی قدس سرہ العرشی۔
(۱۳۳) امام جلیل نور الدین ابو الحسن علی مصنف بہجۃ الاسرار۔
(۱۳۴) امام مجد الدین عبداللہ بن محمود موصلی حنفی صاحب مختیار واختیار۔
(۱۳۵) صاحبِ مطالب المؤمنین۔
(۱۳۶) صاحبِ خزانۃ الروایات۔

(باقی صفحہ آئندہ)

marfat.com

(بقیّہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

(۱۳۷) صاحب کنزالعباد ہر سہ از مستندان متکلمین طائفہ۔

(۱۳۸) علّامہ اجہوری صاحب تصانیف کثیرہ۔

(۱۳۹) علّامہ زیادی۔

(۱۴۰) علّامہ داودی شارح منہج۔

(۱۴۱) علّامہ حلبی محشی درمختار۔

(۱۴۲) شیخ احمد نخلی۔

(۱۴۳) شیخ احمد شنادی۔

(۱۴۴) شیخ احمد قشاشی ہر سہ محدثان مشائخ حدیث شاہ ولی اللہ۔

(۱۴۵) مولانا ابراہیم کردی استاذ الاستاذ شاہ ولی اللہ۔

(۱۴۶) مولانا ابوطاہر مدنی خاص استاذ شاہ ولی اللہ۔

(۱۴۷) مولینا محمد بن حسین کتبی حنفی مکّی۔

(۱۴۸) مولینا حسین بن ابراہیم مالکی مکّی۔

(۱۴۹) حضرت مولینا شیخ الحرام احمد زین دحلان شافعی مکّی مصنّف سیرت نبویہ وردّ وہابیہ وغیرہما تصانیف علّیہ۔

(۱۵۰) مولینا محمد بن محمد غرب شافعی مدنی۔

(۱۵۱) مولینا عبدالجبار حنبلی بصری مدنی۔

(۱۵۲) مولینا ابراہیم بن خیار شافعی مدنی۔

(۱۵۳) عبد صالح ہاشم بن محمد۔

(۱۵۴) اُن کے والد ماجد محمد عمری مدنی۔

(۱۵۵) حضرت سیدی ابویزید بسطامی۔

(۱۵۶) حضرت سیدی ابوالحسن خرقانی۔

(باقی صفحہ آئندہ)

marfat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

(۱۵۷) حضرت سیدی ابوعلی فارمدی۔

(۱۵۸) حضرت سیدی ابوسعید خراز۔

(۱۵۹) حضرت استاذ امام ابوالقاسم قشیری۔

(۱۶۰) حضرت عارف باللہ سیدی ابی علی۔

(۱۶۱) حضرت سیدی ابراہیم بن شیبان۔

(۱۶۲) حضرت سیدی ابویعقوب۔

(۱۶۳) حضرت سیدی ملی خواص شیخ امام شعرانی۔

(۱۶۴) حضرت میر ابوالعلیٰ اکبر آبادی سردار سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ۔

(۱۶۵) شاہ محمد غوث گوالیاری صاحب جواہر خمسہ۔

(۱۶۶) مولینا وجیہ الدین علوی شیخ حضرت مولینا عبدالحق محدث دہلوی۔

(۱۶۷) حضرت سید صبغۃ اللہ بروجی۔

(۱۶۸) شیخ بایزید ثانی۔

(۱۶۹) مولینا عبدالملک۔

(۱۷۰) شیخ اشرف لاہوری۔

(۱۷۱) شیخ محمد سعید لاہوری کہ ساتوں صاحب مشائخ شاہ ولی اللہ ہی ہیں۔

(۱۷۲) جناب شیخ مجدد الف ثانی۔

(۱۷۳) شیخ عبدالاحد پیر سلسلہ مجددیہ۔

(۱۷۴) شیخ ابوالرضا محمد جد شاہ ولی اللہ۔

(۱۷۵) سید احمد بریلوی پیر میاں اسمٰعیل دہلوی کہ صراط المستقیم جن کی ملفوظات قرار دی گئی۔

یہ مجموعہ پونے دو سو ہوا۔

من بعضهم صوت البلبل ومن بعضهم افادة البرهان ومن بعضهم التقرير والاذعان و لبعضهم ليس الخبر كالبيان والحمد لله في كل حين و أن۔ اور ہنوز کتاب میں اور باقی ہیں۔

(باقی صفحہ آئندہ)

marfat.com

واضح ہو کہ ارشادات علیہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مقصد احادیث میں مذکور ہوئے کہ حدیث اصطلاح محدثین میں انھیں بھی شامل معہذا امور قبور و احوال ارواح مفارقہ میں رائے کو دخل نہیں تو یہاں موقوف بھی مرفوع میں داخل ہاں بعض اقوال تابعین مثل بلال بن سعد اس مقصد سوم میں مذکور ہوئے۔ اور اس کی وجہ اقوال باب سے مناسبت جس طرح مثلاً امام سفیان کا قول ایسے ہی تناسب کے سبب اقوال تابعین کے ساتھ منقول ہوا۔ اب بقیہ حضرات کے کلمات طیبات و اقوال و تصریحات اگر بوجہ استیعاب لکھئے پھر دفتر ہوتا ہے۔ لہٰذا صرف تین سو قول پر اقتصار کرتا ہوں۔ علمائے صنف اول کے دو سو اور اہل صنف دوم کے تنہا کہ دیدۂ انصاف صاف ہو تو اتنے کیا کم ہیں ع

در نعانہ اگر کس است یک حرف بس است

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) :-

اور جو حصر و استیعاب کی طرف راہ کیا ہے۔ بلکہ استقصائے تمام قدرت خامہ و وسعت کاغذ سے دامن ہے۔ آخر نوع اول مقصد سوم میں ارشادات علماء سے مذکور ہوگا کہ علم و سمع و بصر موتی پر تمام اہلسنت و جماعت کا اجماع ہے تو آج تک جس قدر علماء اہلسنت گزرے ہیں سب کے نام اسی فہرست میں اندراج کے قابل۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کے لاکھ ہیں۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔ اور لطف یہ کہ ان مذکورین میں گنتی کے بعض ایسے بھی ہیں جن کے دو ایک ظواہر کلمات سے وہابیہ اس مسئلہ میں استناد کرتے اور انہی کے باقی اقوال کو پسِ پشت ڈال کر مقامِ تحقیق و مرام توفیق و نظامِ تطبیق اور موافق و مبائن جمہور کی تفریق سے محض غافل یا اغوائے عوام کو متغافل گزرتے ہیں۔
واللہ یہدی من یشآء الی صراط مستقیم ۱۲ منہ دامت فیوضہ ؛

حواشی صفحہ ھذا :-

۱؎ علامہ سید شریف رحمہ اللہ تعالیٰ مقدمہ مصطلحات الحدیث میں فرماتے ہیں :- الحدیث اعلم من اینکون قول الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والصحابی والتابعی و فعلھم و تقریرھم۔

۲؎ امام علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی ارجوزہ مسمّٰی بالتثبیت عند التشبیت میں فرماتے ہیں :

(باقی صفحہ آئندہ)

marfat.com

تنبیہ:

مدت قول جدّت مقول یا تعدد قائل سے ہے۔ ابتداء خواہ تقریراً اور در صورت اخیر ہر عالم کی عبارت جدا جدا لکھنا باعث طول لہٰذا انھیں ایک ہی سرخی میں گن کر اسامی علماء پر ہندسہ لگا دیا جائے گا۔ یہ مقصد بھی مثل اپنے دو برادر پیشین کے دو نوع پر منقسم۔ واللہ سبحٰنہ ھوالموفق للحق والصّواب فی کلّ مھم۔

نوعِ اوّل:

اقوال علمائے سلف وخلف میں ایک تمہید اور پندرہ فصل پر مشتمل تمہید اس میں کہ روحیں موت سے نہیں مرتیں۔

۱۔ ابن عساکر تاریخ دمشق میں امام محمد بن وضاح سے راوی امام اجل سحنون بن سعید قدس سرّہ سے کہا گیا۔ ایک شخص کہتا ہے بدن کے مرنے سے روح بھی مرجاتی ہے، فرمایا:

معاذ اللہ ھٰذا من قول اھل البدع۔ — خدا کی پناہ! یہ بدعتیوں کا قول ہے۔

۲۔ امام ابن امیر الحاج خاتمۂ حلیہ میں دربارۂ فوائد غسل میّت فرماتے ہیں:

اذا اعتنی المولیٰ بتطھیر جسد یلقی فی التراب تنبہ العبد انی — یعنی جب بندہ دیکھے گا کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے ہم پر اس بدن کی تطہیر فرض کی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

یکرر السؤال للانام — فی لمحۃ وانی سبعۃ ایام

کذا رواہ احمد بن حنبل — فی الزھد عن طاؤس الجر العلی

وحکمۃ الرفع کما قد قالوا — اذ لیس للرائی فیہ مجال

ولیس للقیاس فی ذا الباب — من مدخل عند ذوی الالباب

وانما التسلیم فیہ اللائق — والاتقیاد حیث انبا الصادق

(۱۲ منہ)

marfat.com

تطهیر ما هو باق وهو النفس فانه لا یفنی عند اهل السنة و الجماعة۔

جو خاک میں ڈالا جائے گا تو متنبہ ہوگا کہ اسکی تطہیر اور بھی ضروری ہے، جو باقی رہنے والا ہے یعنی روح کہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک فنا نہیں ہوتی۔

۳۔ امام عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں:

لا تموت ارواح الحیاۃ بل ترفع الی السماء حیۃ۔

روحیں مرتی نہیں بلکہ زندہ آسمان کی طرف اٹھالی جاتی ہیں۔

۴۔ امام جلال الحق والدین سیوطی شرح الصدور میں ناقل ہیں:

باقیۃ بعد خلقھا بالاجماع۔

روحیں پیدائش کے بعد بالاجماع جاوداں رہتی ہیں۔

۵۔ خود امام ممدوح اس امر کی تائید میں کہ شہداء کی زندگی صرف روحانی نہیں۔ بلکہ روح وبدن دونوں سے ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

لو کان المراد حیاۃ الروح فقط لم یحصل لہ تمیز عن غیرہ لمشارکۃ سائر الاموات لہ فی ذلک ولعلم المؤمنین باسرھم حیاۃ کل الارواح فلم یکن لقولہ تعالیٰ ولکن لا تشعرون۔ معنی۔

یعنی اگر آیت کریمہ میں حیات شہید سے صرف زندگی روح مراد ہوتی تو اس میں اُس کی کیا خصوصیت تھی۔ یہ بات تو ہر مُردے کو حاصل ہے۔ اور تمام مسلمان جانتے ہیں کہ سب کی روحیں بعد موت زندہ رہتی ہیں۔ حالانکہ حیاتِ شہداء کی نسبت آیت میں فرمایا تمھیں خبر نہیں۔

یہاں سے اجماع صحابہ ثابت ہوا۔

فصل اوّل:

موت صرف ایک مکان سے دوسرے میں چلا جانا ہے نہ کہ معاذاللہ جماد ہوجانا۔

لہ نقلہ فی شرح الصدور عن الآیۃ ۱۲ منہ ۔

marfat.com

قول (۱) :- امام ابونعیم حلیہ میں بلالؒ بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی کہ اپنے وعظ میں فرماتے :

یا اھل الخلود یا اھل البقاء انکم لم تخلقوا للفناء وانما خلقتم للخلود والابد ولکنکم تنتقلون من دارٍ الی دارٍ۔	اے ہمیشگی والو! اے بقا والو! تم فنا کو شنے دوام وہمیشگی کے لئے بنے ہو۔ ہاں ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہو۔

قول (۲) :- شرح الصدور میں ہے :

قال العلماء الموت لیس بعدم محض ولا فناء صرف وانما ھو انقطاع تعلق الروح بالبدن و مفارقۃ وحیلولۃ بینھما وتبدل حال وانتقال من دارٍ الی دارٍ	علماء نے فرمایا موت کے یہ معنی نہیں کہ آدمی محض نیست ونابود ہوجائے۔ بلکہ وہ تو یہی روح بدن کے تعلق چھوٹنے اور اُن میں حجاب وجدائی ہوجانے اور ایک طرح کی حالت بدلنے اور ایک گھر سے دوسرے گھر چلے جانے کا نام ہے۔

تنبیہ :

تعلق چھوٹنے کے یہ معنی کہ وہ علاقۂ معہودہ جو عالم حیات میں تھا جاتا رہا۔ اور اسی طرح حجاب وجدائی ہوجانے سے یہ مراد کہ ویسا اتصال تام باقی نہیں ورنہ مذہب اہلسنت میں روح کو بعد موت بھی بدن سے ایک تعلق واتصال رہتا ہے۔ جیسا کہ فصول آئندہ کے اقوال کثیرہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قول (۳) :- جامع البرکات میں فرمایا :

"موت عدم محض نیست چنانکہ دہریان وطبعیان گویند بلکہ انتقال است از حالے بحالے واز دارے بدارے"

قول (۴) :- اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا :

لہ تابعی جلیل عابد فاضل ثقہ رجال نسائی وغیرہ سے۔ ۱۲ منہ سلمہ۔

marfat.com

اولیائے خدا نقل کردہ شدند از ایں دارِ فانی بدار بقا و زندہ اند نزد پروردگار خود، و مرزوق اند و خوشحال اند و مردم را ازاں شعور نیست۔

قول (۵): مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:۔

لا فرق لهم فی الحالین ولذا قیل اولیاء الله لا یموتون ولکن ینقلبون من دار الی دار۔	اولیاء کی دونوں حالت حیات و ممات میں اصلا فرق نہیں، اسی لئے کہا گیا کہ وہ مرتے نہیں، بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لیجاتے ہیں، [1]

روایت مناسبہ: امام عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ اپنے رسالہ میں بسند خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابوسعید خراز قدس اللہ سرہ الممتاز سے راوی، کہ میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مُردہ پڑا پایا۔ جب مَیں نے اُس کی طرف نظر کی، مجھے دیکھ کر مُسکرایا، اور کہا:

یا ابا سعید اما علمت ان الاحباء احیاء وان ماتوا وانما ینتقلون من دار الی دار۔	اے ابوسعید، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مَر جائیں، وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں بلائے جاتے ہیں۔

روایت دوم: وہی عالیجناب حضرت سیّدی ابوعلی قدس سرہٗ سے راوی مَیں نے ایک فقیر کو قبر میں اوتارا، جب کفن کھولا اُن کا سر خاک پر رکھ دیا، کہ اللہ انکی غربت پر رحم کرے، فقیر نے آنکھیں کھول دیں، اور مجھ سے فرمایا:

یا ابا علی تذللنی بین یدی من یدللنی۔	اے ابوعلی تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو، جو میرے ناز اُٹھاتا ہے۔

میں نے عرض کی، اے سردار میرے، کیا موت کے بعد زندگی؟ فرمایا:۔

بلی انا حی وکل محب لا نصرنك	میں زندہ ہوں، اور خدا کا ہر پیارا

---

[1] هذه والاربعة بعدها کل ذلك۔ فی شرح الصدور ۱۲ منہ

marfat.com

بجاہی غدًا۔ — زندہ ہے، بیشک وہ وجاہت وعزت جو مجھے روز قیامت ملیگی، اس میں تیری مدد کروں گا۔

روایت سوم: وہی جناب مستطاب حضرت ابرہیم بن شیبان قدس سرہٗ سے راوی، میرا ایک مرید جوان مرگیا، مجھے سخت صدمہ ہوا، نہلانے بیٹھا۔ گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتدا کی، جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کی، میں نے کہا جان پدر! تو سچا ہے مجھی سے غلطی ہوئی۔

روایت چہارم: وہی امام حضرت ابویعقوب سوسی نہرجوری قدس سرہٗ سے راوی، میں نے ایک مرید کو نہلانے کے لیئے تختہ پر لٹایا۔ اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا، میں نے کہا جان پدر! میں جانتا ہوں کہ تو مُردہ نہیں، یہ تو صرف مکان بدلنا ہے لے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔

روایت پنجم: جناب ممدوح انھیں عارف موصوف سے راوی، کہ مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا، پیر ومرشد! میں کل ظہر کے وقت مرجاؤنگا حضرت یہ اشرفی لیں، آدھی میں میرا دفن، آدھی میں میرا کفن کریں، جب دوسرا دن ہوا، اور ظہر کا وقت آیا، مرید مذکور نے آکر طواف کیا، پھر کعبہ سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی۔ میں نے قبر میں اوتارا، آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا موت کے بعد زندگی، کہا:۔ انا حی وکل محب للہ حی (میں زندہ ہوں، اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہے) اس قسم کی صدہا روایات کلمات ائمہ کرام میں مذکور ہیں، ومن لم یجعل اللہ لہٗ نورا فما لہٗ من نور۔

فصل دوم: موت سے روح میں اصلاً تغیر نہیں آتا، اسکے علوم وافعال[1]

[1] امام سیوطی شرح الصدور میں مذہب اہل سنت کتاب الروح سے یوں نقل فرماتے ہیں: ان الروح ذات قائمۃ بنفسہا تصعد وتنزل وتتصل وتنفصل وتذہب وتجی وتتحرک وتسکن وعلی ذلک اکثر من مائۃ دلیل مقررۃ۔ یعنی روح ایک مستقل ذات ہے، کہ چڑھتی اُترتی، ملتی جدا ہوتی، آتی جاتی حرکت کرتی، ساکن ہوتی ہے، اور اس پر سو سے زیادہ دلائل ثابت ہیں ۱۲ منہ

بدستور رہتے ہیں، بلکہ زیادہ ہو جاتے ہیں، پھر جمادیت کیسی اور اثبات تخصیص ادراک ذمہ مخصص۔

قول (۶) : امام سبکی شفاء السقام شریف میں فرماتے ہیں :۔

النفس باقیة بعد موت البدن عالمة باتفاق المسلمین بل غیر المسلمین من الفلاسفة وغیرھم ممن یقول ببقاء النفوس یقولون بالعلم بعد الموت ولم یخالف فی بقاء النفوس الا من لا یعتد بہ اھ ملتقطا۔

یعنی مسلمانوں کا اجماع ہے کہ روح بعد مرگ باقی اور علم وادراک رکھتی ہے، بلکہ فلاسفہ وغیرہم کفار بھی جو بقائے ارواح کے قائل ہیں وہ بھی موت کے بعد علم مانتے ہیں، اور بقائے روح میں کسی نے خلاف نہ کیا۔ مگر ایسوں نے جو کسی گنتی اور شمار میں نہیں ہیں۔

قول (۷) : تفسیر بیضاوی میں ہے :۔

فیھا دلالة علی ان الارواح جواھر قائمة بانفسھا مغایرة لما یحس بہ من البدن تبقی بعد الموت دراکة وعلیہ جمھور الصحابة والتابعین وبہ نطقت الآیات والسنن۔

یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ روحیں جوہر قائم بالذات ہیں، یہ بدن جو نظر آتا ہے، اس کے سوا اور چیز ہیں، موت کے بعد اپنے اسی جوش ادراک پر رہتی ہیں۔ جمہور صحابہ وتابعین کا یہی مذہب ہے۔ اور اسی پر آیات واحادیث ناطق ہے۔

قول (۸) :۔ امام غزالی احیا میں فرماتے ہیں :۔

لا تظن ان العلم یفارقك بالموت فالموت لا یھدم محل العلم اصلا ولیس الموت عدما

یہ گمان نہ کرنا کہ موت سے تیرا علم تجھ سے جدا ہو جائے گا، کہ موت محل علم یعنی روح کا تو کچھ نہیں بگاڑتی، نہ وہ

marfat.com

محضاً حق تظن انك اذا علمت عدمت صفتك۔

نیست و نابود ہو جانیکا نام ہے، کہ تو سمجھے جب تو نہ رہا تیرا وصف یعنی علم و ادراک بھی نہ رہا۔

قول (۹ و ۱۰) : امام نسفی عمدۃ الاعتقاد پھر علامہ نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں :۔

الروح لا یتغیر بالموت۔

مرنے سے روح میں کچھ تغیر نہیں آتا۔

قول (۱۱): علامہ تورپشتی فرماتے ہیں :۔

الروح الانسانیۃ متمیزۃ مخصوصۃ بالادراکات بعد مفارقۃ البدن۔

فراق بدن کے بعد بھی روح انسانی متمیز و مخصوص بہ ادراکات ہے، نقلہ المناوی۔

قول (۱۲) علامہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں ہے :۔

الموت لیس بعدم محض والشعور باق حتی بعد الدفن

موت بالکل عدم نہیں، اور شعور باقی ہے یہانتک کہ بعد دفن بھی۔

قول (۱۳) : اُسی میں ہے :۔

ان الروح اذا انخلعت من ھذا الھیکل وانفکت من القیود بالموت تجول الی حیث شاءت۔

بے شک روح جب اس قالب سے جدا اور موت کے باعث قیدوں سے رہا ہوتی ہے، جہاں چاہتی ہے جولان کرتی ہے۔

قول (۱۴) : شرح الصدور میں منقول کہ دلائل قرآن و حدیث لکھ کر کہا:

فصح ان الارواح اجسام حاملۃ لاعراضھا من التعارف والتناکر وانھا عارفۃ متمیزۃ۔

ان سے ثابت ہوا کہ روحیں اجسام ہیں۔ اپنے اوصاف شناخت و ناشناخت وغیرہ کی حامل جو بذات خود ادراک و تمیز رکھتی ہیں۔

marfat.com

یہاں وہ تقریر یاد کرنی چاہیئے جو زیر حدیث دوم گذری۔

قول (۱۵): مقاصد و شرح مقاصد علامہ تفتازانی میں ہے:۔

عند المعتزلة وغيرهم البنية المخصوصة شرط في الادراك فعند هم لا يبقى ادراك الجزئيات عند فقد الآلات وعند نا يبقى وهو الظاهر من قواعد الاسلام۔	معتزلہ وغیرہم کے مذہب میں یہ بدن شرط ادراک ہے، تو اُنکے نزدیک جب اُس کے آلات نہ رہے ادراک جزئیات بھی نہ رہا۔ اور ہم اہلسنت و جماعت کے مذہب میں باقی رہتا ہے، اور یہی ظاہر ہے قواعد دین اسلام سے۔

قول (۱۶): لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:۔

سببية الحواس للاحساس والادراك عادية كما تقرر في المذهب اما العلم فبالروح وهو باق اهم ملتقطا۔	حواس کا سبب احساس و ادراک ہونا ایک امر عادی ہے، جیسا کہ مذہب اہل سُنت میں ثابت ہو چکا۔ اور علم تو رُوح سے ہے وہ باقی ہے۔

قول (۱۷): امام سیوطی فرماتے ہیں:۔

ذهب اهل الملل من المسلمين وغيرهم الى ان الروح يبقى بعد موت البدن وخالف فيه الفلاسفة دليلنا ما تقدم من الايات والاحاديث فى بقائها و تصرفها الخ۔	تمام اہل ملت مسلمین اور ان کے سوا سب کا یہی مذہب ہے، کہ روحیں بعد موت بدن باقی رہتی ہیں۔ ہاں فلاسفہ یعنی بعض مدعیان حکمت نے اسمیں خلاف کیا۔ ہماری دلیل وہ آیتیں حدیثیں جن سے ثابت ہے کہ روح بعد موت باقی رہتی اور تصرفات کرتی ہے۔

marfat.com

قول (۱۸) : ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے :۔

قد انکر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض محتجین بان المیت جماد لا حیاۃ لہٗ ولا ادراک الخ ۔

بعض معتزلہ اور روافض عذاب قبر سے منکر ہو گئے یہ حجت لاکر کہ مردہ جماد ہے، نہ اُس کیلئے حیات ہے نہ ادراک ۔

قول (۱۹) : کشف الغطا مستند مولوی اسحٰق دہلوی میں ہے :۔

مذہب معتزلہ آں است کہ گویند میت جماد محض است ۔

قول (۲۰) : اسی میں ہے :۔

فرقے نیست در ارواح کاملان در حین حیات و بعد از ممات مگر بترقی کمال

فصل سوم :۔

ان تصریحوں میں کہ اموات کے علم و ادراک دنیا و اہل دنیا کو بھی شامل ہیں

قول (۲۱) : امام جلال الدین سیوطیؒ رسالہ منظومہ انیس الغریب میں فرماتے ہیں :۔

یعرف من یغسلہ و یحمل، ویلبس الاکفان ومن ینزل،

مردہ اپنے نہلانے والے اُٹھانے والے کفن پہنانے والے اور قبر میں اتارنے والے سب کو پہچانتا ہے ۔

قول (۲۲ تا ۲۴) : امام ابن الحاج مدخل اور امام قسطلانی مواہب اور علامہ زرقانی شرح میں تقریراً فرماتے ہیں :۔

واللفظ لاحمد من اتصل الی عالم البرزخ من المؤمنین یعلم احوال الاحیاء غالبًا وقد وقع کثیر من ذلک کما ھو مسطور فی مظنۃ ذلک من الکتب

جو مسلمان برزخ میں ہیں اکثر احوال احیاء پر علم رکھتے ہیں، اور یہ امر بکثرت واقع ہے، جیسا کہ کتابوں میں اپنے محل پر مذکور ہے ۔

marfat.com

قول (۲۵) : اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں علم وادراک موتیٰ کی تحقیق وتفصیل لکھ کر فرماتے ہیں :۔

بالجملہ کتاب وسنت مملو ومشحون اند باخبار وآثار کہ دلالت میکند بروجود علم موتیٰ بدنیا واہل آن پس منکر نشود آں را مگر جاہل باخبار ومنکر دین۔

فصل چہارم :۔ (اموات سے حیا کرنے میں)

قول (۲۶) :۔ ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں سلیم بن عمیر سے راوی وہ ایک مقبرہ پر گذرے، پیشاب کی حاجت سخت تھی، کسی نے کہا یہاں اُتر کے قضائے حاجت کر لیجے، فرمایا :۔

سُبحٰن اللہ واللہ انی لاستحیی من الاموات کما استحیی من الاحیاء۔	سبحٰن اللہ! خدا کی قسم میں مُردوں سے ایسی ہی شرم کرتا ہوں، جیسی کہ زندوں سے۔

قول (۲۷) : جب سیدنا امام شافعی مزار فائض الانوار حضرت امام اعظم پر تشریف لے گئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعن اتباعہما نماز صبح میں قنوت نہ پڑھی لوگوں نے سبب پوچھا، فرمایا :۔

کیف اقنت بحضرۃ الامام وھولا یقول بہ۔	مَیں امام کے سامنے کیونکر قنوت پڑھوں حالانکہ وہ اُس کے قائل نہیں۔

ذکرہ سیّدی علی الخواص والامام الشعرانی فی المیزان ونحوہ العلامۃ ابن حجر المکّی فی الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان فی اولہا واعادہ فی اٰخرہا عن بعض شراح منہاج الامام النووی وعن غیرہ ونحوہ فی عقود الجمان فی مناقب النعمان عن شیخ شیوخہ الامام الزاہد لولی شہاب الدّین شارح المنہاج۔ بعض روایات میں آیا، بسم اللہ شریف بھی جہر سے نہ پڑھی، نقلہ الفاضل الشامی

marfat.com

فی ردالمحتار عن بعض العلماء وکذا الامام ابن حجر فی الخیرات الحسان بعض میں ہے، تکبیرات انتقال میں رفع یدین نہ فرمایا، سبب دریافت ہوا جواب دیا:۔

ادبنا مع ھذا الامام اکثر من ان نظھر خلافہ بحضرتہ	اس امام کے ساتھ ہمارا ادب اس سے زائد ہے کہ انکے حضور اُن کا خلاف ظاہر کریں

ذکرہ علی القاری فی المرقاۃ شرح لباب میں خاص بلفظ استحیا نقل کیا کہ امام شافعی نے فرمایا:۔

استحیی ان اخالف مذھب الامام فی حضورہ۔	مجھے شرم آتی ہے، کہ امام کے سامنے اُنکے مذہب کے خلاف کروں۔

ذکرہ فی باب الزیارۃ النبویۃ فصل المقام بالمدینۃ المنورۃ

سُبحان اللہ اگر اموات دیکھتے سنتے نہیں، تو جہر واخفاء یا رافع وترک، یا مکث قنوت وتعجیل سجود میں کیا فارق تھا، للہ انصاف اگر بنائے قبر حجاب مانع ہو، تو امام ہمام کا سامنا کہاں تھا، اور اس ادب کے لحاظ کا کیا باعث ہوا۔

قول (۲۸ تا ۳۱): علامہ فضل اللہ بن غوری حنفی وغیرہ ایک جماعت علماء نے تصریح فرمائی، کہ زیارت بقیع شریف میں قبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ابتدا کرے کہ پہلے وہی ملتا ہے، تو بے سلام کے وہاں سے گذر جانا بہت بے ادبی ہے، اسی طرح اس بقعۂ پاک میں جو مزار پہلے آتا جائے اُس پر سلام عرض کرتا جائے، کہ جو ذرا بھی عزت وعظمت رکھتا ہے اُس کے سامنے سے بے سلام چلے جانا مروّت وادب سے بعید ہے۔

مولانا علی قاری نے شرح لباب میں اسے نقل فرما کر مسلّم رکھا۔ شیخ محقق نے جذب القلوب میں بعض دیگر علماء سے اسکی تحسین نقل کی کہ یہ ایک عمدہ مقصد ہے جس کے ساتھ افضل واشرف کی رعایت نہ کرنی کچھ مضائقہ نہیں، مسلک منقسط میں ہے:۔

marfat.com

ذکر العلامۃ فضل اللہ بن الغوری من اصحابنا ان البدأۃ
بقبۃ العباس والختم بصفیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اولی لان
مشہد العباس اوّل ما یلقی الخارج من البلد عن یمینہ
فمجاوزتہ من غیر سلام علیہ جفوۃ فاذا سلم علیہ وسلم
علی من یمرّ بہ اولا فیختم بصفیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فی رجوعہ کما صرح بہ ایضًا کثیر من مشائخنا الخ

تاریخ مدینہ میں ہے:۔

متاخرین علماء اختلاف کردہ اند کہ ابتدا بزیارت کہ کند طائفۂ بر اند
کہ ابتداء بزیارت حضرت عباس کند و ہر کہ بافے در یک قبہ آسودہ اند
از ائمۂ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین زیرا کہ اسہل واقرب است
واز پیش ایشاں در گذشتن و بزیارت دیگراں متوجہ شدن،
نوعی از جفا و سوئے ادب باشد الخ

اسی میں ہے:۔

محصل کلام بعضے از علماء آنست کہ ابتداء از قبۂ عباس کند رضی اللہ
تعالیٰ عنہ وعمن معہ بعد ازاں ہر کہ پیش آید زیرا کہ ہر کرا ادنیٰ جلالت
شان بود بے سلام از پیش وے گذشتن و جائی دیگر رفتن از عالم
مروت و حفظ طریقہ ادب بغایت دور است۔

قال بعضہم وھو مقصد صالح لا یضر معہ عدم رعایۃ الافضل
والاشرف الخ

فصلِ پنجم:۔ (افعال احیائے تأذی اموات میں)

قول (۳۲ تا ۳۴): مراقی الفلاح میں فرمایا:۔

اخبرنی شیخی العلامۃ محمد بن احمد الحموی حنفی رحمہ اللہ

مجھے میرے استاذ علامہ[۳۳] محمد بن احمد حنفی رحمہ اللہ نے خبر دی کہ جوتی کی پہچل

marfat.com

تعالیٰ یا نھم یتأذون بخفق النعال۔

سے مردے کو ایذا ہوتی ہے، علامہ طحطاوی[۲۳] نے اس پر تقریر فرمائی۔

قول (۳۵): حدیث میں جو قبر پر تکیہ لگانے سے ممانعت فرمائی، اور اسے ایذائے میت ارشاد ہوا، جیسا کہ حدیث ۲۵ میں گذرا شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ اُس پر شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں:۔

شائد کہ مراد آنست کہ روح وی ناخوش میدارد و راضی نیست بتکیہ کردن برقبر وے از جہت تضمن وی اہانت و استخفاف را بوے واللہ اعلم

قول (۳۶ و ۳۷): عارف باللہ حکیم ترمذی پھر علامہ نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں:۔

معناہ ان الارواح تعلم بترک اقامۃ الحرمۃ والاستھانۃ فتأذی بذلک۔

اس کے یہ معنی ہیں کہ روحیں جان لیتی ہیں، کہ اُس نے ہماری تعظیم میں قصور کیا، لہٰذا ایذا پاتی ہیں۔

قول (۳۸ و ۳۹): حاشیہ طحطاوی ورد المحتار وغیرہما میں ہے، مقابر میں پیشاب کرنے کو نہ بیٹھے۔

لان المیت یتأذی بما یتأذی بہ الحی۔

اس لیے کہ جس سے زندوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے مردے بھی ایذا پاتے ہیں

اقول: بلکہ دیلمی نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کلیہ کی تصریح روایت کی، کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

المیت یؤذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہ۔

میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی تھی، قبر میں بھی اس سے اذیت پاتا ہے۔

قول (۴۰ و ۴۱) حدیث ۲۶ کے نیچے اشعہ میں امام ابوعمر عبدالبر سے نقل کیا:۔

marfat.com

ازینجا مستفاد میگردد کہ میت متألم می گردد بمام آنچہ متالم میگردد بداں حی ولازم این است کہ متلذذ گردد بتمام آنچہ متلذذ مے شود بداں زندہ۔

تذییل: مسئلہ ہے کہ دارالحرب کے جن جانوروں کو اپنے ساتھ لانا دشوار ہو، اُنہیں زندہ نہ چھوڑیں، کہ اُسمیں حربیوں کا نفع ہے، نہ کونچیں کاٹیں کہ اس میں جانور کی ایذا ہے، بلکہ ذبح کرکے جلا دیں، تاکہ وہ اُن کے گوشت سے بھی انتفاع نہ کرسکیں۔ درمختار میں ہے:۔

حرم عقر دابۃ شق نقلہا الی دارنا فندبح ونحرو بعدہٗ اولا یعذب بالنار الاربہا۔

اس پر علامہ حلبی محشی درمختار نے شبہ کیا کہ یہاں سے لازم کہ مُردے کے جسم کو جو صدمہ پہنچائیں اس سے اسے تکلیف نہ ہو، حالانکہ حدیث میں اس کا خلاف وارد ہے، علامہ طحطاوی وعلامہ شامی نے جواب دیا کہ یہ بات بنی آدم کے ساتھ خاص ہے کہ وہ اپنی قبور میں ثواب و عذاب پاتے ہیں، تو اُن کی ارواح کو ابدان سے ایسا تعلق رہتا ہے، جس کے سبب ادراک واحساس ہوتا ہے، جانوروں میں یہ بات نہیں، ورنہ اُن کی ہڈی وغیرہ سے انتفاع نہ کیا جاتا۔ ردالمحتار میں ہے:۔

اورد المحشی علی جواز احراقہا بعد الذبح انہ یقتضی ان المیت لا یتالم مع انہ ورد انہ یتألم بکسر عظمہ قلت قد یجاب بان ھذا خاص ببنی آدم لانہم یتنعمون ویعذبون فی قبورھم بخلاف غیرھم من الحیوانات و الا لزم ان لا ینتفع بعظمہا ونحوہ ثم رایت ط ذکر نحوہ انتھی

اقول: تخصیص بنی آدم باضافت حیوانات مراد ہے، ورنہ جن بھی بعد موت ادراک رکھتے ہیں، (کما یأتی فی القول ۱۹) اور خود عذاب وثواب سے علامہ کی تعلیل اس پر دلیل ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

فصل ششم :-

ملاقاتِ احیاء وذکر خدا سے اموات کا جی بہلتا ہے۔

قول (۴۲) : امام سیوطی نے انیس الغریب میں فرمایا :- ع

ویانسون ان اتی المقابرا - (جب زائر مقابر پر آتے ہیں، مُردے اُن سے انس حاصل کرتے ہیں)

قول (۴۳) : امام اجل نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اقسام زیارت میں فرمایا، ایک قسم زیارت اس غرض سے ہے کہ مقابر پر جانے سے اموات کا دل بہلائیں کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے۔ وسیأتی نقله فی النوع الثانی، انشاء اللہ تعالیٰ

قول (۴۴) : جذب القلوب میں فرمایا :-

زیارت گاہے از جہت ادائے حق اہل قبور باشد در حدیث آمدہ مانوس ترین حالتے کہ میت را بود در وقتیست کہ یکے از آشنایاں او زیارت قبر او کند واحادیث دریں باب بسیار است۔

قول (۴۵ و ۴۶) :- فتاوٰی قاضیخاں، پھر فتاوٰی عالمگیری میں ہے :-

ان قرأ القرآن عند القبور	مقابر کے پاس قرآن پڑھنے سے اگر
نوی بذلك ان یونسہ صوت	یہ نیت ہو، کہ قرآن کی آواز سے مُردے
القرآن فانه یقرء۔	کا جی بہلائے تو بیشک پڑھے۔

قول (۴۷ تا ۴۹) :- ردالمحتار میں غنیہ شرح منیہ سے اور طحطاوی حاشیۂ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں تلقین میت کے مفید ہونے میں فرمایا :-

ان المیّت یستانس بالذکر	بیشک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مردے
علیٰ ما ورد فی الاثار۔	کا جی بہلتا ہے، جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے

قول (۵۰ تا ۵۸) : امام قاضیخاں فتاوٰی خانیہ شرنبلالی[۵۱] نور الایضاح ومراقی الفلاح وامداد الفتاح پھر علامہ ابو السعود[۵۲] وفاضل طحطاوی[۵۳] حاشیۂ مراقی میں استناداً وتقریراً اور شامی[۵۴] حاشیۂ درمیں استناداً اور خزانۃ[۵۵] الروایات فتاوٰی کبرٰی سے اور امام[۵۶] بزازی فتاوٰی بزازیہ اور شیخ الاسلام[۵۷] کشف الغطاء میں

marfat.com

اوران کے سوا اور علماء فرماتے ہیں:۔

واللفظ للخانیۃ یکرہ قطع	چرب گیاہ سبز کا مقبرہ سے کاٹنا
الحطب والحشیش من	مکروہ ہے، اور خشک ہو، تو مضائقہ
المقبرۃ فان کان یابسًا	نہیں، کہ وہ جب تک تر رہتی ہے
لا بأس بہ لانہ ما دام	تسبیح خدا کرتی ہے، اور اس سے
رطبًا یسبح فیونس المیت	میت کا جی بہلتا ہے۔

علامہ شامی نے اس حدیث سے مدلل کرکے فرمایا کہ اس بنا پر مطلقًا کراہت ہے، اگرچہ خود رو ہو کہ قطع میں حق میت کا ضائع کرنا ہے۔

تنبیہ:۔ فقیر کہتا ہے، غفر اللہ تعالیٰ لہ علماء کی ان عبارات اور ان چار قول آئندہ و دیگر تصریحات رخشندہ سے دو جلیل فائدے حاصل ہیں۔

اولًا نباتات وجمادات وتمام اجزائے عالم میں ہر ایک کے موافق ایک حیات ہے کہ اسکی بقا تک ہر شجر وحجر زبانِ قال سے اس ربّ اکبر جل جلالہ کی پاکی بولتا ہے، اور سبحان اللہ سبحان اللہ یا اس کے مثل اور کلمات تسبیح الٰہی کہتا ہے نہ کہ ان میں صرف زبان حال ہے، جیسا کہ ظاہر بینی کا مقال ہے کہ اس تقدیر پر تر و خشک میں تفرقہ محض بے معنی تھا۔ کما لا یخفیٰ اور آیۃ کریمہ: وان من شیٔ الا یسبح بحمدہٖ خود اس پر برہان قاطع کہ اُس میں فرمایا:۔

ولکن لا تفقھون تسبیحھم	تم اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

ظاہر ہے کہ تسبیح حالی تو ہر عاقل سمجھتا ہے، یہاں تک کہ شعراء بھی کہہ گئے ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روید	وحدہٗ لا شریک لہ گوید

اور خود مذہب اہل سنت میں مقرر ہو چکا، کہ تمام ذرات عالم کیلئے ایک نوع علم

لہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے باب فصل الاذان میں ہے:۔ الصحیح ان للجمادات والنباتات والحیوانات علما وادراکا وتسبیحا قال البغوی وھذا مذھب اھلسنت وتدل علیہ الاخبار والاثار ویشھد لہ مکاشفۃ اھل المشاھدۃ والاسرار التی ھی کالانوار والمعتمد فی المعتقد ان شھادۃ الاعضاء بلسان القال وما ورد عن الشارع یحمل علی ظاھرہ مالم یصرف عنہ صارف۔

وادراک وسمع وبصر حاصل ہے مولوی معنوی قدس سرہ نے مثنوی شریف میں اس مضمون کو خوب مشرح ادا فرمایا اور اس پر قرآن و حدیث کے صدہا نصوص ناطق جنہیں جمع کروں تو ان شاء اللہ تعالیٰ پانسو سے کم نہ ہوں گے ان سب کو بلا وجہ ظاہر سے پھیر کر تاویل کرنا قانون عقل و نقل سے خروج بلکہ صراحۃً سفاہات مبتدعین میں ولوج ہے خصوصًا وہ نصوص جو صریح مفسر ہیں کہ تاویل کی گنجائش ہی نہیں رکھتے مقام اجنبی نہ ہوتا تو میں اس مسئلہ کا قدرے ایضاح کرتا۔

ثانیًا:۔ اقوال مذکورہ سے یہ بھی منشئہ ثبوت پر جلوہ گر ہوا کہ اہل قبور کی قوت سامعہ اس درجہ تیز و صاف و قوی تر ہے کہ نباتات کی تسبیح جسے اکثر احیا نہیں سنتے وہ بلا تکلف سنتے اور اُس سے انس حاصل کرتے ہیں پھر انسان کا کلام تو واضح و اظہر ہے واللہ تعالیٰ الہادی۔

قول (۵۹ تا ۶۲) مجمع البرکات میں مطالب المومنین سے اور کنز العباد و فتاوی غرائب وغیرہا میں ہے:۔

وضع الورد والریاحین علی القبور حسن لانہ مادام	گلاب وغیرہ کے پھول قبروں پر ڈالنا خوب ہے کہ وہ جب تک تازہ رہیں گے

---

۵۱ فقیر نے اپنے فتاوے میں ان سے ایک جملہ صالحہ ذکر کیا اور صدہا کا پتہ دیا وباللہ التوفیق آمین

۵۲ مثلاً وہ حدیثیں جن میں صاف ارشاد ہوا کہ نہ کوئی جانور شکار کیا جائے نہ کوئی پیڑ کاٹا جائے جب تک تسبیح الٰہی میں غفلت نہ کرے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما صید صید ولا قطعت شجرۃ الا بتضییع التسبیح رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ بسند حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو الشیخ نے روایت کی ما اخذ طائر ولا حوت الا بتضییع التسبیح اسحاق بن راہویہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ان کے پاس ایک زاغ لایا گیا جس کے شہپر سالم و کامل تھے دیکھ کر فرمایا میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا الصید صید ولا

marfat.com

رطبًا یسبح ویکون للمیت انس بتسبیحہ۔	تسبیح الٰہی کریں گے تسبیح سے میت کو انس حاصل ہوگا۔

فائدہ:۔ مطالب المومنین و جامع البرکات دونوں کتب مستندۂ مخالفین سے ہیں اس سے مولوی اسحاق نے مائۃ مسائل میں اور اس سے متکلم قنوجی وغیرہ نے استناد کیا۔

فصل ہفتم:۔ وہ اپنے زائروں کو دیکھتے پہچانتے اور ان کی زیارت پر مطلع ہوتے ہیں۔

قول (۶۳ و ۶۴):۔ مولٰینا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مسلک متقسط شرح منسک متوسط پھر فاضل ابن عابدین حاشیہ شرح تنویر میں فرماتے ہیں:۔

من اداب الزیارۃ ما قالوا من انہٗ یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل رأسہ لانہ اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانہ یکون مقابل بصرہ۔	زیارت قبور کے ادب سے ایک بات یہ ہے جو علما نے فرمائی کہ زیارت کو قبر کے پائینتی سے جائے نہ سرہانے سے کہ اس میں میت کی نگاہ کو مشقت ہوگی (یعنی سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا) اور پائینتی سے جائے گا تو اس کی نظر کے خاص سامنے ہوگا۔

قول (۶۵) مدخل میں فرمایا:۔

کفٰی فی ھٰذا بیانًا قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام المؤمن ینظر بنور اللہ وقولہ اللہ لا یحجبہ شیٔ ھٰذا فی حق الاحیاء من المؤمنین فکیف	اس امر کے ثبوت میں کہ اہل قبور کو احوال احیا پر علم و شعور ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا بس ہے کہ مسلمان خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور خدا کے نور کو کوئی چیز پردہ نہیں ہوتی جب

marfat.com

من کان منھمر فی الدار الاخرۃ۔ — زندگی دنیا کا یہ حال ہے تو ان کا کیا پوچھنا جو آخرت کے گھر یعنی برزخ میں ہیں۔

قول (۶۶) شیخ محقق جذب القلوب میں امام علامہ صدرالدین قونوی سے نقل فرماتے ہیں:۔

"درمیان قبور سائر مومنین و ارواح ایشاں نسبت خاصی است مستمر کہ بداں زائران را می شناسند و سلام بر ایشان می کنند بدلیل استجاب زیارت در جمیع اوقات۔

شیخ فرماتے ہیں علامہ ممدوح نے بہت احادیث سے اس معنی کو ثابت کیا۔

قول (۶۷):۔ انیس الغریب میں فرمایا ع

ویعرفون من اتاھم زائرا :۔

جو زیارت کو آتا ہے مردے اسے پہچانتے ہیں

قول (۶۸) تیسیر میں ہے:۔

الشعور باق حتی بعد الدفن حتی انہ یعرف زائرہ۔ — شعور باقی ہے یہاں تک کہ بعد دفن بھی یہاں تک کہ اپنے زائر کو پہچانتا ہے

قول (۶۹) لمعات و اشعۃ اللمعات و جامع البرکات میں ہے و اللفظ للوسطی:۔

"در روایات آمدہ است کہ دادہ میشود برائے میت روز جمعہ علم و ادراک بیشتر از انچہ داد، میشود در روزہائے دیگر تا آنکہ می شناسد زائر را بیشتر از روز دیگر۔

شرح سفر السعادۃ میں مفصل و منقح تر فرمایا:۔

"کہ خاصیت سی ام آنکہ روز جمعہ ارواح مومناں بقبور خویش نزدیک میشود نزدیک شدن معنوی و تعلق و اتصال روحانی نظیر و

مشابۂ اتصالی کہ ببدن دارد دو زائران راکہ نزدیک قبر می آیند می شناسد
و خود ہمیشہ می شناسند ولیکن دریں روز شناختن زیادت بہ
شناخت سائر ایام است از جہت نزدیک شدن بقبور لابد شناخت
از نزدیک بیشتر و قوی تر باشد از شناختِ دور رود در بعض روایات
آمدکہ ایں شناخت در اول روز بیشتر است از آخر آں ولہٰذا زیارت
قبور درین وقت مستحب تر است و عادت در حرمین شریفین ہمین است۔

اقول:۔ ولا عطر بعد عروس۔

قول (۱۰ و ۱۱):۔ شیخ و شیخ الاسلام نے فرمایا واللفظ للشیخ فی جامع البرکات:۔
"تحقیق ثابت شدہ است بآیات و احادیث کہ روح باقی
است و او را علم و شعور بزائران و احوال ایشاں ثابت است و
ایں امر یست مقرر در دین۔

قول (۱۲) تیسیر میں زیر حدیث من زار قبر ابویہ نقل فرمایا:۔

ھذا نص فی ان المیت	یہ حدیث نص ہے اس بات میں
یشعر بمن یزورہ والا لما	کہ مردہ زائر پر مطلع ہوتا ہے ورنہ
صح تسمیتہ زائرا واذا	اسے زائر کہنا صحیح نہ ہوتا کہ جس کی
لم یعلم المزور بزیارۃ	ملاقات کو جائیے جب اسے خبر
من زارہ لم یصح ان یقال	ہی نہ ہو تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس
زارہ ھذا ھو المعقول	سے ملاقات کی تمام عالم اس لفظ
عند جمیع الامم۔	سے یہی معنی سمجھتا ہے۔

قول (۱۳ و ۱۴):۔ اشعۃ اللمعات آخر باب الجنائز میں شرح مشکوٰۃ امام ابن حجر مکی سے زیر حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ آغاز نوع دوم مقصد دوم میں گزری نقل فرمایا:۔

"دریں حدیث دلیل واضح ست بر حیات ست و علم وی و آنکہ

marfat.com

واجب است احترام میت نزد زیارت وی خصوصاً صالحان مراعات ادب بر قدر مراتب ایشاں چنانکہ در حالتِ حیات ایشاں۔

پھر کتاب الجہاد لمعات میں اسے ذکر کر کے لکھا:۔

ھل ھذا الا اثبات العلم والادراک۔	یہ اگر میت کے لیے علم و ادراک ثابت کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

فصل ہشتم:۔ وہ اپنے زائروں سے کلام[1] کرتے اور ان کے سلام و کلام کا جواب دیتے ہیں۔

قول (۷۵ تا ۷۸) امام یافعی[75] پھر امام سیوطی[76] امام محب الدین طبری[77] شارح تنبیہ سے ناقل ہیں امام اسمٰعیل حضرمی[78] کے ساتھ مقبرہ نہ بیدہ میں تھا:۔

فقال لی یا محب الدین اتؤمن بکلام الموتی قلت نعم فقال ان صاحب ھذا القبر یقول لی انا من حشو الجنۃ۔	انہوں نے فرمایا اے محب الدین آپ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مردے کلام کرتے ہیں میں نے کہا ہاں کہا اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں جنت کی بھرتی سے ہوں۔

تنبیہ:۔ اس روایت کے لانے سے یہ غرض نہیں کہ اس میت نے امام اسمٰعیل سے کلام کیا کہ ایسی روایات تو صدہا ہیں اور ہم پہلے کہہ آئے کہ وقائع جزئیہ شمار نہ کریں گے بلکہ محل استدلال یہ ہے کہ وہ دونوں امام احیا سے اموات کے کلام کرنے پر اعتقاد رکھتے تھے اور ان دونوں اماموں نے اسے باستناد[2] نقل فرمایا۔

تذییل:۔ امام یافعی امام سیوطی انہیں اسمٰعیل قدس سرہ الجلیل سے حاکی بعض مقابر یمن پر ان کا گزر ہوا بشدت روئے اور سخت مغموم ہوئے پھر کھل کھلا

---

[1] تنبیہ جواب سلام کا ایک قول فصل ہفتم میں علامہ قونوی سے گزرا ۱۲ منہ۔

marfat.com

کر ہنسے اور نہایت شاد ہوئے کسی نے سبب پوچھا فرمایا میں نے اس مقبرہ والوں کو عذاب قبر میں دیکھا رویا اور جناب الٰہی سے گڑگڑا کر عرض کی حکم ہوا:۔

قد شفعناك فيهم۔ ہم نے تیری شفاعت ان کے حق میں قبول فرمائی۔

اس پر قبر والی مجھ سے بولی:۔

وانا معهم يا فقيه اسمٰعيل انا فلان المغنية۔ مولانا اسمٰعیل میں بھی انہیں میں ہوں فلانی گانے والی ہوں

میں نے کہا:۔

وانت معهم؟ تو بھی ان کے ساتھ ہے۔

اس پر مجھے ہنسی آئی۔ اللّٰھم اجعلنا ممن رحمته باولیائك امین

قول (۷۹) زہر الربی شرح سنن نسائی میں نقل فرمایا:۔

ان للروح شانا اخر فتكون فی الرفيق الاعلى وهی متصلة بالبدن بحيث اذا سلم المسلم على صاحبها رد عليه السلام وهی فی مكانها هناك الى ان قال انما ياتی الغلط ههنا من قياس الغائب على الشاهد فيعتقدان الروح من جنس ما يعهد من الاجسام التی اذا اشتغلت مكانا لم يمكن ان تكون فی غيره وهذا غلط محض

روح کی شان جدا ہے یا آنکہ ملاء اعلیٰ میں ہوتی ہے پھر بھی بدن سے ایسی متصل ہے کہ جب سلام کرنے والا سلام کرے جواب دیتی ہے لوگوں کو دھوکا اس میں یوں ہوتا ہے کہ بے دیکھی چیز کو محسوسات پر قیاس کرکے روح کا حال جسم کا سا سمجھتے ہیں کہ جب ایک مکان میں ہو اسی وقت دوسرے میں نہیں ہو سکتی حالانکہ یہ محض غلط ہے۔

قول (۸۰) علامہ زرقانی شرح مواہب میں نقل فرماتے ہیں:۔

رد السلام على المسلم من الانبياء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جواب

marfat.com

حقیقی بالروح والجسد جملة
ومن غیر الانبیاء والشهداء
باتصال الروح بالجسد
اتصالا یحصل بواسطته
التمکن من الرد مع کون
ای واحد لیست فی اجسادهم
وسواء الجمعة وغیرها علی
الاصح لکن لا ما تع من ان
الاتصال فی الجمعة والیومین
المکتنفین به اقوی من الاتصال
فی غیرها من الایام اھ ملخصاً
قول (۸۱و۸۲) شرح الصدور و طحطاوی حاشیۂ مراقی میں نقل فرمایا:۔
الاحادیث والآثار تدل
علی ان الزائر متی جاء علم
به المزور وسمع سلامه و
انس به ورد علیه وھذا عام
فی حق الشهداء وغیرهم
وانه لا توقیت فی ذلك

سلام سے مشرف فرمانا تو حقیقی ہے
کہ روح و بدن دونوں سے ہے اور
انبیاء و شہداء کے سوا اور مومنین میں
یوں ہے کہ ان کی روحیں اگرچہ بدن
میں نہیں تاہم بدن سے ایسا اتصال
رکھتی ہیں جس کے باعث جواب
سلام پر انہیں قدرت ہے اور مذہب
اصح یہ ہے کہ جمعہ وغیرہ سب دن
برابر ہیں ہاں اس کا انکار نہیں کہ
پنجشنبہ و جمعہ و شنبہ میں اور دنوں
کی بہ نسبت اتصال اقوی ہے۔

احادیث و آثار دلیل ہیں کہ جب
زائر آتا ہے مردے کو اس پر علم ہوتا
ہے اس کا سلام سننا اور اس سے
انس کرتا اور اس کو جواب دیتا ہے
اور یہ بات شہدا و غیر شہداء سب میں
عام ہے نہ اس میں کچھ وقت کی خصوصیت[1]
کہ بعض وقت ہو اور بعض وقت نہیں۔

قول (۸۳) بنایہ حاشیہ ہدایہ میں دربارۂ حدیث تلقین موتی فرمایا:۔

---

[1] انہیں امام جلیل نے انیس الغریب میں فرمایا وسلموا رد اعلی المسلم۔ فی ای یوم قالہ ابن القیم۔ مردے سلام کے جواب میں سلام کرتے ہیں کوئی دن ہو جیسا کہ ابن قیم نے تصریح کی ۱۲ منہ۔

marfat.com

عند اهل السنة هٰذا على الحقيقة لانه يجيب على ماجاءت به الآثار۔

اہلسنت کے نزدیک یہ اپنی حقیقت پر ہے اس لیے کہ مردہ تلقین کا جواب دینا ہے جیساکہ احادیث میں آیا۔

فصل نہم:۔ اولیا کی کرامتیں اولیا کے تصرف بعد وصال بھی بدستور ہیں۔

قول (۸۴)۔ امام نووی نے اقسام زیارت میں فرمایا ایک زیارت بغرض حصول برکت ہوتی ہے یہ مزارات[1] اولیا کے لیے سنت ہے اور ان کے لیے برزخ میں تصرفات و برکات بیشمار ہیں وستقف علیٰ ذلك انشاء الله تعالیٰ۔

قول (۸۵و۸۶)۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا تفسیر کردہ است بیضاوی آیۂ کریمہ والنّٰزعٰت غرقًا الآیہ:۔

"رابصفات نفوس فاضلہ در حال مفارقت از بدن کہ کشیدہ میشوند از ابدان و نشاط میکنند بسوی عالم ملکوت و سیاحت میکنند در آن پس سبقت میکنند بحظائر قدس پس میگردند بشرف و قوت از مدبرات۔

قول (۸۷)۔ علامہ نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا:۔

کرامات الاولیاء باقیۃ بعد موتہم ایضًا ومن زعم خلاف ذٰلك فهو جاهل متعصب ولنا رسالة فی خصوص اثبات الکرامة بعد موت الولی اھ ملخصًا

اولیا کی کرامتیں بعد انتقال بھی باقی ہیں جو اس کے خلاف زعم کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے ہم نے ایک رسالہ خاص اسی امر کے ثبوت میں لکھا ہے۔

قول (۸۸و۸۹)۔ شیخ مشایخنا رئیس المدرسین بالبلد الامین مولینا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں:۔

---

[1] ف زیارت گاہی از جہت انتفاع باہل قبور بود چنانچہ در زیارت قبور صالحین، آثار آمدہ ۱۲۔ جذب القلوب۔

marfat.com

قال العلامة الغنیمی وھو خاتمة محققی الحنفیة اذا کان مرجع الکرامات الیٰ قدرة اللہ تعالیٰ کما تقرر فلا فرق بین حیاتھم ومماتھم (الی ان قال) قد اتفقت کلمات علماء الاسلام قاطبة علی ان معجزات نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تنحصر لان منھا ما اجراہ اللہ تعالیٰ ویجریہ لاولیائہ من الکرامات احیاءً واموا تًا الیٰ یوم القیٰمة۔

علامہ غنیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہ محققین حنفیہ کے خاتم ہیں فرمایا جب ثابت ہو چکا کہ مرجع کرامات قدرت الٰہی کی طرف ہے تو اولیا کی حیات و وفات میں کچھ فرق نہیں تمام علمائے اسلام یک زبان فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزے محدود نہیں کہ حضور ہی کے معجزات سے ہیں وہ سب کرامتیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیائے زندہ و مردہ سے جاری کیں اور قیامت تک ان سے جاری فرمائے گا۔

قول (۹۰) اس میں امام شیخ الاسلام شہاب رملی سے منقول:۔

معجزات الانبیاء وکرامات الاولیاء لا تنقطع بموتھم۔

انبیا کے معجزے اور اولیا کی کرامتیں ان کے انتقال سے منقطع نہیں ہوتیں۔

قول (۹۱ و ۹۲) امام ابن الحاج مدخل میں امام ابو عبداللہ بن نعمان کی کتاب مستطاب سفینۃ النجا لاہل الالتجاء فی کرامات الشیخ ابی النجاء سے ناقل:۔

تحقق لذوی البصائر والاعتبار ان زیارة قبور الصالحین محبوبة لاجل التبرک مع الاعتبار فان برکة الصالحین جاریة بعد مماتھم کما کانت فی حیاتھم۔

اہل بصیرت و اعتبار کے نزدیک محقق ہو چکا ہے کہ قبور صالحین کی زیارت بغرض تحصیل برکت و عبرت محبوب ہے کہ ان کی برکتیں جیسے زندگی میں جاری تھیں بعد وصال بھی جاری ہیں۔

marfat.com

قول (۹۳)۔ جامع البرکات میں ارشاد فرمایا:۔

"اولیارا کرامات وتصرفات دراکوان حاصل است وآن نیست مگر ارواح ایشاں راچون ارواح باقی است بعداز ممات نیز باشد۔

قول (۹۴) کشف الغطا میں ہے:۔

"ارواح کمل کہ درحین حیات ایشان بسبب قرب مکانت ومنزلت ازرب العزۃ کرامات وتصرفات وامداد داشتند بعداز ممات چوں بہمان قرب باقیند نیز تصرفات دارند چنانکہ درحین تعلق بجسد داشتند یا بیشتر ازان۔

قول (۹۵ و ۹۶)۔ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:۔

"یکے از مشایخ[1] عظام گفتہ است دیدم چہار کس راز مشایخ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفہائے شان درحیات خود یا بیشتر شیخ معروف وعبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ودو کس[2] دیگر را از اولیاء شمرد ومقصود حصر نیست آنچہ خود دیدہ ویافتہ است گفتہ۔

فصل دہم:۔ الحمدللہ برزخ میں بھی ان کا فیض جاری اور غلاموں کے ساتھ وہی شان امداد ویاری ہے۔

قول (۹۷)۔ امام اجل عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

جمیع الائمۃ المجتہدین — تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی

---

[1] یعنی حضرت سعدی علی قرشی قدس سرہ العزیز کما روی عنہ الامام نورالدین ابوالحسن علی فی بہجۃ الاسرار بسندہ الیہ ۱۲ منہ۔

[2] یعنے حضرت شیخ عقیل منبجی وحضرت حیوۃ بن قیس حرانی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما کما فی البہجۃ ۱۲ منہ۔

marfat.com

یشفعون فی اتباعھم و	شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و برزخ
یلاحظونھم فی شدائدھم	و قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر
فی الدنیا والبرزخ ویوم القیمۃ	نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ صراط سے
حتی یجاوزوا الصراط۔	پار ہو جائیں۔

اسی امام اجل نے اسی کتاب اجمل میں فرمایا:۔

قد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ	ہم نے کتاب الاجوبہ عن الائمۃ الفقہاء
عن ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ	والصوفیہ میں ذکر کیا ہے کہ تمام ائمہ
ان ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ	فقہاء و صوفیہ اپنے اپنے مقلدوں کی
کلھم یشفعون فی مقلدیھم	شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے
ویلاحظون احدھم عند	مقلد کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر
طلوع روحہ وعند سوال منکر	اس سے سوال کو آتے ہیں جب اس کا
ونکیر لہٗ وعند النشر والحشر	حشر ہوتا ہے جب نامۂ اعمال کھلتے
والحساب والمیزان والصراط	ہیں جب حساب لیا جاتا ہے جب
ولا یغفلون عنھم فی موقف	عمل تُلتے ہیں جب صراط پر چلتا ہے
من المواقف ولمامات	غرض ہر حال میں اس کی نگہبانی فرماتے
شیخنا شیخ الاسلام الشیخ	ہیں اور کسی جگہ اس سے غافل نہیں
ناصر الدین اللقانی رأہ	ہوتے ہمارے استاذ شیخ الاسلام
بعض الصالحین فی المنام	امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمہ اللہ
فقال لہٗ ما فعل اللہ	کا جب انتقال ہوا بعض صالحوں نے
بک فقال لما اجلسنی	انہیں خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ
الملکان فی القبر لیسألانی	نے ان کے ساتھ کیا کیا کہا جب منکر نکیر
اتاھم الامام مالک	نے مجھے سوال کے لیے بٹھایا امام
فقال مثل ھذا یحتاج	مالک تشریف لائے اور ان سے فرمایا

marfat.com

الیٰ سوال فی ایمانہ باللہ
ورسولہ تنحیا عنہ
فتنحیا عنی اھ واذا کان
مشائخ الصوفیۃ
یلاحظون انباعھم
ومریدیھم فی جمیع
الاھوال والشدائد
فی الدنیا والاخرۃ
فکیف بائمۃ المذاھب
الذین ھم اوتاد الارض
وارکان الدین وامناء
الشارع صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم علی امتہ
رضی اللہ تعالیٰ اجمعین۔
حسبی من الخیرات ما اعددتہ
دین النبی محمد خیر الوریٰ
وارادتی وعقیدتی ومحبتی

ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے
کہ اس سے خدا و رسول پر ایمان کے بارے
میں سوال کیا جائے الگ ہو اس کے
پاس سے یہ فرماتے ہی نکیرین مجھ سے
الگ ہو گئے اور جب مشائخ کرام
صوفیہ قدست اسرارہم ہر ہول و سختی
کے وقت دنیا و آخرت میں اپنے
پیروؤں اور مریدوں کا لحاظ رکھتے
ہیں تو ان پیشوایانِ مذاہب کا کہنا
ہی کیا ہے جو زمین کی میخیں ہیں اور دین
کے ستون اور شارع صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی امت پر اس کے امین رضی
اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اللہ اکبر اللہ اکبر
وللہ الحمد۔

وی بخاک رضا شدم گفتم
ہمہ روز از غمت بفکر فضول
خبری گو بباز تلخی مرگ
قادریت بکام ما کردند
شیر بودیم و شہدا فزودند

یوم القیمۃ فی رضی الرحمٰن
ثم اعتقادی مذہب النعمان
للشیخ عبد القادر الجیلانی

کہ تو چونی کہ ما چناں شدہ ایم
ہمہ شب در خیال بیدہ ایم
گفت ما جام تلخ کم زدہ ایم
سنیت را گدای میکدہ ایم
ما سراپا حلاوت آمدہ ایم

تنبیہ نبیہ:۔ ہاں مقلدان ائمہ کو خوشی و شادمانی اور ان کے مخالفوں کو

marfat.com

حسرت و پشیمانی مگر حاشا صرف فروع میں تقلید سے متبع نہیں ہوتا پہلے مہم امر عقائد ہے جو اس میں ائمۂ سلف کے خلاف ہو تو یہ کہاں وہ اور کہاں اتباع یوں تو بہتیرے معتزلی حنفیت جتاتے ہیں بعض زیدیہ روافض شافعی کہلاتے ہیں بہت مجسمہ موجہہ حنبلی کہے جاتے پھر کیا ارواح طیبۂ حضرات عالیہ امام اعظم و امام شافعی و امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سے خوش ہوں گے کلا واللہ ان گمراہوں کا انتساب ایسا ہے جیسے روافض اپنے آپ کو امامیہ کہتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے بیزار روح پاک ائمۂ اطہار ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یونہی نجد کے حنبلی ہند کے حنفی جو مخترعانِ مذہب جدید و متبعان قرن طرید ہوئے ہرگز حنبلی و حنفی نہیں بلکہ حَبَلی[1] و حَنَفی[2] ہیں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے قصیدہ اکسیر اعظم[۱۳۰۶] کی شرح مجیر معظم[۱۳۰۳] میں غلامان سرکار قادری کے فضائل اور ان کے لیے جو عظیم امیدیں ہیں لکھ کر گزارش کی:۔

"اما ہوس کارانیکہ نزد ایشاں اتباع ہوائے نفس کمال تصوف در و احکام شرع تمغائے تعرف مناہی و ملاہی موصل الی اللہ و تباہی و دواہی ریاضت ایں راہ روزہا دارند امابر گردن و تمازہا گزارند بر معنی ترک کردن و نہ آنکہ از نہا باکی دارند یا سرے خارند بلکہ فارغ زیند و حسابی ندارند و خود از نہا چہ حکایت و از بدعت چہ شکایت کہ متہوران ایشان ضروریات دین را خلاف کنند و بدعوی اسلام بر عقائد اسلام خندہ زنند من و خدائی من کہ ایناں نہ قادری باشند و نہ چشتی بلکہ غاوری باشند و زشتی ع سایہ شان دور باد ازما در الخ اھ ملخصا

معہذا بالفرض اگر ایک فریق منکرین باعتبار فروع مقلدین سہی تاہم حیب ان کے نزدیک ارواح گزشتگان مثل جماد اور محال امداد اور شرک استمداد تو وہ اس

---

[1] حَبَل بفتحتین بمعنے غضب ۱۲ منہ۔

[2] حنف بفتحتین میل و جور ۱۲ منہ۔

marfat.com

قابل کہاں کہ ارواح ائمہ ان پہ نظر فرمائیں سنت الہیہ ہے کہ منکر کو محروم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے:۔

انا عند ظن عبدی بی۔	میں بندہ سے وہ کرتا ہوں جو بندہ مجھ سے
(رواہ البخاری)	گمان رکھتا ہے۔

جب ان کے گمان میں امداد محال تو ان کے حق میں ایسا ہی ہوگا ع

گر بہ تو حرام است حرامت بادا

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث متواتر میں فرماتے ہیں:۔

شفاعتی یوم القیٰمۃ حقٌ	میری شفاعت روز قیامت حق ہے
فمن لم یؤمن بھا لم یکن	جو اس پہ ایمان نہ لائے گا اس کے
من اھلھا۔	اہل سے نہ ہوگا۔

(رواہ ابن منیع عن زید بن ارقم وبضعۃ عشر من الصحابۃ رضوان اللہ اجمعین اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعتوں سے بہرہ مند فرمائے آمین اللّٰھم آمین۔

قول (۹۸ تا ۱۰۰)۔ امام[۹۸] غزالی قدس سرہ العالی پھر شیخ[۹۹] محقق پھر شیخ[۱۰۰] الاسلام فرماتے ہیں واللفظ لشرح المشکوٰۃ:۔

"حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ میشود بوی در حیات استمداد کردہ میشود بوی بعد از وفات۔

قول (۱۰۱ و ۱۰۲) امام ابن حجر مکی پھر شیخ[۱۰۲] نے شروح مشکوٰۃ میں فرمایا:۔

"صالحاں را مدد بلیغ است زیارت کنندگان خود را باندازہ ادب ایشاں"

قول (۱۰۳)۔ امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہلسنت کے نزدیک علم و ادراک موتی کی تحقیق کر کے فرمایا:۔

ولھذا ینتفع بزیارۃ قبور	اسی لیے قبور اولیا کی زیارت اور

marfat.com

الابرار والاستعانة من نفوس الاخیار۔

ارواح طیبہ سے استعانت نفع دیتی ہے۔

قول (۱۰۴ و ۱۰۵) ۔ردالمحتار میں امام غزالی سے ہے:۔

انھم متفاوتون فی القرب من اللہ تعالیٰ و نفع الزائرین بحسب معارفھم واسرارھم۔

ارواح طیبہ اولیائے کرام کا حال یکساں نہیں بلکہ وہ متفاوت ہیں اللہ سے نزدیک اور زائرین کو نفع دینے میں موافق اپنے معارف واسرار کے

قول (۱۰۶) ۔امام ابن الحاج مکی مدخل فرماتے ہیں:۔

ان کان المیت المزار ممن ترجی برکتہ فیتوسل الیٰ اللہ تعالیٰ بہ یبدء بالتوسل الی اللہ تعالیٰ بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذھو العمدۃ فی التوسل والاصل فی ھذا کلہ والمشرع لہ۔ ثم یتوسل باھل تلک المقابر اعنی بالصالحین منھم فی قضاء حوائجہ ومغفرۃ ذنوبہ ویکثر التوسل بھم الی اللہ تعالیٰ لانہ سبحانہ تعالیٰ اجتباھم وشرفھم وکرمھم فکما نفع بھم فی الدنیا ففی الاخرۃ اکثر فمن اراد

یعنی اگر صاحب مزار ان لوگوں میں ہے جن سے امید برکت کی جاتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ کرے پہلے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کرے کہ حضور ہی توسل میں عمدہ اور ان سب باتوں میں اصل اور توسل کے مشروع فرمانے والے ہیں پھر صالحین اہل قبور سے اپنی حاجت روائی و بخشش گناہ میں توسل اور اس کی تکرار و کثرت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چنا اور فضیلت و کرامت بخشی تو جس طرح دنیا میں ان کی ذات سے نفع پہنچایا یونہی بعد انتقال اس سے زیادہ پہنچائے گا تو جسے

marfat.com

حاجة فليذهب اليهم ويتوسل بهم فانهم الواسطة بين الله تعالىٰ وخلقه وقد تقرر في الشرع وعلم مما لله تعالىٰ بهم من الاعتناء وذلك كثير مشهور وما زال الناس من العُلماء والاكابر كابرًا عن كابر مشرقًا ومغربًا يتبركون بزيارة قبورهم ويجدون بركة ذٰلك حسًا ومعنى اھ ملخصًا۔

کوئی حاجت منظور ہو ان کے مزارات[1] پر حاضر ہو اور ان سے توسل کرے کہ یہی واسطے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی خلق میں اور بیشک شرع میں مقرر و معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کو ان پر کیسی عنایت ہے اور یہ خود بکثرت و شہرت ہے اور ہمیشہ علمائے اکابر خلف و سلف مشرق و مغرب ہیں ان کی زیارت قبور سے تبرک کرتے اور ظاہر و باطن میں اس کی برکتیں پاتے رہے ہیں۔

قول (۱۰۷ تا ۱۰۹)۔ اشعہ میں فرمایا:۔

"سیدی احمد بن زرّوق کہ از اعاظم فقہا و علماء و مشایخ و یار مغرب است گفت روزی شیخ ابو العباس[109] حضرمی از من پرسید امداد حی قوی تر است یا امداد میت قوی تر است من گفتم قوم میگویند کہ امداد حی قوی تر است و من میگویم کہ امداد میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم نظیر آنکہ وی در بساط حق است و در حضرت او ست (قال) و نقل در ہیمعنی ازین طائفہ بیشتر از ان است کہ حصر و احصا کردہ شود و یافتہ نمی شود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح چیزیکہ منافی و مخالف این باشد رد کند این را الخ۔

قول (۱۱۰)۔ اسی میں ہے:۔

---

[1] قصد زیارت مقربان آن درگاہ و منتسبان آنجناب و استفاضۂ خیرات و برکات از ایشاں نماید موجب مزید خیر و زیارت ثواب خواہد بود والسلام ۱۲ منہ جذب القلوب۔

marfat.com

"بسیارے رافیوض وفتوح ازارواح رسیدہ واین طائفہ رادراصطلاح ایشان اویسی خوانند

قول (۱۱۱ و ۱۱۲) شیخ الاسلام امام فخر الدین[۱۱۲] رازی سے ناقل:۔

"چوں می آید زائر نزد قبر حاصل میشود نفس او را تعلقی خاص بقبر چنانچہ نفس صاحب[۱] قبر رادبسبب این دو تعلق حاصل میشود میان ہر دو نفس ملاقات معنوی و علاقہ مخصوص پس اگر نفس مزور قوی تر باشد نفس زائر مستفیض میشود واگر بعکس بود برعکس شود۔

قول (۱۱۳ و ۱۱۴) مولینا جامی قدس سرہ السامی حضرت سیدی امام اجل[۱۱۴] علاؤ الدولہ سمنانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ناقل:۔

"درویشی از شیخ سوال کرد کہ چوں بدن را در خاک ادراک نیست و در عالم ارواح حجاب نیست چرا احتیاج است بسر خاک رفتن چہ در ہر مقامیکہ توجہ کند بروح بزرگی ہمان باشد کہ بسر خاک شیخ فرمود فائدہ بسیار وارد یکی آنکہ چوں بزیارت کسی میرود چندانکہ میرود توجہ او زیادہ میشود چوں بسر خاک رسد بحس مشاہدہ کند خاک ادراحس او نیز مشغول او شود و بکلی متوجہ گردد و فائدہ بیشتر دہد و دیگر آنکہ ہر چند ارواح را حجاب نیست و ہمہ جہان ادراایکیست اما بآن موضع تعلق بیشتر بود اھ ملخصاً"

قول (۱۱۵ و ۱۱۶) ۔سیدی جمال مکی کے فتاوے میں امام شہاب[۱۱۶] الدین رملی سے منقول:۔

للانبیاء والرسل والاولیاء والصالحین اغاثۃ بعد موتہم	انبیاء و رسل و اولیاء صالحین بعد رحلت بھی فریاد رسی فرماتے ہیں۔

فصل یازدہم:۔

تصریحات علما میں کہ سلام قبور دلیل قطعی سماع و فہم و علم و شعور ہے۔

قول (۱۱۷) امام عزالدین بن عبدالسلام اپنے امالی میں فرماتے ہیں:۔

marfat.com

اذا امرنا بالسلام علی القبور	ہمیں حکم ہوا کہ قبور پر سلام کریں اگر روحیں
ولولا ان الارواح تدرك	سمجھتی نہ ہوتیں تو بیشک اس میں کچھ
لما کان فیه فائدة ۔	فائدہ نہ ہوتا۔

قول (۱۱۸)۔ امام ابو عمر ابن عبدالبر نے فرمایا:۔

احادیث زیارة القبور والسلام	زیارت قبور اور ان پر سلام اور ان سے
علیها وخطابهم مخاطبة الحاضر	حاضر عاقل کی طرح خطاب کی حدیثیں
العاقل دالة علی ذلك اهـ ملخصًا	اس پر دلیل ہیں۔

قول (۱۱۹) شرح الصدور میں مثل قولین سابقین منقول:۔

قد شرع صلی الله تعالیٰ علیه	بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
وسلم لامته ان یسلموا علیٰ	امت کے لیے اہل قبور پر ایسا سلام
اهل القبور سلام من	مشروع فرمایا ہے جیسے سننے سمجھنے
یخاطبونه ممن یسمع ویعقل	والوں سے خطاب کرتے ہیں۔

قول (۱۲۰) امام علامہ نووی منہاج میں امام قاضی عیاض کا قول دربارہ سماع موتی نقل کرکے فرماتے ہیں:۔

هو الظاهر المختار الذی	یہی ظاہر و مختار ہے جسے سلام قبور
یقتضیه احادیث سلام القبور	کی حدیثیں اقتضا کرتی ہیں۔

قول (۱۲۱)۔ علامہ مناوی نے اسی امر کی دلیل یوں نقل فرمائی:۔

فان السلام علیٰ من لا	کہ جو نہ سمجھے اس پہ سلام اصلا
یشعر محال۔	معقول نہیں۔

قول (۱۲۲)۔ شیخ محقق مدارج النبوۃ میں سلام اموات کو حدیث سے نقل کرکے فرماتے ہیں:۔

"خطاب باکسیکہ نشنود و نفہمد معقول نیست و نزدیک ست کہ شمارہ کردہ شود از قبیلہ عبث چنانکہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت۔

marfat.com

قول (۱۲۳)۔ مولینا علی قاری شرح اللباب میں دربارہ سلام زیارت فرماتے ہیں:۔

من غیر رفع صوت ولا اخفاء بالمرۃ تفوت الاسماع الذی ھو السنۃ

نہ بلند آواز سے ہو نہ بالکل آہستہ جس میں سنانا کہ سنت ہی فوت ہو جائے۔

فصل دوازدہم:۔

اہل قبور سے سوائے سلام اور انواع خطاب و کلام ہیں۔

قول (۱۲۴ تا ۱۲۷)۔ منسک[۱۲۴] متوسط و مسلک[۱۲۵] متقسط و اختیار[۱۲۶] شرح مختار و فتاوی[۱۲۷] عالمگیری میں ہے واللفظ للاخیرین فانہ ابسط، کہ بعد زیارت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھ بھر ہٹ کر سر اقدس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل ہو اور بعد سلام عرض کرے:۔

جزاک اللہ عنا افضل ما جزی اماما عن امۃ نبیہ ولقد خلفتہ باحسن خلف وسلکت طریقہ ومنہاجہ خیر مسلک وقاتلت اھل الردۃ والبدع ومھدت الاسلام ووصلت الارحام ولم تزل قائلا للحق ناصرا لاھلہ حتی اتاک الیقین۔

آپ کو اللہ تعالیٰ ہم سے جزا و عوض نیک دے بہتر اس عوض کا جو کسی امام کو اس کے نبی کی امت سے عطا فرمایا ہو بیشک آپ نے بہترین خلافت سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت کی اور بہترین روش سے حضور کی راہ و طریقہ پر چلے آپ نے اہل ارتداد و بدعت سے قتال کیا آپ نے اسلام کو آراستگی دی آپ نے صلۂ رحم فرمایا آپ ہمیشہ حق گو اور اہل حق کے ناصر رہے یہاں تک کہ آپ کو موت آئی۔

پھر ہٹ کر قبر مبارک حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاذی ہو اور بعد سلام عرض کرے:۔

جزاک اللہ عنا افضل الجزاء

اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر بدلہ دے اور

marfat.com

ورضی عمن استخلفك فقد نظر الاسلام و المسلمین حیًا ومیتًا فکفلت الایتام ووصلت الارحام وقوی بك الاسلام کنت للمسلمین امامًا مرضیا وهادیا مهدیا جمعت شملهم واغنیت فقیرهم وجبرت کسیرهم۔

ان سے راضی ہو جنہوں نے آپ کو خلیفہ کیا (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ انہوں نے اپنی زندگی اور موت دونوں حال میں اسلام و مسلمین کی رعایت فرمائی آپ نے یتیموں کی کفایت اور رحم کا صلہ کیا اسلام نے آپ سے قوت پائی آپ مسلمانوں کے پسندیدہ پیشوا اور رہنمائے راہ یاب ہوئے آپ نے ان کا جتھا باندھا اور ان کے محتاجوں کو غنی کر دیا اور ان کی شکستہ دلی دور فرمائی۔

اسی طرح کتب مناسک میں بہت تصریحیں اس کی ملیں گی۔

قول (۱۲۸ تا ۱۳۰)۔ امام خطابی نے دربارۂ تلقین فرمایا:۔

لا بأس به اذا لیس فیه الا ذکر الله تعالیٰ وعرض الاعتقاد علی المیت (الی قوله) وکل ذلك حسن

اس میں کچھ حرج نہیں کہ وہ ہے کیا مگر اللہ تعالیٰ کی یاد اور میت پر عرض اعتقاد اور یہ سب خوب ہیں۔

نقله القاری فی المرقاة بعینه اسی طرح ذیل مجمع البحار میں مذکور۔ وحسبنا الله العزیز الغفور وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآله وصحبه الی یوم النشور

فصل سیزدہم:۔

بعد دفن میت کو تلقین اور اسے عقائد اسلام یاد دلانے میں یہ فصل فصل دوازدہم کی ایک صنف ہے کہ اس میں کبھی میت سے سوائے سلام اور ایک قسم کا خطاب و کلام ہے کما لا یخفی میں یہاں صرف علمائے حنفیہ کے اقوال شمار کروں گا کہ شافعیہ تو

marfat.com

قاطبۃً قائل تلقین ہیں الا من شاء اللہ۔

قول (۱۳۱ تا ۱۳۳)۔ امام زاہد صفاء نے کتاب مستطاب تلخیص الادلہ میں تصریح فرمائی کہ تلقین موتی مسلک اہلسنت ہے اور منع تلقین مذہب معتزلہ پر مبنی کہ وہ میت کو جماد مانتے ہیں۔ امام[۱۳۲] حاکم شہید نے کافی اور امام[۱۳۳] خبازی نے خبازیہ میں ان سے نقل فرمایا:۔

ان ھذا (ای منع التلقین) علی مذھب المعتزلۃ لان الاحیاء بعد الموت عندھم مستحیل اما عند اھل السنۃ فالحدیث ای لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ محمول علی حقیقتہ لان اللہ تعالی یحییہ علی ما جاءت بہ الاثار وقد روی عنہ علیہ الصلوۃ والسلام انہ امر بالتلقین بعد الدفن الخ۔ ذکرہ فی رد المحتار عن معراج الدرایۃ

قول (۱۳۴ و ۱۳۵)۔ درمختار میں جوہرہ نیرہ سے ہے:۔

انہ مشروع عند اھل السنۃ۔	بیشک تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے۔

قول (۱۳۶) بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:۔

کیف لا یفعل وقد روی عنہ علیہ الصلوۃ والسلام انہ امر بالتلقین بعد الدفن۔	تلقین کیونکر نہ کی جائے گی حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہوا حضور نے بعد دفن تلقین کا حکم دیا۔

اور ان کا قول فصل ہشتم میں گزرا کہ اہل سنت کے نزدیک تلقین اپنی حقیقت پر ہے۔

قول (۱۳۷ و ۱۳۸) امام اجل شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا:۔

لا یؤمر بہ ولا ینھی عنہ۔	تلقین کا نہ حکم دیں نہ اس سے منع کریں

نقلہ فی البنایۃ وغیرھا حلیہ[۱۳۹] میں اسے نقل کرکے فرمایا:۔

ظاھرہ انہ یباح۔	اس قول سے ظاہر اباحت ہے۔

marfat.com

قول (۱۳۹) - امام فقیہ النفس قاضیخان نے فرمایا:۔

ان کان التلقین لاینفع	تلقین میں اگر کوئی نفع نہ ہو تو ضرر
لایضر ایضاً فیجوز۔	بھی نہیں پس جائز ہو گی۔

اثرہ المذکور اور ظاہر ہے کہ نفی نفع بر سبیل تنزل ہے۔

قول (۱۴۰ تا ۱۴۳) - صاحب عباب فرماتے ہیں:۔

انی سمعت استاذی قاضیخاں	میں نے اپنے استاذ قاضیخاں کو سنا
یحکی عن الامام ظھیر الدین	کہ امام اجل[۱۴۱] ظہیر الدین کبیر مرغینانی
انہ لقن بعض الائمۃ	سے حکایت فرماتے تھے بعض ائمہ[۱۴۲]
واوصانی بتلقینہ فلقنتہ	نے تلقین فرمائی اور مجھے اپنی تلقین کرنے
فیجوز۔	کی وصیت کی کہ میں نے انہیں تلقین کی
(انقلہ فی شرح النقایۃ)	پس جواز ثابت ہوا۔

اسی طرح صاحب[۱۴۳] حقائق نے بتصریح اس کے کہ یہ تلقین بعد دفن مخفی صاحب عباب سے نقل کیا، کما فی الحلیۃ

امام ابن امیر الحاج عبارت حقائق لکھ کر فرماتے ہیں یفید ان فعلہ راجح علی ترکہ (یہ کلام استحباب تلقین کا مفید ہے) پھر اس پہ حدیث سے دلیل ذکر کر کے ائمہ محدثین امام ابو عمرو بن الصلاح وغیرہ سے اس کا بوجہ شواہد و عمل قدیم علمائے شام قوت پانا نقل کرتے ہیں:

قول (۱۴۴ و ۱۴۵) مضمرات میں ہے:۔

نحن نعمل بھما عند الموت	ہم دونوں تلقینوں پر عمل کرتے ہیں
وعند الدفن۔	وقت نزع بھی اور وقت دفن
(نقلہ فی الھندیۃ)	بھی۔

قول (۱۴۶)، ذیل مجمع البحار میں ہے:۔

اتفق کثیر علی التلقین۔	بہت علما کا تلقین پہ اتفاق ہے۔

marfat.com

قول (۱۴۷) نورالایضاح میں ہے:۔

تلقینہ فی القبر مشروع — مردے کو تلقین کرنا مشروع ہے۔

قول (۱۴۸ و ۱۴۹) علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں کتاب التجنیس والمزید سے ناقل:۔

التلقین بعد الموت فعلہ بعض مشائخنا۔ — ہمارے بعض مشایخ نے موت کے بعد تلقین فرمائی۔

قول (۱۵۰ تا ۱۵۲) جامع الرموز میں جواہر[۱۵۱] سے منقول:۔

سئل القاضی[۱۵۲] مجد الکرمانی عنہ قال ما رآہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن وروی فی ذلک حدیثین۔ — قاضی مجد کرمانی سے دربارہ تلقین سوال ہوا فرمایا جو بات مسلمان اچھی سمجھیں خدا کے نزدیک اچھی ہے اور اس بارے میں دو حدیثیں روایت کیں۔

قول (۱۵۳) طحطاوی حاشیہ مراقی میں علامہ حلبی سے منقول:۔

کیف لا یفعل مع انہ لا ضرر فیہ بل فیہ نفع للمیت۔ — تلقین کیونکر نہ کی جائے کی حالانکہ اس میں کوئی نقصان نہیں بلکہ میت کا فائدہ ہے۔

قول (۱۵۴) کشف العظا میں ہے:۔

"بالجملہ بمقتضائے مذہب اہل سنت وجماعت تلقین مناسب"

پھر امام صفار کا ارشاد کہ:۔

"سزاوار آنست کہ تلقین کردہ شود میت بر مذہب امام اعظم وہر کہ تلقین نمیکند ونمیگوید بآن پس او بر مذہب اعتزال است کہ گویند میت جماد محض است وروح در قبر معاد نمیشود"

نقل کرکے فرمایا:۔

marfat.com

"وانچہ در کافی گفتہ کہ اگر مسلمان مردہ است محتاج نیست بسوی دے بعد از موت وگرنہ فائدہ نمی کند ناتمام است چہ باوجود اسلام احتیاج بسوئے تلقین برائے ثابت داشتن دل باقیست چنانچہ در حدیث آمدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از دفن فرمودے استغفار کنید برادر خود را و سوال کنید برائے وی تثبت را بدرستیکہ الآن سوال کردہ میشود از دے الیٰ آخرہ۔

قول (۱۵۵ و ۱۵۶)۔ علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق میں دربارۂ تلقین پہلے استحباب پھر جواز پھر منع تینوں قول نقل کرکے استحباب پر دلیل قائم کی اور بیشک تعلیل دلیل اختیار و تعویل ہے۔

علامہ حامد افندی نے مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں فرمایا۔

ھوالمعوّل اذھوالمعلل بالتعلیل۔

ولہٰذا علامہ شامی افندی تبیین کا یہ کلام نقل کرکے فرماتے ہیں: ظاھر استدلالہ للاول اختیارہ یعنی قول استحباب پر دلیل قائم کرنے سے ظاہر یہی ہے کہ امام زیلعی اسی کو مذہب مختار جانتے ہیں۔

اور خود علامہ شامی کا کلام اختیار جواز و استحباب پر دلیل ہے کہ معراج الدرایہ سے عدم تلقین کا ظاہر الروایۃ ہونا نقل کرکے پھر اسی معراج سے بحوالہ کافی و خبانریہ امام صفار کا وہ ارشاد نقل کیا پھر فتح کا حوالہ دیا کہ انہوں نے حدیث تلقین کو اپنی حقیقت پر محمول کرنے کی بہت تائید فرمائی پھر غنیہ سے لائے کہ حدیث میں تجویز ہے مگر تلقین سے منع نہ کریں گے کہ میت کو مفید ہے۔

پھر زیلعی کے کلام سے یوں استظہار کیا اور شارح نے جو مشروعیت تلقین کو قول اہل سنت کہا اسے مقرر و مسلم رکھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

نکتہ جلیلہ تتمیم کلام وازالۂ اوہام ہیں:۔

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول اے ذری التحقیق طائفہ جدیدہ ان اقوال کے مقابل براہ تلبیس ومغالطہ منع تلقین کے اقوال پیش کر دیتے ہیں حالانکہ یہ محض جہالت بے مزہ ہے ہم یہاں نفس مسئلہ تلقین کی بحث میں نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ ان علمائے مجوزین نے ادراک وسمع موتی مانا اور یہ امر اقوال مذکورہ سے یقیناً ثابت ذرا آنکھیں مل کر دیکھیں کہ ان ائمہ نے کیا چیز جائز مانی تلقین میت پھر یہ سیکھیں کہ تلقین کے معنے کیا ہیں تفہیم وتذکیر یعنی سمجھانا اور یاد دلانا کما فی حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی۔

پھر کسی ذی عقل سے پوچھیں کہ تفہیم وتذکیر جماد و دیوار کو ہوتی ہے یا سامع فہیم وہوشیار کو۔ حاشا وکلا ہر سمجھ دار بچہ جانتا ہے کہ سمجھانا اور یاد دلانا ہرگز متصور نہیں جب تک مخاطب سنتا سمجھتا نہ ہو اور جس کے اعتقاد میں ہو کہ مخالف نہ عقل وفہم رکھتا ہے نہ میرا کہا سنے پھر اس کے آگے بقصد تفہیم وتذکیر بات کرے وہ قطعاً مجنون ودیوانہ ہوگا لہذا یقیناً واجب کہ جو ائمہ وعلما استحباب خواہ جواز تلقین کے قائل ہوئے انہوں نے بلاشبہہ اموات کو بعد دفن بھی کلام احیا سننے سمجھنے والا مانا اور اسی قدر مقصود تھا بخلاف اقوال منع کہ وہ زنہار نہ مخالف کو مفید نہ ہمیں مضر کہ ترک تلقین کی علت کچھ انکار فہم وسماع ہی میں منحصر نہیں جس سے خواہی نخواہی سمجھا جائے کہ جو تلقین نہیں مانتا وہ میت کو سمیع وفہیم بھی نہیں جانتا کیا ممکن نہیں کہ اس کی وجہ بعض کے نزدیک عدم ثبوت ہو جیسا کہ حلیہ میں ہے:۔

نص الشیخ عزالدین بن عبد السلام علی انہ بدعۃ

دیکھو امام عزالدین شافعی اس وجہ سے قائل تلقین نہ ہوئے کہ ان کے نزدیک بدعت تھی حالانکہ یہ وہی امام عزالدین ہیں جن کا ارشاد قول ۱۱۷ میں گزرا کہ مردے کو ہمارا کلام نہ سمجھتے ہوتے تو سلام قبور محض لغو تھا۔ یونہی کیا ممکن نہیں کہ منع کی وجہ

marfat.com

ان کی رائے میں عدم فائدہ ہو بایں معنی کہ مردہ باایمان گیا تو خود رحمت الٰہی اسے بس ہے وہ بتوفیق ربانی آپ ہی صحیح جواب دے گا۔

قال اللہ تعالیٰ :- یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ اور جو عیاذاً باللہ نوع دیگر ہے اسے لاکھ تلقین کیجئے کیا فائدہ دیکھو امام حافظ الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی شرح وافی میں انکار تلقین اسی پر مبنی کیا۔ حیث قال ولقن لشہادۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لقنوا موتاکم شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وارید بہ من قرب من الموت و قیل ھو مجری علیٰ حقیقتہ وھو قول الشافعی لانہ تعالیٰ یحییہ وقد روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام امر بتلقین المیت بعد دفنہ وزعموا انہ مذھب اھل السنۃ والاول مذھب المعتزلۃ الا انا نقول لا فائدۃ فی التلقین بعد الموت لانہ ان مات مومناً فلا حاجۃ الیہ وان مات کافراً فلا یفید التلقین اھ ببعض تلخیص۔

اگرچہ علمانے اس شبہہ کا جواب کافی دے دیا کہ ہم شق اول یعنی موت علی الایمان اختیار کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ اب حاجت نہیں غیر مسلم کہ وہ وقت ہول و دہشت کا ہے ہماری تذکیر اور خدا کے ذکر سے دل میت کا قوی ہوگا مضمحل بندھیگی وحشت گھٹے گی قال اللہ تعالیٰ :-

اَلا بذکر اللہ تطمئن القلوب سُن لو خدا کی یاد سے ٹھہر جاتے ہیں دل

اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد دفن حکم دیتے میت کے لیے خدا سے تثبت مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا کما مر فی المقصد الاوّل۔ شیخ الاسلام کا کلام قول ۱۵۴ میں سن چکے۔

اور علامہ شرنبلالی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں :-

نفی صاحب الکافی فائدتہ مطلقاً ممنوع (بان فیہ فائدۃ التثبیت) للجنان، نعم الفائدۃ الاصلیۃ (وھی تحصیل الایمان

فی هذا الوقت) منتفیة ویحتاج الیه لتثبیت الجنان، للسّوال فی القبر اھ موضحا بحاشیة الطحطاوی۔

علامہ ابراہیم حلبی کا جواب اسی مقصد میں گزرا کہ تلقین میں میت کا فائدہ ہے کہ ذکر خدا سے اس کا جی بہلے گا۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ اگر عدم فائدہ میں ایسی ہی تقریر کریں تو وعاد دعا تمام کارخانۂ اسباب سب مہمل و معطل رہ جائے کہ تقدیر الٰہی میں حصول مراد ہے تو آپ ہی ملے گی ورنہ کیا حاصل۔

غرض جب واضح و بین کہ تلقین بے فہم و سماع میت محال اور اس کا انکار کچھ نفی سماع میں منحصر نہیں تو یقیناً ثابت کہ اقوال جواز ہمارے مذہب پر دلائل ساطع اور اقوال ترک و منع ہمیں اصلا مضر نہیں پھر ان کے مقابل ان کا پیش کرنا کیا کہا جائے کہ کس درجے کی سفاہت ہے اور یہ قدیم چالاکی ان حضرات کی ہے جہاں کسی امر کے اثبات کو بعض علما کے وہ اقوال جن کا مبنیٰ اس امر کا ماننا ہو پیش کیجئے اور وہ مسئلہ مختلف فیہا ہو فوراً دوسری طرف کے قول نقل کر لائیں گے یہ نہیں دیکھتے کہ محل نزاع کیا تھا اور موضع استدلال کونسا مقدمہ ہے کہا تو یہ تھا کہ یہ امر ثابت ہے ولہذا فلاں فلاں ائمہ نے اس پر فلاں بات مبنی کی اس کا یہ کیا جواب ہوا کہ فلاں فلاں نے وہ بنا نہ مانی کیا انکار بنا انکار مبنی کو مستلزم ہوتا ہے واقعی سلامت عقل عجب دولت ہے جسے خدا دے وباللہ التوفیق یہ نکتہ واجب الحفظ ہے کہ اس سے مخالفین کی بہت سی چالاکیوں کا حال کھلتا ہے واللہ الہادی۔

فائدہ جمیلہ تنقیح مسئلہ تلقین میں:۔

اقول وباللہ تعالیٰ استعین۔ نفس مبحث تلقین کی نسبت استطراداً اتنی بات اور سمجھ لیجئے کہ ظاہر الروایۃ میں اگر لا یلقن یا غیر مشروع آیا بھی ہو تو وہ ممانعت و عدم جواز کے لیے متعین نہیں آخر نہ سننا کہ امام مجتہد برہان الدین محمود نے ذخیرہ

marfat.com

ہیں بروایت امام محرر المذہب حضرت محمد بن الحسن امام الائمہ مالک الائمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل کیا کہ سجدۂ شکر مشروع نہیں اور علمانے اس کے معنے عدم وجوب لیے۔

اشباہ میں ہے:۔

سجدۃ الشکر جائزۃ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ لا واجبۃ وھو معنی ما روی عنہ انہا لیست مشروعۃ ای وجوبًا اھ واقرہ علیہ العلامۃ السید الحموی فی غمز العیون والسید ان الفاضلان احمد الطحطاوی ومحمد الشامی فی حواشی الدرۃ

فتاوٰی حجر میں فرمایا:۔

عندی ان قول الامام محمول علی الایجاب وقول محمد علی الجواز والاستحباب فیعمل بہما لا یجب بکل نعمۃ سجدۃ الشکر کما قال ابو حنیفۃ ولکن یجوز ان یسجد سجدۃ الشکر فی وقت سر بنعمۃ اوذکر نعمۃ فشکرہا بالسجدۃ وانہ غیر خارج عن حد الاستحباب اھ نقلہ فی حاشیۃ المراقی وقبلہ الحلبی فی الغنیۃ۔

اسی ذخیرہ[2] میں فرمایا:۔

لا یتعوذ التلمیذ اذا قرأ علی استاذہ۔

درمختار میں اسے نقل کرکے کہا:۔ ای لا یسن۔

نہر میں کہا:۔

لیس ما فی الذخیرۃ فی المشروعیۃ وعدمہا بل فی الاستنان وعدمہ

یونہی ہمارے ائمہ سے دربارہ عقیقہ لایعق منقول علمائے کرام فرماتے ہیں اس کے معنے نفی وجوب واستنان ہیں اور اباحت ثابت۔

فتاوی خلاصہ میں ہے:۔

لا یعق عن الغلام وعن الجاریۃ یرید انہ لیس بواجب ولا

marfat.com

سنۃ لکنہ مباح۔

اسی طرح عامۂ کتب میں مثل ہدایہ[1] وقایہ[2] ونقایہ[3] وبدایع[4] ومنیہ[5] وملتقی[6] وتنویر[7] وجوہرہ[8] وغیرہ فاتحہ وسورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنے کے بارہ میں امام اعظم وامام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا قول بلفظ لا یاتی ولا یسمی ذکر کیا۔

پھر محققین نے تصریح فرمائی کہ اس سے مراد نفی سنیت ہے بخلاف امام محمد کہ قائل استنان ہیں رہی کراہت وممانعت وہ کسی کا مذہب نہیں کہ پڑھنا بالاجماع بہتر ہے جیسا کہ ذخیرہ[1] ومجتبیٰ[2] وبحر[3] ونہر[4] وحاشیۂ درر للعلامۃ الشرنبلالی وشرح علائی وحواشی[5] شامی وطحطاوی[6] وغیرہا سے واضح۔

علامہ غزی تمرتاشی نے فرمایا:۔

لا بین الفاتحۃ والسورۃ

محقق علائی نے "لا" کے بعد لفظ "تسن" بڑھادیا۔

پھر فرمایا:۔

ولا تکرہ اتفاقا۔

طحطاوی نے فرمایا:۔

بل لا خلاف فی انہ لو سمی لکان حسنا ظہر۔

بحر الرائق میں ہے:۔

الخلاف فی الاستنان اما عدم الکراھۃ فمتفق علیہ ولہذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبیٰ بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ کان حسنا عند ابی حنیفۃ الخ

پھر امام صفار کا ارشاد سن چکے کہ مذہب امام میں تلقین مناسب ہے یہ امام علام صرف دو واسطہ سے شاگرد صاحبین ہیں امام نصیر بن یحییٰ سے اخذ علم کیا وھو عن ابن سماعۃ عن ابی یوسف ح وعن ابی سلیمان الجوزجانی عن محمد یہ بالیقین اعرف بمذہب امام ومعنی ظاہر الروایۃ ہیں پھر اس سے ہزار درجہ زائد اس جناب کا وہ ارشاد ہے کہ تلقین مذہب اہل سنت اور اس کا منع مشرب معتزلہ ہے اور

marfat.com

واقعی مشایخ مذہب میں اس فرقۂ ضالّہ کا اختلاط اور نقول مذہب میں اس کے اقوال وتخاریج کا اندراج بعض جگہ سخت لغزشوں کا باعث ہوتا ہے یہاں تک کہ کبھی حقیقت کار ماہروں پر ملتبس ہو جاتی ہے وباللہ العصمۃ جیسے بشر مریسی معتزلی کا قول والرحمٰن لا افعل کذا سے اگر سورت رحمٰن مراد لی یمین نہ ہوگی صاحب ولوالجیہ وخلاصہ وغیرہما نے یوں نقل کر دیا گویا یہی مذہب ہے حالانکہ وہ اس معتزلی کا قول ہے اور مذہب مہذب ائمۂ کرام کے بالکل خلاف کما حققہ فی البحر الرائق۔

ردالمحتار میں کہا:۔

هذا التفصيل فی الرحمٰن قول بشر المريسی۔

ایسا ہی اشتباہ علامہ زین بن نجیم مصری کو مسئلہ ذبیحہ میں واقع ہوا جس پر علامہ سید احمد حموی نے فرمایا:۔

منباها على الاعتزال الصريح والعجب ان المصنف لم يتفطن له مع ظهوره من القنية

اس کا مبنی اعتزال صریح پر ہے اور عجب یہ کہ مصنف کو اس پر تنبہ نہ ہوا باآنکہ صاحب قنیہ کا معتزلی ہونا کھلا ہوا ہے بالجملہ روایت کا تو یہ حال ہے۔

رہی درایت۔ مقصد دوم میں دیکھ چکے کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس میں حدیث وارد جسے امام ابن الصلاح وامام ضیا وامام ابن حجر وامام ابن امیر الحاج وصاحب مجمع وغیرہم نے بوجہ شواہد وعواضد حسن وقوی کہا پھر سیدنا ابوامامہ باہلی صحابی اور راشد وضمرہ وحکیم وغیرہم تابعین کے اقوال اس میں مروی پھر اور صحابہ سے اس کا خلاف ہرگز ثابت نہیں باایں ہمہ قول صحابی قبول نہ کرنا اصول حنفیہ پر کیونکر مستقیم ہوا تقلید[1] صحابی ہمارے امام کا مذہب معلوم ہے۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں امام ابومطیع

---

[1] مولانا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الخطبہ میں فرماتے ہیں۔ قول الصحابی حجۃ یجب تقلیدہ عندنا اذا لم ینفہ شئی آخر من السنۃ انتہی (باقی بر صفحہ آیندہ)

marfat.com

بلخی سے منقول:۔

قلت للامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارأیت لو رأیت رایا ورأی ابوبکر رایا اکنت تدع رأیک لرایہ فقال نعم فقلت لہ ارأیت لو رایت رایا ورأی عمر رأیا اکنت تدع رأیک لرایہ فقال نعم وکذلک کنت ادع رأیی لرأی عثمان وعلی وسائر الصحابۃ ما عدا ابا ھریرۃ وانس بن مالک و سمرۃ بن جندب۔

میں نے امام ابوحنیفہ سے عرض کی بھلا ارشاد فرمایئے اگر آپ کی ایک رائے ہو اور صدیق اکبر کی رائے اس کے خلاف ہو کیا آپ اپنی رائے ان کی رائے کے آگے چھوڑ دیں گے فرمایا ہاں میں نے عمر فاروق کی نسبت پوچھا فرمایا ہاں اور یونہی میں اپنی رائے عثمان غنی و علی مرتضی و باقی تمام صحابہ کی رائے کے آگے ترک کردوں گا سوا ابوہریرہ وانس بن مالک وسمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے۔

بلکہ علامہ ابن امیر الحاج تو حلیہ میں فرماتے ہیں جب کسی مسئلہ میں ایک صحابی کا قول مروی ہو اور دیگر صحابہ سے اس کا خلاف نہ آئے وہ مسئلہ اجماعی ٹھہرے گا۔

حیث قال الصحیح قولنا لما روی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال فی مسافر اجنب یتلوم الیٰ اٰخر الوقت ولم یرو عن غیرہ من الصحابۃ خلافہ فیکون اجماعًا۔

بہرحال انکار اگر عدم ثبوت پر مبنی تو ثبوت حاضر اور نفی نفع پر مبنی تو نفع ظاہر ہاں یہ رہ گیا کہ فہم وسماع موتی کا انکار کیجیے یہ بیشک اصول معتزلہ ہی پر درست ہوگا ولہذا بحر العلوم نے فرمایا اس بنا پر کہ مردہ نہیں سنتا تلقین نہ ماننا مذہب باطل ہے۔

کما سیاتی نقلہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)۔ اقول وہذا لا یختص بقول الصحابی فان کل دلیل نیرک لدلیل اقوی منہ ۱۲ منہ۔

marfat.com

لاجرم عمائد حنفیہ سے یہ علمائے دین و ائمۂ ناقدین جن میں امام صفار و حاکم شہید وشمس الائمہ وظہیر کبیر وفقیہ النفس وغیرہم ائمہ مجتہدین ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جواز و استحباب تلقین کے قائل ہوئے اور بالیقین وہ ہم سے زیادہ روایات و درایات مذہب پر آگاہ تھے اور قطعاً اس کے خلاف پر اصلا کوئی دلیل نہیں اور بیشک اس میں احیاء اموات مسلمین کا نفع ہے ذکر خدا ہے زعم اعداء سے پھر وجہ انکار کیا ہے تنزلی درجہ اتنا سہی کہ لا یؤمر بہ ولا ینہی عنہ باقی عدم جواز یا ممانعت حاش للہ محض بے حجت۔ ومن ادعی فعلیہ البیان ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فصل چہاردہم اصل مسئلہ مسئولۂ سائل ہیں:۔

یعنی ارواح کرام کو ندا اور ان سے توسل و طلب دعا۔ یہ فصل بھی فصل دوازدہم کا ایک حصہ ہے کہ یہاں بھی کلام سلام کے سوا ہے مگر مثل فصل تلقین لوجہ مہتم بالشان ہونے کے فصل جداگانہ قرار پائی واللہ الموفق۔

قول (۵۷ تا ۵۹) سیدی خواجہ حافظی فصل الخطاب پھر شیخ محقق[۱۵۸] جذب القلوب میں ناقل:۔

قیل للرضا[۱۵۹] رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمنی کلاما اذا زرت واحدا منکم فقال ادن من القبر وکبر اللہ اربعین مرۃ ثم قل السلام علیکم یا اھل بیت الرسالۃ انی مستشفع بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی و

یعنی امام ابن الامام ابن الامام الی ستۃ آباءٍ کرام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم جمیعا سے عرض کی گئی مجھے ایک کلام تعلیم فرمائیے کہ اہل بیت کرام کی زیارت میں عرض کیا کروں فرمایا قبر سے نزدیک ہو کر چالیس بار تکبیر کہہ پھر عرض کر سلام آپ پر اے اہلبیت رسالت میں آپ سے شفاعت چاہتا اور آپ کو اپنی

marfat.com

مسألتی وحاجتی واشهد الله انی مؤمن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرؤ الی الله تعالیٰ من عدو محمدؐ وال محمدؐ من الجن والانس۔

طلب وخواہش وسوال وحاجت کے آگے کہتا ہوں خدا گواہ ہے مجھے آپ کے باطن کریم وظاہر طاہر پر سچے دل سے اعتقاد ہے اور میں اللہ کی طرف سے بری ہوتا ہوں ان سب جن وانس سے جو محمد وآل محمد کے دشمن ہوں صلی اللہ تعالیٰ علی محمد وآل محمد وبارک وسلم آمین۔

قول (۱۶۰ و ۱۶۱)۔ سیدی جمال مکی قدس سرہ کے فتاوے میں ہے:۔

سئلت عمن یقول فی حال الشدائد یارسول اللہ او یا علی او یا شیخ عبدالقادرؒ مثلاً ھل ھو جائز شرعاً امر لا فاجبت نعم الاستغاثۃ بالاولیاء وندائھم و توسل بھم امر مشروع و شیء مرغوب لا ینکرہ الا مکابر او معاند وقد حرم برکۃ الاولیاء الکرام وسئل شیخ الاسلام[۱۶۱] الشہاب الرملی الانصاری الشافعی عما یقع من العامۃ من قولہم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذلک من الاستغاثۃ

مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو سختیوں کے وقت کہتا ہے یا رسول اللہ۔ یا علی۔ یا شیخ عبدالقادر مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں ہیں نے جواب دیا ہاں اولیا سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع وشے مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف اور بیشک وہ برکت اولیائے کرام سے محروم ہے شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری شافعی سے استفتا ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت مثلاً یا شیخ فلاں کہہ کر پکارتے ہیں اور انبیا واولیا سے فریاد کرتے ہیں اس کا شرع میں کیا حکم ہے امام

marfat.com

بالانبیاء والمرسلین و الصالحین فاجاب بما نصہ الاستغاثۃ بالانبیأ والمرسلین والاولیآء والعلماء الصالحین جائزۃ بعد موتہم الخ اھ ملخصًا

ممدوح نے فتوی دیا کہ انبیاء مرسلین و اولیاء علمائے صالحین سے ان کے وصال شریف کے بعد بھی استعانت واستمداد جائز ہے۔

قول (۱۶۲) علامہ خیر الملۃ والدین رملی حنفی استاذ صاحب درمختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فتاوے خیریہ میں فرماتے ہیں:۔

قولھم یا شیخ عبد القادر نداء فیما الموجب لحرمتہ اھ ملخصًا۔

لوگوں کا کہنا یا شیخ عبدالقادر۔ یہ ایک ندا ہے پھر اس کے حرمت کا سبب کیا ہے۔

قول (۱۶۳)۔ سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اکابر علماء اولیائے دیار مغرب سے ہیں اپنے قصیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔ ؎

انا لمریدی جامع لشتاتہ
اذا ما سطا جور الزمان بنکبۃ
وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ
فنادِ بیا زروق آت لسرعتہ

میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کر یا زروق میں فوراً آ موجود ہوں گا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اس شیر الٰہی کا حال اپنی کتاب بستان المحدثین میں یوں لکھتے ہیں:۔

"شیخ او سیدی زیتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در حق او بشارت داده که او از ابدال سبعہ است و باوصف علو حال باطن تصانیف او در علوم ظاہرہ نیز نافع شدہ و مفید و کثیر افتادہ"

پھر شمار تصانیف کے بعد لکھا:۔

"بالجملہ مردے جلیل القدر یست که مرتبۂ کمال او فوق الذکر است و او از محققان صوفیہ است که بین الحقیقۃ والشریعۃ جامع بودہ اند

marfat.com

وبشاگردی او اجلۂ علما مفتخر و مباہی بودہ اند مثل شہاب الدین قسطلانی
کہ سابق حال او مذکور شدہ و شمس الدین لقانی الخ"

پھر کہا:۔

"واورا قصیدہ ایست بر طور قصیدہ جیلانیہ کہ بعضے ابیات
او انیست۔

اور وہی دو بیت مذکور نقل کیں۔

قول (۱۶۴ و ۱۶۵) امام ابن الحاج امام ابن النعمان کی سفینۃ النجاۃ سے ناقل:۔

الدعاء عند قبور الصالحین	قبور صالحین کے پاس دعا اور ان سے
والتشفع بہم معمول بہ عند	شفاعت چاہنا ہمارے علمائے
علمائنا المحققین من ائمۃ الدین	محققین ائمۂ دین کا معمول ہے۔

قول (۱۶۶ تا ۱۷۰)۔ لباب[۱۶۶] و شرح لباب[۱۶۷] و اختیار[۱۶۸] و فتاوی ہندیہ[۱۶۹] میں ہے:

واللفظ للاولین فانہ اتم بعد زیارت فاروقی بقدر ایک بالشت کے سرہانے
کی طرف پلٹے اور وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑا ہو کر بعد
اعادۂ سلام و ذکر مآثر اسلام عرض کرے:۔

جزاکما اللہ عن ذلک	اللہ تعالیٰ آپ دونوں صاحبوں کو
مرافقتہ فی جنتہ وایانا	ان خوبیوں کے عوض اپنی جنت میں
معکما برحمتہ انہ	اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت
ارحم الراحمین وجزاکما	عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ ہمیں
اللہ عن الاسلام واہلہ	بھی بیشک وہ ہر مہربان سے زیادہ
خیر الجزاء جثنا یا صاحبی	مہربان ہے اللہ آپ دونوں کو اسلام
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ	و اہل اسلام کی طرف سے بہتر بدلا
علیہ وسلم زائرین لنبینا	کرامت فرمائے۔ اے نبی صلی اللہ
وصدیقنا وفارو قنا	تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں یار و ہم

marfat.com

ونحن نتوسل بکما الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیشفع لنا الی ربنا۔	اپنے نبی اور اپنے صدیق اور اپنے فاروق کی زیارت کو حاضر ہوئے اور ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آپ دونوں سے توسل کرتے ہیں تاکہ حضور ہمارے رب کے پاس ہماری شفاعت فرمائیں۔

اسی طرح مدخل[۱۷۰] میں ہے:۔

یتوسل بھما الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویقدمھما بین یدیہ شفیعین حوائجہ۔	یعنی حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توسل کرے اور انہیں اپنی حاجتوں میں شفیع بنا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کرے۔

قول (۱۷۱)۔ اشعۃ اللمعات میں فرمایا:۔

"لیت شعری چہ میخواہند ایشاں باستمداد و امداد کہ ایں فرقہ منکرند آنرا آنچہ ما می فہیم ازاں اینست کہ داعی دعا کند خدا و توسل کند بروحانیت ایں بندۂ مقرب یا ندا کند ایں بندۂ مقرب را کہ ای بندۂ خدا و ولی وے شفاعت کن مراد بخواہ از خدا کہ بدہد مسئول و مطلوب مرا اگر اینمعنی موجب شرک باشد چنانکہ منکر زعم میکند باید کہ منع کردہ شود توسل و طلب دعا از دوستان خدا در حالت حیات نیز و ایں مستحب و مستحسن است باتفاق و شائع است در دین و آنچہ مروی و محکی ست از مشایخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل و استفادہ ازاں خارج از حصر است و مذکور ست در کتب و رسائل ایشاں و مشہور ست میان ایشاں حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم و شاید کہ

استمداد کا منکر متعصب ہے اور اولیا سے بے اعتقاد

marfat.com

منکر متعصب سود نہ کند او را کلمات ایشاں عافانا اللہ من ذلک کلام دریں مقام بجد اطناب کشید بر رغم منکراں کہ در قرب این زمان فرقہ پیدا شدہ اند کہ منکر اند استمداد و استعانت را از اولیائے خدا و متوجہ بجناب ایشاں را مشرک بخدا و عبدۂ اصنام میدانند و میگویند آنچہ میگویند اھ ملتقطا۔

اور شرح عربی میں اس مضمون اخیر کو یوں ادا فرمایا:۔

انما اطنبنا الکلام فی ھذا المقام رغما لانف المنکرین فانہ قد حدث فی زماننا شرذمۃ ینکرون الاستمداد من الاولیاء ویقولون مایقولون ومالھم علی ذلک من علم ان ھم الا یخرصون۔

ہم نے اس مقام میں کلام طویل کیا منکروں کی ناک خاک پر رگڑنے کو کہ ہمارے زمانے میں معدودے چند ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ حضرات اولیا سے مدد مانگنے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں اور انہیں اس پر کچھ علم نہیں یونہی اپنے سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

اسی طرح جذب القلوب شریف میں معنی توسل و استمداد بروجہ مذکور بیان کرکے فرمایا:۔

"ورود نص قطعی دروی حاجت نیست بلکہ عدم نص بر منع آں کافیست"

قول (۱۷۲) شیخ الاسلام جنہیں مائۃ مسائل میں علمائے محدثین سے شمار اور ان کی کتاب کشف الغطا پہ جا بجا اعتماد و اعتبار کیا اسی کشف الغطا میں فرماتے ہیں:۔

"انکار استمداد را وجہی صحیح نمی نماید مگر آنکہ از اول امر منکر شوند تعلق روح و بدن را بالکلیہ و آں خلاف منصوص است و بریں تقدیر زیارت و رفتن بقبور ہمہ لغو و بیمعنی گردد و ایں امری دیگر است کہ

marfat.com

تمامۂ اخبار و آثار دال بر خلاف آنست و نیست صورت استمداد مگر همینکه محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الٰہی بتوسل روحانیت بندۂ مقرب یا ندا کند آں بندہ را کہ اے بندۂ خدا و ولی وی شفاعت کن مراد بخواہ از خدا تعالیٰ مطلوب مرا از روے ہیچ شائبۂ شرک نیست چنانچہ منکر وہم کردہ اھ بالالتقاط۔

قول (۱۷۳) سیدی محمد عبدری مدخل میں دربارۂ زیارت قبور انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں :۔

یاتی الیھم الزائر ویتعین علیہ قصدھم من الاماکن البعیدۃ فاذا جاء الیھم فلیقف بالذل والانکسار والمسکنۃ والفقر والفاقۃ والحاجۃ والاضطرار والخضوع ویستغیث بھم ویطلب حوائجہ منھم ویجزم الاجابۃ ببرکتھم فانھم باب اللہ المفتوح وجرت سنۃ سبحانہ وتعالٰی فی قضاء الحوائج علی ایدیھم وبسببھم۔

زائر ان کے آگے حاضر ہو اور اس پر متعین ہے کہ دور دراز مقاموں سے ان کی زیارت کا قصد کرے پھر جب حاضری سے شرف یاب ہو تو لازم ہے کہ ذلت وانکسار و محتاجی و فقر و فاقہ و حاجت و بیچارگی و فروتنی کو شعار بنائے اور ان کی سرکار میں فریاد کرے اور ان سے اپنی حاجتیں مانگے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے اجابت ہو گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے در کشادہ ہیں اور سنت الٰہی جاری ہے کہ ان کے ہاتھ پر اور ان کے سبب سے حاجت روائی ہوتی ہے والحمد للہ رب العالمین۔

فصل پانزدہم بقیہ تصریحات سماع اموات میں۔

قول (۱۷۴ تا ۱۷۸) امام خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین سبکی رحمۃ اللہ

marfat.com

تعالیٰ علیہ نے شفاء السقام کے باب تاسع فی حیاۃ الانبیاء میں ایک فصل ماورد فی حیاۃ الانبیاء دوسری فصل حیات شہدا میں وضع کرکے فصل ثالث تمام اموات کے سماع و کلام و ادراک و حیات میں وضع کی اور اس میں احادیث صحیحہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہما سے علم و سماع موتی ثابت کرکے فرمایا:۔

علی الجملۃ ھذہ الامور	بالجملہ یہ سب امور قدرت الٰہی میں
ممکنۃ فی قدرۃ اللہ تعالیٰ	ممکن ہیں اور بیشک ان کے ثبوت
وقد وردت بھا الاخبار	میں صحیح حدیثیں وارد ہوئیں تو ان کی
الصحیحۃ فیجب التصدیق بھا	تصدیق واجب ہے۔

فصل اول میں انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی تحقیق کرکے آخر میں فرمایا:۔

اما الادراکات کالعلم والسماع فلا	رہے ادراکات جیسے علم و سماع یہ تو
شک ان ذلک ثابت لسائر	یقیناً تمام اموات کے لیے ثابت ہیں
الموتیٰ فکیف بالانبیاء	پھر انبیاء تو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ
	والسلام۔

امام[۱۷۵] جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں اس جناب کا یہ قول نقل کرکے تقریر فرمائی۔

امام زین الدین مراغی جنہیں شرح مواہب میں المحدث العالم النحریر کہا اس جناب کی یہ تحقیق انیق نقل کرکے فرماتے ہیں:۔

انہ مما یعز وجودہ و	یہ نایاب تحقیق ہے اور چاہیئے کہ ایسی
فی مثلہ فلیتنافس	ہی چیز میں نہایت رغبت کریں رغبت
المتنافسون۔	کرنے والے۔

امام[۱۷۶] احمد قسطلانی نے مواہب شریف میں امام سبکی کا وہ ارشاد مبین اور امام زین الدین کی یہ جلیل تحسین استناداً نقل کی۔

marfat.com

پھر علامہ[۱۷۸] عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں اس کی تقریر و تائید میں حدیثیں نقل[۱۷۹] کیں۔

قول (۱۷۹) امام ممدوح نے باب مذکور کی فصل خامس میں فرمایا:۔

كان المقصود بهذا كله تحقيق السماع ونحوه من الاعراض بعد الموت فانه قد يقال ان هذه الاعراض مشروطة الحيوة فكيف تحصل بعد الموت وهذا خيال ضعيف لانا لا ندعي ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع وانما ندعي ان السماع بعد الموت حاصل لحي وهو اما الروح وحدها حالة كون الجسد ميتاً او متصلة بالبدن حالة عود الحياة اليه۔

اس سب سے مقصود موت کے بعد سماع وغیرہ صفات کی تحقیق تھی کہ بعض لوگ کہنے لگتے ہیں ان اوصاف کے لیے زندگی شرط ہے تو بعد موت کیونکر حاصل ہوں گے حالانکہ یہ پوچ خیال ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ جو چیز مردہ ہے وہ سنتی ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ بعد مرگ سماع اس کے لیے ثابت ہے جو زندہ ہے یعنی روح یا تو تنہا وہی جب بدن مردہ ہو یا جسم سے متصل ہو کر جب حیات بدن کی طرف عود کرے۔

قول (۱۸۰)۔ علامہ قونوی سے جذب القلوب میں ہے کہ انہوں نے بہت احادیث ذکر کر کے فرمایا:۔

"جمیع ایں احادیث دلالت دارد بر آنکہ اموات را ادراک و سماع حاصل ست و شک نیست کہ سمع از اعراضی است کہ مشروط است بحیات پس ہمہ حی اند ولیکن حیات ایشاں در مرتبہ کمتر از حیات شہدا است و حیات انبیا صلوات اللہ تعالیٰ علیہم کامل تر از حیات

---

[۱۷۹] یونہی شیخ محقق نے مدارج میں یہ قول علما سے نقل فرمایا ۱۲ منہ۔

marfat.com

شہداست۔

قول (۱۸۱ و ۱۸۲) امام قرطبی پھر امام سیوطی[۱۸۲] قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے کے مسئلہ میں فرماتے ہیں:۔

وقد قیل ان ثواب القراءۃ للقاری وللمیت ثواب الاستماع ولذٰلک تلحقہ الرحمۃ قال اللہ تعالیٰ و اذا قرئ القران فاستمعوا لہٗ وانصتوا لعلکم ترحمون ولا یبعد من کرم اللہ تعالیٰ ان یلحقہ ثواب القراءۃ والاستماع معًا۔	بتحقیق کہا گیا کہ پڑھنے کا ثواب قاری کو ہے اور میت کے لیے اس کا اجر ہے کہ اس نے کان لگا کر قرآن سنا اور اسی لیے اس پہ رحمت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور چپ رہو شاید تم پہ رحم ہو اور کچھ یہ بھی خدا کے کرم سے دور نہیں کہ مردے کو قراءت و استماع دونوں کا ثواب پہنچائے۔

اقول:۔ ثواب قراءت پہنچنے پہ جزم نہ کرنے کا باعث یہ کہ وہ شافعی المذہب ہیں اور سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب نہیں پہنچتا مگر جمہور اہلسنت قائل اطلاق و عموم ہیں اور یہی مذہب ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے یہاں تک کہ خود محققین شافعیہ نے اس کی ترجیح و تصحیح کی منہم السیوطی فی انیس الغریب تو ہمارے نزدیک شک نہیں کہ میت کو تلاوت کا بھی ثواب ہے۔

قول (۱۸۳) مرقاۃ میں انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے علم و سماع کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:۔

سائر الاموات ایضًا یسمعون السلام والکلام۔	سب مردے سلام و کلام سنتے ہیں۔

پھر فرمایا یہ سب مسائل احادیث صحیحہ و آثار صریحہ سے ثابت ہیں۔

marfat.com

قول (۱۸۴)۔ علامہ حلبی سیرۃ انسان العیون میں امام ابوالفضل خاتم الحفاظ سے ناقل ؎

سماع موتی کلام المخلق حق قد جاءت بہ عندنا الاثار فی الکتب

اموات کا کلام مخلوق کو سننا حق ہے بیشک اس باب میں ہمارے پاس کتابوں میں حدیثیں آئیں۔

قول (۱۸۵) ملک العلما بحر العلوم مولینا عبدالعلی لکھنوی مرحوم ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں:۔

انکار التلقین بناء علی ما قیل ان المیت لا یسمع مذھب باطل

اس بنا پر کہ بعض نے کہا مردہ نہیں سنتا تلقین سے انکار مذہب باطل ہے۔

قول (۱۸۶)۔ زہر الربی شرح سنن نسائی میں بعد تحقیق و تفصیل نقل فرمایا:۔

فثبت بھذا انہ لا منافات بین کون الروح فی علیین او اوالجنۃ او السماء وان لھا بالبدن اتصالا بحیث تدرک وتسمع وتصلی وتقرؤ وانما یستغرب ھذا الکون الشاھد الدنیوی لیس فیہ ما یشابہ ھذا واموی البرزخ و الاخرۃ علی نمط غیر المالوف فی الدنیا۔

تو ثابت ہوا کہ کچھ منافات نہیں اس میں کہ روح علیین یا جنت یا آسمانوں میں ہو اور اس کے ساتھ بدن سے ایسا اتصال رکھے کہ سمجھے سنے نماز پڑھے قرآن مجید کی تلاوت کرے اس سے تعجب یوں ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی بات اس کے مشابہ نہیں پاتی حالانکہ برزخ و آخرت کے کام اس روش پر نہیں جو دنیا میں دیکھی بھالی ہے۔

قول (۱۸۷ تا ۱۸۹)۔ علامہ عبدالرؤف تیسیر میں قائل اور مولانا[۱۸۸] علی قاری مرقاۃ میں قاضی[۱۸۹] سے ناقل:۔

واللفظ للمناوی النفوس القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ

پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں ملاء اعلیٰ سے مل

marfat.com

اتصلت بالملأ الاعلے ولم یبق لها حجاب فتری وتسمع الکل کالمشاهد۔

جاتی ہیں اور اُن کے لیے کوئی پردہ نہیں رہتا سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے۔

قول (۱۹۰)۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شئ الا شهد له یوم القیمة۔ محدث علامہ ابن ملک سے منقول تنکیرهما فی سیاق النفی لتعمیم الاحیاء والاموات یعنی حدیث شریف کا یہ مطلب ہے کہ زندہ جن اور زندہ آدمی اور مردہ جن اور مردہ آدمی جتنے لوگوں کو مؤذن کی آواز پہنچتی ہے اور وہ اس کی اذان سنتے ہیں سب روز قیامت اس کے لیے گواہی دیں گے یہاں تصریح ہوئی کہ بعد موت علم و سماع کا باقی رہنا کچھ بنی آدم سے خاص نہیں جن کے لیے بھی حاصل ہے اور واقعی ایسا ہی ہونا چاہیئے لانعدام التخصیص۔

قول (۱۹۱ تا ۱۹۸) امام اسمٰعیلی پھر امام بیہقی پھر امام سہیلی پھر امام عسقلانی پھر امام قسطلانی پھر امام علامہ شامی پھر علامہ زرقانی نے سماع موتی کا اثبات کیا اور دلیل انکار سے جواب دیے کما یظهر بالمراجعة الی الارشاد والمواهب وشرحها وغیر ذلك من اسفار العلماء۔ مواہب میں امام ابن جابر سے بھی اثبات سماع نقل کیا امام کرمانی امام عسقلانی امام عینی امام قسطلانی نے شروح صحیح بخاری اور امام سخاوی امام سیوطی علامہ حلبی علی قاری شیخ محقق وغیرہم علما نے اس کی تحقیقین فرمائیں۔ ازانجا کہ یہ اقوال ان مباحث سے متعلق جنہیں اس رسالہ میں دور آئندہ پر محوّل رکھا ہے لہٰذا ان کی نقل عبارات ملتوی رہی واللہ الموفق۔

(قول ۱۹۹) جذب القلوب شریف میں ہے:۔

"تمام اہلسنت و جماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت ادراکات مثل علم و سماع مر سائر اموات را"

قول (۲۰۰) جامع البرکات میں فرمایا:۔

marfat.com

"سمجھو دی میگوید کہ تمام اہلسنت وجماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت ادراک مثل علم وسمع وبصر مرسائر اموات را از آحاد بشر انتہیٰ۔ والحمدُ للہ رب العٰلمین۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے جن تنسو ائمہ وعلما کے اسمائے طیبہ گنائے تھے بحمد اللہ ان کے اور ان سے علاوہ اوروں کے بھی اقوال عالیہ دو تنسو شمار کر دیے اور ایفائے وعدہ سے سُبکدوش ہوا۔

تنبیہ:۔ ناظر گمان نہ کرے کہ ہمارے تمام دلائل بس اسی قدر بلکہ جو نقل نہ کیا وہ بیشتر واکثر پھر فقیر غفر لہ المولی القدیر نے اس رسالہ میں یہ التزام بھی رکھا کہ جو آثار واحادیث واقوال علمائے قدیم وحدیث خاص حضور پر نور سید عالم حی باقی روح مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات عالی وعلم عظیم وسمع جلیل وبصر کریم میں وارد انہیں ذکر نہ کرے تین وجہ سے۔ اوّلاً مسلمانوں پر نیک گمان کہ خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی کلمہ گو مثل سائر اموات نہ جانے گا ارباب طائفہ کہ ارواح موتی کو جماد سمجھتے ہیں شاید یہاں اس کلمہ معضوبہ مبغوضہ سے انہیں بھی اعتراض ہو اور معاذ اللہ جسے نہ ہو تو استغفر اللہ ایسا شقی لئیم قابل کلام وخطاب نہیں بلکہ اس کا جواب اللہ کا عذاب والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثانیاً واللہ فقیر کو حیا آئی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ایسی بحث لاونعم میں بطور خود شامل کرے ہاں دوسرے کی طرف سے ابتدا ہو تو اظہار حق میں مجبوری ہے۔

ثالثاً وہاں دلائل کی وہ کثرت کہ نطاق نطق بیان سے عاجز پھر انہیں اقوال پر قناعت بس کہ جس سرکار کے غلام ایسے العظمۃ للہ اس کا پوچھنا ہی کیا ہے آخر انہیں یہ مدارج ومعارج کس نے عطا کیے اسی سرکار سا بدقرار نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وابنتہ الاکرم سیدی ومولای الغوث العظم والحمد للہ رب العالمین۔

marfat.com

نوع دوم

اقوال کبراء عمائد خاندان عزیزی ہیں۔ یہاں اقوال مختلط نہ کور ہوں گے ناظر ان کے مطالب کو فصول نوع اول پر تفصیل کر لے سر دست تنوع مقال ان کے بھی حاضر کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

وصل اول:۔

مقال (۱) شاہ ولی اللہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:۔

اذا انتقلوا الی البرزخ کانت	جب برزخ کی طرف انتقال کرتے ہیں
تلك الاوضاع والعادات	یہ وضعیں اور عادتیں اور علم سب
والعلوم معھم لا	ان کے ساتھ ہوتے ہیں جدا نہیں
تفارقھم۔	ہوتے۔

مقال (۲)۔ اسی میں ہے:۔

اذا مات ھذا الیارع	جب یہ بندۂ کامل انتقال فرماتا ہے
لا یفقد ھو ولا براعتہ	نہ وہ گمتا ہے نہ اس کا کمال بلکہ سب
بل کل ذلك بحالہ۔	بدستور اسی حال پر رہتے ہیں۔

مقال (۳) اسی میں ہے:۔

کل من مات من الکمل	جس کامل کا انتقال ہوتا ہے عوام
یتخیل الی العامۃ انہ فقد	کے خیال میں گزرتا ہے کہ وہ عالم سے
من العالم ولا واللہ ما فقد	گم گیا حالانکہ خدا کی قسم وہ گما نہیں بلکہ
بل تجوھر وقوی	اور جوہر دار و قوی ہو گیا۔

مقال (۴) شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:۔

"چوں آدمی می میرد روح را اصلاً تغیر نمیشود چنانچہ حامل قوی بود

حالا ہم ست دشعور دادراکے کہ داشت حالا ہم دارد بلکہ صاف تر و روشن تر
تراہ ملخصًا۔

مقال (۵) تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:۔

"چوں روح از بدن جدا شد قوائے نباتی از وجدا میشوند نہ قوای نفسانی وحیوانی واگر وجود قوائے نفسانی وحیوانی فیضنا نایا بقاءً مشروط باشد بوجود قوائے نباتی ومزاج لازم آید کہ ملائکہ را شعور وادراک وحسے وحرکتی وغضب ودفع منافر نباشد پس حال ارواح در عالم قبر مثل حال ملائکہ است کہ بتوسط شکلی وبدنی کار میکنند ومصدر افعال حیوانی و نفسانی میگردند بے آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشتہ باشند۔

مقال (۶) قاضی ثناء اللہ پانی پتی جن سے مولوی اسحاق نے مائۃ مسائل و اربعین میں استناد کیا اور جناب مرزا صاحب ان کے پیر ومرشد وممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب ۵۷ میں انہیں فضیلت وولایت مآب مروج شریعت ومنور طریقت ونور مجسم وعزیز ترین موجودات ومصدر انوار فیوض وبرکات لکھا اور منقول کہ شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے رسالۂ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں:۔

"اولیا گفتہ اند ارواحنا اجسادنا یعنی ارواح ایشاں کار اجساد میکند وگاہی اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می برآید میگویند کہ رسول خدا را سایہ نبود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح ایشاں از زمین وآسمان وبہشت ہر جاکہ خواہند میروند وبسبب ہمیں حیات اجساد آنہا را در قبر خاک نمیخورد بلکہ کفن ہم میماند ابن ابی الدنیا از مالک روایت نمود ارواح مومنین ہر جاکہ خواہد سیر کند مراد از مومنین کاملین اند حق تعالیٰ اجساد ایشانرا قوت ارواح میدہد کہ در قبور نماز میخوانند وذکر میکنند وقرآن میخوانند اھ ملخصًا۔

marfat.com

مقال (۷) تفسیر عزیزی میں ارواح انبیاء و اولیاء و عام صلحاء علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر کے کہ بعض علیین اور بعض آسمان اور بعض درمیان آسمان و زمین اور بعض چاہ زمزم میں ہیں لکھتے ہیں:۔

"تعلقے بقبر نیز ایں ارواح را می باشد کہ بحضور ہر زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان بر قبر مطلع و مستانس میشوند زیرا کہ روح را قرب و بعد مکانی مانع ایں دریافت نمیشود و مثال آں در وجود انسان روح بصری است کہ ستارہا ہفت آسمان را درون چاہ می تواند دید"

یہ پچھلا جملہ زیادہ قابل لحاظ ہے۔

مقال (۸) مظاہر الحق ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے پانچویں قسم مہربانی اور انس کے لیے ہوتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی گزرے اوپر قبر مومن بھائی اپنے کے اور سلام کرے تو پہچانتا ہے وہ اس کو اور جواب سلام کا دیتا ہے وعزاہ للام النووی۔

مقال (۹) مولوی اسحاق صاحب نے اربعین میں عورتوں کے لیے زیارت قبر مطلقاً ممنوع ٹھہرانے کو نصاب الاحتساب سے نقل کیا کہ جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتی ہے ملعونہ ہوتی ہے۔ جب نکلتی ہے چار طرف سے شیاطین اسے گھیر لیتے ہیں۔

واذا اتت القبر یلعنها روح المیت۔	اور جب قبر پہ آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے۔

اپنا ادعائے اطلاق ثابت کرنے کو نقل تو کر گئے مگر نہ دیکھا کہ اس نے جمادیت موتی کا خاتمہ کر دیا کلام مذکور صاف دلیل واضح ہے کہ میت حضور زائر پہ مطلع ہوتا ہے اور یہ بھی پہچانتا ہے کہ یہ مرد ہے یا عورت اور اس کے بیجا فعل سے پریشان بھی ہوتا ہے یہاں تک کہ زن زائرہ پر لعنت کرتا ہے۔

مقال (۱۰) مرزا مظہر جانجانان صاحب اپنے ملفوظات میں حضرت

marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہتے ہیں:۔

"یکبار قصیدہ در مدح ایشاں گفتہ بودم عنایت بسیار بحال فقیر نمودہ از روئے تواضع فرمودند مالائق اینہمہ ستایش نیستیم"

مقال (۱۱)۔ اسی میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت کہا:۔

"یکبار قصیدہ بجناب ایشان عرض نمودم"

مقال (۱۲) شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:۔

اذا مات الانسان کان للتسمۃ	جب آدمی مرتا ہے روح حیوانی کے لیے
نشأۃ اخری فینشئ فیض الروح	ایک اور اُٹھان ہوتی ہے تو روح الٰہی
الالھی فیھا قوۃ فیما بقی من	کا فیض اس کے بقیہ حس مشترک میں
الحس المشترک تکفی کفایۃ	ایک قوت ایجاد کرتا ہے جو سننے اور
السمع والبصر والکلام الخ۔	دیکھنے اور کلام کرنے کا کام دیتی ہے

مقال (۱۳) مولینا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضح القرآن میں زیر کریمہ وما انت بمُسمعٍ مَن فی القبور فرماتے ہیں:۔

حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کر دہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا ہے۔

وصل دوم:۔

بقائے تصرفات وکرامات اولیا بعد الوصال میں۔

مقال (۱۴) شاہ ولی اللہ ہمعات میں لکھتے ہیں:۔

"در اولیائے امت واصحاب طرق اقوی کسیکہ بعد تمام راہ جذب باکد وجوہ باصل این نسبت میل کردہ ودرانجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند ولہذا گفتہ اند کہ

marfat.com

ایشاں در قبور خود مثل احیا تصرف میکنند"

مقال (۱۵) حجۃ اللہ البالغہ میں اہل برزخ کو چار قسم کر کے لکھا:۔

اذا مات انقطعت العلاقات فلحق بالملائکۃ وصار منهم والهم کالهمام وسعیٰ فیما یسعون فیه وربما اشتغل هؤلاء باعلاء کلمۃ اللہ ونصر حزب اللہ وربما کان لهم لمۃ خیر بابن آدم۔

جب مرتے ہیں علائق بدنی منقطع ہو کر ملئکہ سے ملتے اور انہیں میں سے ہو جاتے ہیں جس طرح فرشتے آدمیوں کے دل میں نیک بات کا القا کرتے ہیں یہ بھی کرتے ہیں اور جن کاموں میں ملئکہ سعی کرتے ہیں یہ بھی کرتے ہیں اور کبھی یہ پاک روحیں خدا کا بول بالا کرتے اور اس کے لشکر کو مدد دینے یعنی جہاد وصل کفار و امداد مسلمین میں مشغول ہوتی ہیں اور کبھی بنی آدم سے اس لیے نزدیک و قریب ہوتے ہیں کہ ان پر افاضۂ خیر فرمائیں۔

مقال (۱۶) تفسیر عزیزی میں ہے:۔

"بعض خواص اولیا را کہ جارحۂ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانند دریں حالت (یعنے بعالم برزخ) تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمیگردد"

یہی وہ عبارت ہے جس کے سبب مولوی منکر صاحب نے بھی بعض اموات کے لیے زیادت ادراک گوارا کی تھی۔

مقال (۱۷) مرزا مظہر صاحب اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:۔

"بعض ارواح کاملان بعد ترک تعلق اجساد آنہا را دریں نشاء و تصرفے باقی است الخ۔

marfat.com

مقال (۱۸)۔ میاں اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں حضرت جناب مولیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسبت خدا جانے کس دل سے یوں ایمان لاتے ہیں:۔

"در سلطنت سلاطین و امامت امرا ہمت ایشاں را دخلے ہست کہ بر سیاحان عالم ملکوت مخفی نیست۔"

مقال (۱۹)۔ اس میں شوکت و عظمت جناب مرتضوی لکھ کر کہا:۔

"شان جناب شیخین بس بلند بہ نسبت ابہت و جلال مذکور ست تمثیلش بظاہر مرتبۂ امیر کبیر ست کہ فارغ از امور سیاست گردیدہ ملازم بادشاہ گشتہ بہ نسبت کسیکہ قائم بر خدمات و مشغول بکار پردازی ست اگرچہ شوکت ظاہریہ و کثرت اتباع در حق ایں مصاحب بہ نسبت آں امیر اعظم قائم بخدمات اقل قلیل است لیکن در عزت و وجاہت فوق است چہ فی الحقیقۃ آں امیر با ہمگی شوکت و حشمت و اتباع خود گویا از اتباع آں مصاحب است زیرا کہ مشورت و تدبیرش در ہمہ اتباع بادشاہی جاری و ساری است انتہی ملخصا۔

مقال (۲۰) مظاہر حق میں ہے:۔

"تیسری قسم زیارت کی برکت حاصل کرنے کے لیے وہ زیارت اچھے لوگوں کی قبروں کی ہے اس لیے کہ ان کے لیے برزخ میں تصرفات و برکات بیشمار ہیں دنماہ للامام النووی۔

وصل سوم:۔

بعد وصال اولیاء کے فیض و امداد میں:۔

مقال (۲۱ تا ۳۱) شاہ ولی اللہ و مولوی خرم علی نے کہا:۔

"منتظر ہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو"

عزیزی نے فرمایا:۔

marfat.com

"ارباب حاجات حل مشکلات خود ازانہا می یابند"

دونوں شاہ صاحبوں[۲۵،۲۶] پھر مولوی خرم علی[۲۷] نے کہا:۔

"اویسیت قوی و صحیح ہے روحی فیض ہے روحانیت سے تربیت ہے"

عزیزی[۲۸] میں لکھا ہے:۔

"از اولیائے مدفونین انتفاع جاری است"

مرزا مظہر[۲۹] صاحب مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت مظہر:۔

"قصیدۂ عرض نمودم نوازش ہا فرمودند"

شاہ ولی اللہ[۳۰] و مولوی[۳۱] خرم علی نے کہا:۔

"شاہ عبدالرحیم ادب آموز ہوئے اپنے نانا کی روح سے"

کہ یہ سب اقوال مقصد اول کی نوع اول میں گزرے۔

مقال (۳۲) مرزا صاحب موصوف نے اپنے ملفوظات میں فرمایا:۔

"از فرط محبت کہ فقیر را بجناب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت است و سر منشاء نسبت علیہ نقشبندیہ ایشاں اند بمقتضائے بشریت غشادۂ بر نسبت باطنی عارض میشود خود بخود در رجوع بآنجناب پیدا گشتہ بالتفات ایشاں رفع کدورت میشود"

مقال (۳۳ تا ۳۶)[۳۳] اسی میں ہے:۔

"التفات غوث الثقلین بحلال منوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد باہیچکس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست"

پھر[۳۴] کہا:۔

"عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف است

marfat.com

مغلاں در صحرا ہا وقت خواب اسباب و اسپان خود بحمایت حضرت می سپارند و تاییدات از غیب ہمراہ ایشان میشود دریں باب حکایات بسیار است تحریر آں با طالت میرساند۔"

پھر کہا:۔

"سلطان المشایخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ بحال زائران مزار خود عنایت بسیار میفرمایند۔"

پھر کہا:۔

"ہمچنیں شیخ جلال پانی پتی التفاتہا می نمایند۔"

مقال (۳۷) قاضی ثناء اللہ پانی پتی جن کی مدح مقال ۶ میں گزری تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں:۔

"اولیاء اللہ دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمناں را ہلاک می نمایند و از ارواح بطریق اویسیت فیض باطنی میرسد۔"

مقال (۳۸ تا ۴۵) یہی قاضی صاحب سیف المسلول میں مرتبۂ قطبیت ارشاد کو یوں بیان کر کے کہ:۔

"فیوض و برکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الٰہی بر اولیاء اللہ نازل میشود اول بر یک شخص نازل میشود و از ان شخص قسمت شدہ بہر یک از اولیائے عصر موافق مرتبہ و بحسب استعداد او میرسد و بہیچکس از اولیاء اللہ بے توسط او فیضی نمیرسد و کسی از مردان خدا بے وسیلۂ او درجہ ولایت نمی یابد اقطاب جزئی و اوتاد و ابدال و نجبا و نقبا و جمیع اقسام اولیاے خدا بوئے محتاج میباشند صاحب ایں منصب عالی را امام و قطب الارشاد بالاصالۃ نیز خوانند و ایں منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مقرر بود۔"

مناصب ولایت حضور غوث اعظم عطا فرماتے ہیں

marfat.com

پھر ائمۂ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو بترتیب اس منصب عظیم کا عطا ہونا لکھ کر کہتے ہیں:۔

"بعد وفات[۳۸] عسکری علیہ السلام تا وقت ظہور سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلی[۳۹] ایں منصب بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بود"

پھر کہا:۔

"چوں حضرت غوث الثقلین پیدا شد ایں منصب مبارک بوی متعلق شد و تا ظہور محمد مہدی ایں منصب بروح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد"[۴۰]

پھر کہا:۔

"چوں امام محمد مہدی ظاہر شود ایں منصب عالی تا انقراض زمان بوی مفوض باشد"[۴۱]

اخیر میں کہا:۔

"استنباط ایں مدعا از کتاب اللہ و از حدیث بتوانیم کرد اھ ملخصا"

اصل ان سب اقوال ثلثہ کی جناب شیخ مجدد الف ثانی[۴۲] سے ہے جیسا کہ جلد سوم[۴۳] مکتوب ۱۲۳[۴۴] میں مفصلا مذکور ان کے کلام میں اس قدر امر اور زائد ہے کہ:۔

"بعد از ایشاں (یعنی حضرت مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی ابہریکی از ائمۂ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت و در اعصار ایں بزرگواران و ہمچنیں بعد از ارتحال ایشاں ہر کرا فیض و ہدایت میرسد بتوسط ایں بزرگواران بودہ ملاذ و ملجاے ہمہ ایشاں بودہ اند تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید قدس سرہ الخ اھ ملخصا

اور انہوں نے جلد ثانی میں خود اپنے لیے بھی اس منصب عالی کا حصول مانا اور اس اعتراض سے کہ پھر اس دوسرے میں منصب مذکور کا حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختصاص کب رہا جلد ثالث میں یوں جواب دیا کہ:۔

"مجدد الف دریں مقام نائب مناب حضرت شیخ است و بنیابت

حضرت شیخ ایں معاملہ بادمربوط است چنانکہ گفتہ اند نورالقمر مستفاد من نورالشمس فلا محذور۔

مقال (۵۸تا۶۴)۔ شاہ ولی اللہ انتباہ میں اور ان کے بارہ اساتذہ و مشایخ کہ عرب و ہند وغیرہما بلاد کے علماء و اولیاء ہیں حضرت مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو وقت مصیبت مددگار مانتے اور ع

"تجدہ عونا لك فی النوائب"

کو حق جانتے، وسیأتی نقلہ فی الوصل الآتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

مقال (۵۹) شاہ ولی اللہ نے ہمعات میں لکھا:۔

"از جملہ نسبتہائے معتبرہ نزدیک قوم نسبت اویسیہ است خواہ ایں مناسبت بہ نسبت ارواح انبیاء باشد یا اولیائے امت یا ملئکہ و بساست کہ مناسبت بروحی خاص حاصل شدہ بجہت آنکہ فضائل وی استماع کردہ مجتبی خاص بہم رسانید و آں محبت سبب کشادہ شدن راہی گردد میان روح وایں کس یا بجہت آنکہ روح مرشد وی یا جدوے باشد و در روے ہمت ارشاد منتسبان خود متمکن شدہ الخ انتہیٰ ملتقطا"

مقال (۶۰) اسی میں ہے:۔

"از ثمرات ایں نسبت (یعنی اویسیہ) رویت آں جماعت است در منام و فائدہ از ایشاں یافتن و در مہالک و مضایق صورت آں جماعت پدید آمدن و حل مشکلات وی بآں صورت منسوب شدن"

مقال (۶۱) اسی میں ہے:۔

"امروز اگر کسی را مناسبت بروح خاص پیدا شود و از انجا فیض بر دارد غالبًا بیرون نیست از انکہ ایں معنی بہ نسبت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باشد یا بہ نسبت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ یا بہ نسبت حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آنانکہ مناسبت

marfat.com

بسائر ارواح دارند باعث خصوص آں اسباب طاریہ شدہ اند
مثل آنکہ دے محبت آں بزرگ بسیار دارد و بر قبر دے بسیار میرود
و ایں معنی سلسلہ جنبان از جہت قابل گشتہ است و آں بزرگ را ہمت
قویہ بودہ است در تربیت منتسبان خود و آں ہمت ہنوز در روح
باقی است و ایں معنی سلسلہ جنبان از جہت فاعل است "

مقال (۶۲) حجۃ اللہ البالغہ میں ہے:۔

قد استفاض من الشرع ان
للہ تعالیٰ عبادا ھم افاضل
الملئکۃ وانھم یکونون سفراً
بین اللہ وبین عبادہ وانھم
یلھمون فی قلوب بنی آدم خیراً
وان لھم اجتماعات کیف تشاء
اللہ وحیث شاء اللہ، یعبر
عنھم باعتبار ذالك بالملاء
الاعلیٰ وان لارواح افاضل
الادمیین دخولا فیھم ولحوقاً
بھم کما قال اللہ تعالیٰ "یٰاَیَّتُھَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی
رَبِّكِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِی
فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ" و
الملاء الاعلیٰ ثلثۃ اقسام
قسم ھم نقوس انسانیۃ
صارت تعمل اعمالاً

یعنی بیشک شرع سے بدرجہ شہرت
ثبوت کو پہنچا کہ مقرب فرشتے خدا اور
اس کے بندوں میں واسطہ ہوتے
اور آدمیوں کے دلوں میں نیک بات
کا القا کرتے ہیں اور ان کے لیے اجتماع
ہیں جس طرح خدا چاہے اور جہاں چاہے
اسی لحاظ سے انہیں ملاء اعلیٰ کہتے ہیں
اور یہ بھی اسی طرح شرع سے بشہرت
ثابت کہ بزرگان دین کی روحیں بھی
ان میں داخل ہوتی اور ان سے ملتی
ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے
اطمینان والی جان پلٹ چل اپنے رب
کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی
اور وہ تجھ سے خوش پس داخل ہو میرے
بندوں میں اور آ میری جنت میں اور
ملاء اعلیٰ کی ایک قسم وہ ارواح انسانی
ہیں کہ ہمیشہ رستگاری کے کام کرتے

marfat.com

منجیۃ تفید اللحوق بہم حتی
طرحت عنہا اجلابیب بدا تھا
فانسلکت فی سلکھم وعدت
منہم اھ ملخصًا۔

رہے جن کے باعث ان ملائکہ سے ملے
یہاں تک کہ جب بدن کی نقابیں پھینکیں
ملاء اعلیٰ میں داخل ہوئے اور انہیں
سے شمار کیے گئے۔

مقال (۶۳) عزیزی میں فرمایا:۔

"در دفن کردن چوں اجزائے بدن بتمامہ یکجا می باشند علاقۂ روح با بدن از راہ نظر عنایت بحال میماند وتوجہ روح بزائرین و متانسین و مستفیدین بسہولت میشود"

مقال (۶۴) میاں اسمٰعیل صراط المستقیم میں لکھ گئے:۔

"حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر حضرات شیخین ہم ثابت است وآں تفضیل بجہت کثرت اتباع ایشاں وبواسطت مقامات ولایت بل سائر خدمات است مثل قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطۂ ایشاں است"

مقال (۶۵)۔ اسی میں ہے:۔

"حق جل وعلا بذات پاک خود یا بواسطۂ ملائکہ عظام یا ارواح مقدسہ بسبب برکت توسل بقبر آن محافظت طالب خواہد نمود"

مقال (۶۶) مولوی اسحاق کی مأتہ مسائل میں ہے:۔

سوال شخصیکہ منکر باشد فیض روح مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را در عالم برزخ وشخصیکہ منکر باشد از فیض ارواح مقدسہ انبیائے دیگر علیہم الصلوٰۃ والسلام وشخصیکہ منکر باشد از فیض ارواح اولیاء اللہ در عالم برزخ حکم او چیست"

جواب۔ ہر فیض شرعی کہ ثبوت آں باخبار متواتر باشد منکر آں

marfat.com

کافر است وہر فیضیکہ ثبوت آں باخبار مشہورہ باشد منکر آں ضال است وہر فیضیکہ ثبوت آں بخبر واحد باشد منکر آں بسبب ترک قبول گنہگار خواہد شد بشرطیکہ ثبوت آں بطریق صحیح یا بطریق حسن خواہد شد اھ ملخصاً"

ہر چند یہ جواب سراپا عیاری پر مبنی مگر سب نے دیکھا کہ سوال فیض برزخ سے تھا۔ واجب کہ جواب اسے بھی شامل ہو اس قدر امر نفی جنون کے لیے ضروری یا ان کی دیانت و للہیت سے انکار اور اخفائے حق و تلبیس با لباطل کا اقرار کیا جائے۔

مقال (۶۷) جناب شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:۔

"بعد از رحلت ارشاد پناہی قبلہ گاہی (یعنی خواجہ باقی باللہ علیہ رحمۃ اللہ) بتقریب زیارت مزار شریف بہ بلدۂ محروسہ دہلی اتفاق عبور افتاد روزے عبید زیارت مزار شریف ایشاں رفتہ بود در اثنائے توجہ بمزار متبرک التفاتے تمام از روحانیت مقدسۂ ایشاں ظاہر گشت و از کمال غریب نوازی نسبت خاصۂ خود را کہ بحضرت خواجہ احرار منسوب بود مرحمت فرمودند"

تنبیہ:۔ لفظ بتقریب زیارت مزار شریف الخ ملحوظ رہے اور یوہیں غریب نوازہ بھی کہ حضرت خواجۂ اجمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کے سے متعصبان طائفہ چڑتے ہیں۔

مقال (۶۸) شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں اپنے استاذ الاستاذ محدث ابراہیم کردی علیہ الرحمۃ کا حال لکھتے ہیں:۔

"دو سال کما بیش در بغداد ساکن بود بر قبر سیدی عبد القادر قدس سرہٗ متوجہ میشدند ذوق ایں راہ از انجا پیدا کردہ"

مقال (۶۹) اسی میں حضرت میر ابو العلی قدس سرہ کے ذکر مبارک میں لکھا:۔

marfat.com

"بمزار فائض الانوار حضرت خواجۂ معین الدین چشتی قدس سرہ متوجہ بودند و از انجناب دلربا ینہا یافتند و فیضہا گرفتند"

مقال (۷۰ و ۷۱) اسی میں اپنے نانا ابوالرضا محمد سے نقل کیا:۔

"میفرمودند یکبار حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ را در یقظہ دیدم اسرار عظیم دران محل تعلیم فرمودند"

مقال (۷۲) اسی میں شیخ مذکور کے حالات میں لکھا:۔

"عجوزۂ را از مخلصان بعد وفات ایشاں تپ و لرزہ گرفت بغایت نزار گشت شبی بنوشیدن آب و پوشیدن لحاف محتاج شد و طاقت آن نداشت و کسے حاضر نبود ایشاں متمثل شدند و آب دادند و لحاف پوشانیدند آنگاہ غائب شدند"

مقال (۷۳ تا ۷۵) قول الجمیل میں ہے:۔

تادب شیخنا عبد الرحیم من روح الائمۃ الشیخ عبد القادر الجیلانی والخواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبندی والخواجہ معین الدین بن الحسن الچشتی وانہ رآھم واخذ منہم الاجازۃ وعرف نسبۃ کل احد منہم علی حدتہا مما فاض منہم علی قلبہ وکان یحکی لنا حکایتہا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین۔

یعنی ہمارے مرشد شیخ عبد الرحیم نے نے ائمۂ کرام حضور غوث اعظم و خواجہ نقشبند و خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح طیبہ سے آداب طریقت سیکھے اور ان سے اجازتیں لیں اور ہر ایک کی نسبت جو ان سرکاروں سے ان کے دل پر فائض ہوئی جدا جدا پہچانی اور ہم سے اس کی حکایت بیان کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان سب حضرات اور ان سے راضی ہو۔

مولوی خرم علی صاحب نے اگرچہ رآھم کے ترجمہ میں لفظ خواب میں دیکھا

ف اولیا کا بعد انتقال بیداری میں آکر مدد فرمانا

marfat.com

اپنی طرف سے بڑھا دیا جس پر کلام شاہ ولی اللہ میں اصلا دلیل نہیں مگر ارواح عالیہ کا فیض بخشنا اجازتیں دینا نسبتیں عطا فرمانا مجبورانہ مسلم رکھا۔

مقال (۷۶ و ۷۷) مرزا جانجانان صاحب فرماتے ہیں:۔

"از حضرت شیخ عبدالاحدؒ رحمۃ اللہ علیہ دو کس طریقہ گرفتند یکے طریقہ قادری اخذ کرد دیگرے طریقہ نقشبندیہ اختیار نمود ایشاں فرمودند کہ روح مبارک حضرت غوث الاعظم تشریف آوردہ صورت مثالی مرید خاندان خود را ہمراہ بردند و حضرت خواجہ نقشبند تشریف فرما شدہ صورت مثالی معتقد خود را با خود بردند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم"

مقال (۷۸) اسمٰعیل نے صراط المستقیم میں اپنے پیر کا حال لکھا:۔

"روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ و تا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعی در مابین روحیں مقدسین در حق حضرت ایشاں ماندہ نہ یرا کہ ہر دو احدانہ یں ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشاں بتمامہ بسوئے خود می فرمودند تا اینکہ بعد انقراض زمانہ تنازع و قوع مصالحت بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشاں جلوہ گر شدند و تا قریب یک پاس ہر دو امام بر نفس نفیس حضرت ایشاں توجہ قوی و تاثیر زور آور میفرمودند تا اینکہ در ہمان یک پاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیبہ حضرت ایشاں گردید"

مقال (۷۹) اسی میں ہے:۔

"روزے حضرت ایشاں بسوئے مرقد منور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز تشریف فرما شدند بر مرقد مبارک ایشاں مراقب نشستند دریں اثنا یہ روح پر فتوح ایشاں ملاقات متحقق شد و آنجناب بر حضرت ایشاں توجہی

marfat.com

بس قوی فرمودند کہ بسبب آں توجہ ابتدائے حصول نسبت چشتیہ منحقق شد"

وصل چہارم اصل مسئلہ مسئولہ سائل :-

یعنی اولیائے کرام سے استمداد و التجا اور اپنے مطالب میں طلب دعا اور حاجت کے وقت ان کی ندا میں۔

مقال (۸۰ تا ۸۸) شاہ ولی اللہ[۸۰] نے ہمعات میں کہا:-

"بزیارت قبر ایشاں رود و از انجا انجذاب دریوزہ کند"

رباعی[۸۱] میں کہا ع

فیض قدس از ہمت ایشان میجو

وہ[۸۲] پھر مولوی خرم علی[۸۳] کہتے ہیں:-

"میت سے قریب ہو پھر کہے یا روح"

عزیزی[۸۴] میں فرمایا:-

"از یشان تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہا می نمایند"[۸۵]

اور فرمایا:-

"ارباب حاجات حل مشکلات خود از انہا می طلبند"

اسی[۸۶] میں ہے:-

"از اولیائے مدفونین استفادہ جاری است"

مرزا[۸۷] صاحب نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت فرمایا:-

"در عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع میشود"

کہ یہ سب اقوال مقصد اول میں گزرے۔

شاہ عبدالعزیز[۸۸] صاحب نے سیدی احمد زندق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہا:-

marfat.com

"مردے جلیل القدر ریست کہ مرتبۂ کمال او فوق الذکر است"
پھر ان سے نقل کیا مصیبت میں یا زرق کہہ کر پکاریں فوراً مدد کو آؤں گا یہ اسی مقصد میں گزرا۔

مقال (۸۹) مرزا صاحب کے وصایا میں ہے:۔

"بزیارت مزارات اولیا در یوزۂ فیض جمعیت کن الخ"

مقال (۹۰ تا ۱۰۲) شاہ ولی اللہ[۹۰] کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھتے ہیں:۔

"ایں فقیر خرقہ از شیخ ابو طاہر کردی پوشیدہ و ایشاں بعمل آنچہ در جواہر خمسہ است اجازت دادند"

پھر کہا ایضاً:۔

"فقیر در سفر حج چوں بلاہور رسید دستبوس شیخ محمد سعید لاہوری دریافت ایشاں اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ"

یہ شیخ ابو طاہر[۹۱] کردی مدنی شاہ ولی اللہ کے شیخ حدیث و پیر سلسلہ ہیں مدینہ طیبہ میں مدتوں ان کی خدمت میں رہ کر سلاسل حدیث حاصل کیے کہ وہی ان سے شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان سے مولوی اسحاق کو پہنچی اور ان[۹۶] شیخ محمد سعید کی نسبت انتباہ میں لکھا:۔

"یکے از اعیان مشایخ طریقہ بودند شیخ معمر ثقہ"

اسی میں دونوں مشایخ سے سلاسل اجازت بیان کیے جن سے ثابت کہ شیخ ابراہیم[۹۳] کردی والد شیخ ابو طاہر مدنی اور ان کے استاذ شیخ احمد[۹۴] قشاشی اور ان کے استاذ شیخ احمد[۹۵] سنادی اور شاہ ولی اللہ کے استاذ الاستاذ شیخ احمد[۹۶] نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ ولی اللہ کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل ہیں کما یظہر من المسلسلات وغیرہا۔ اور ان شیخ معمر ثقہ کے پیر شیخ

marfat.com

محمد اشرف[۹۷] لاہوری اور ان کے شیخ مولینا[۹۸] عبدالملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی[۹۹] اور شیخ شنادی کے پیر حضرت سید[۱۰۰] صبغۃ اللہ بروجی اور ان دونوں صاحبوں کے پیر مولینا وجیہہ[۱۰۱] الدین علوی ان سب علماء مشایخ نے سیفی وغیرہ اعمال جواہر خمسہ کی اجازتیں اپنے اساتذہ سے لیں اور تلامذہ کو عطا کیں اور جناب شاہ محمد غوث گوالیاری تو ان سلاسل کے منتہی اور جواہر کے مؤلف ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اب ملاحظہ ہو کہ اسی جواہر خمسہ میں اسی دعائے سیفی کی ترکیب میں کیا لکھا ہے۔

"نادعلی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند و آں این است"

نادعلیاً مظہر العجائب　　تجدہ عوناً لك فی النوائب،

کل ہم وغم سینجلی　　بولایتك یا علی یا علی یا علی

اگر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشا ماننا مصیبت کے وقت مددگار جاننا ہنگام غم و تکلیف اس جناب کو ندا کرنا یا علی یا علی کا دم بھرنا شرک ہو تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک حضرات مذکورین سب کفار و مشرکین ٹھہرے۔ اور سب سے بڑھ کر بھاری مشرک کٹر کافر عیاذاً باللہ شاہ ولی اللہ ہوں جو مشرکوں کو اولیاء اللہ جانتے اپنا شیخ و مرشد و مرجع سلسلہ مانتے احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سندیں ان سے لیتے۔ مدتوں ان کی خدمتگاری و کفش برداری کی داد دیتے انہیں شیخ ثقہ عادل بتاتے ان کی ملاقات کو بلفظ دست بوس تعبیر فرماتے ہیں محدثی کا تمغا حدیث کی سندیں یوں برباد ہوئیں کہ اتنے مشرکین ان میں داخل۔

پھر شاہ عبدالعزیز صاحب کو شاہ ولی اللہ صاحب سے یہی نسبت خدمت و ارادت و تلمذ و بیعت و مدح و عقیدت حاصل اور ان کی سب سندوں میں تمہارے طور پہ یہ مشترک اعظم و کافر اکبر شامل کہاں کی شاہی کیسی محدثی اصل ایمان کی سلامتی مشکل، انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

پھر مولوی اسحق و میاں اسمٰعیل بیچارے کس گنتی میں کہ ان کی تو ساری کرامات

marfat.com

اسی شرکستان کی بھٹی میں مشرکوں کی نسل مشرکوں کی اولاد مشرک ہی پیر مشرک ہی استاد آنکھ کھلتے ہی مشرک نظر پڑے ہوش سنبھلتے ہی مشرکوں میں بگڑے مشرکوں کی گود مشرکوں کی بغل۔ مشرکوں کا دودھ۔ مشرکوں کا عمل۔ مشرکوں میں پلے۔ مشرکوں میں بڑھے مشرکوں سے سیکھے۔ مشرکوں سے پڑھے۔ مشرک دادا مشرک نانا عمر بھر مشرکوں کو جانا مانا العیاذ باللہ رب العالمین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ الحق المبین مسلمان دیکھیں کہ یا علی یا علی کو شرک ٹھہرانے کی کیا سزا ملی نہ ناحق مسلمانوں کو مشرک کہتے نہ اگلوں پچھلوں کے سر شرک بندنے کی مصیبت سہتے۔ اس سے یہی بہتر کہ راہ راست پہ آئیں سچے مسلمانوں کو مشرک نہ بنائیں ورنہ اپنوں کے ایمان کی فکر فرمائیں کہ کردہ کہ نیافت کو بھول نہ جائیں ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں امان نداد کہ شب را سحر کند

نسأل اللہ العافیۃ وحسن العاقبۃ آمین۔

مقال (۱۰۳) اسی انتباہ میں بعض مشایخ حضرات قادریہ قدست اسرارہم سے حصول مہمات وقضائے حاجات کے لیے ایک ختم یوں نقل کیا:۔

"اول دو رکعت نفل بعد ازاں یک صد یازدہ بار درود بعد ازاں یک صد یازدہ بار کلمۂ تمجید و یک صد یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی الخ"

مقال (۱۰۴) شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:۔

"کاش اگر قتلہ عثمان و دوازدہ سال دیگر ہم تن بصبر دادند و سکوت کردہ می نشستند سند دہند و ترک و چین نیز مثل ایران و خراسان یا علی یا علی می گفتند الخ"

مقال (۱۰۵) رسالہ فیض عام مزارات اولیاء سے استعانت میں شاہ صاحب کا یہ ارشاد ہے:۔

marfat.com

"طریق استمداد از ایشاں آنست کہ بزبان گوید ای حضرت من برائے فلاں کار در جناب الٰہی التجا میکنم شما نیز بدعا و شفاعت امداد من نمائید لکن استمداد از مشہورین باید کرد۔"

یہ خاص صورت مسئولہ کا جواب ہے واللہ الہادی الی سبیل الصواب

الحمد للہ کہ یہ نوع بھی اپنے منتہی کو پہنچی سو مقال کا وعدہ تھا ایک سو پانچ گنے اس کی وجہ یہ ہے کہ مقصد اول میں پینتیس ۳۵ سوال تھے مقصد دوم میں ساٹھ ۶۰ حدیثیں ادھر نوع اول میں دو سو ۲۰۰ قول اب یہ ایک سو پانچ ۱۰۵ مقال مل کر چار سو ۴۰۰ کا عدد کامل اور فقیر کا وہ مدعا حاصل ہو گیا کہ مولوی صاحب سددہ اللہ تعالیٰ کے اصل مذہب اور اس چند سطری تحریر پہ چار سو وجہ سے اعتراض ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

marfat.com

خاتمہ رسالہ

(بیں در بارۂ سماع موتی علمائے عرب کا فتویٰ)

اس رسالہ کے زمانہ تالیف میں فقیر کو معتبر طور پر خبر پہنچی کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں اگر وہ ہمارے مسئلہ کا رد لکھے گا ہم دونوں تحریریں مولویان بھوپال کو بھیج دیں گے کہ وہ حکم ہو جائیں گے۔

اقول تحکیم بے قبول طرفین معقول نہیں مولوی صاحب ماشاء اللہ فاضل ہیں یہیں کیوں نہ تصفیہ ہو جائے طالبان تحقیق کو اظہار حق سے کیوں باک آئے رسالۂ فقیر کو ملاحظہ فرمائیں اگر حق واضح ہو تسلیم واجب ورنہ جواب مناسب۔ ہاں تحریر جواب میں استمداد و استعانت کا اختیار ہے بھوپالیوں سے ہو یا بنگالیوں سے اور اگر اوروں ہی پر رکھنا صلاح وقت ہے تو اہل ہند میں جسے دیکھے گا بلا مرجح خود احد المفریقین ہے بھوپالیوں کو مثلاً مصطفےٰ آبادیوں پر کیا وجہ ترجیح ہے۔ لہذا سب سے قطع نظر کر کے علمائے عرب کو حکم کیجئے کہ دین وہیں سے نکلا اور وہیں کو پلٹ جائے گا اور وہاں کے جمہور علما پر ان شاء اللہ تعالیٰ شیطان ہرگز قابو نہ پائے گا جناب جناب مولینا اگر اس رائے کو پسند فرمائیں تو ان اکابر کرام کا مہری دستخطی فتوی بالفعل فقیر کے پاس اصل موجود جس میں اکثر مسائل وہابیت کا رد واضح فرمایا اور طائفہ جدیدہ کو ضال مضل مبتدع مبطل ٹھہرایا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ اس میں سے چند سطریں متعلق مسئلہ سماع مع شرح دستخط علما بتلخیص و التقاط حاضر کرتا ہے واللہ الہادی۔

marfat.com

اس سوال کے جواب میں کہ وہابیہ عدم علم و عدم سماع موتی کا ادعا و اعتقاد رکھتے ہیں فرمایا

هذا الادعاء افتراء قبيح وهذا الاعتقاد اعتداء صريح فان العلماء المحققين من الحنفية والشافعية وغيرهم قد اثبتوا اطلاع الانسان في البرزخ وسماعه لسلام الزائر وكلامه ومعرفته والانس به بالاحاديث الصحيحة والاثار الصريحة وتلك المسئلة مع دلائلها مصرحة في المرقاة شرح المشكوٰة لعلي القاري الحنفي و شرح الصدور للحافظ السيوطي وشفاء السقام للامام السبكي وغيرها من الكتب المشهورة لجمهور المحققين حتى اشار اليه في كتب العقائد المشهورة فقد صرح في المقاصد و شرحه انه عند المعتزلة وغيرهم البنية المخصوصة شرط في الادراك

یعنی وہابیہ کا یہ ادعا افتراء قبیح اور یہ اعتقاد ظلم صریح ہے حنفیہ و شافعیہ وغیرہم کے علمائے محققین نے صحیح حدیثوں صریح خبروں سے ثابت کیا ہے کہ آدمی برزخ میں علم رکھتا اور زائر کا سلام و کلام سنتا اور اسے پہچانتا اور اس سے انس حاصل کرتا ہے مرقاۃ شرح مشکوۃ علی قاری حنفی شرح الصدور حافظ سیوطی شافعی و شفاء السقام امام سبکی وغیرہا جمہور محققین کی کتب مشہورہ میں اس مسئلہ اور اس کے دلائل کی تصریح ہے یہاں تک کہ علما نے عقائد کی مشہور کتابوں میں اس کی طرف اشارہ کیا مقاصد و شرح مقاصد میں تصریح فرمائی کہ معتزلہ وغیرہم کے نزدیک یہ بدن شرط ادراک ہے تو ان کے مذہب میں جب آلات بدنی نہ رہے ادراک جزئیات بھی نہ رہا اور ہم اہل سنت

marfat.com

فعندهم لا یبقی ادراك الجزئیات عند فقد الآلات وعندنا یبقی وهو الظاهر من قواعد الاسلام ولهذا ینتفع بزیارة قبور الابرار والاستعانة من نفوس الاخیار الخ وبالجملة فالنفس الانسانیة تبقی لها الادراکات ولها تعلقات کثیرة بموضع دفن جسدها والاحادیث والآثار شاهدة لذلك لا ینکرها بعد العلم بها الا مکابر معاند الخ۔

کے نزدیک ادراک باقی رہتا ہے قواعد اسلام اسی کی تائید کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قبور ابرار کی زیارت ارواح اولیا سے استعانت نفع دیتی ہے غرض روح انسانی کے ادراکات باقی اور اسے موضع دفن سے بہت تعلقات ہیں احادیث و آثار اس پر گواہ ہیں جنہیں جان بوجھ کر انکار نہ کرے گا مگر باطل کوش دشمن حق۔

اس کے بعد شبہات منکرین کا نصوص علماء سے رد کیا اور عمائد علمائے حرمین طیبین نے اس پر مہر و دستخط ثبت فرمائے۔

شرح دستخط حضرت مولینا محمد بن حسین کتبی حنفی مفتی مکہ معظمہ

لا کلام فیه ولا شك یعتریه۔

اس میں نہ کلام کی گنجائش نہ شک کی خلش۔

ای برقمه محمد بن حسین الکتبی الحنفی مفتی مکة المکرمة عفی عنه امین

marfat.com

شرح دستخط حضرت مولینا و شیخ مشایخنا رئیس المدرسین بالمسجد الحرام مولینا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

لا یلتفت المفید الا الیہ ولا یعول المستفید الا علیہ

مفید التفات نہ کرے مگر اسی طرف اور مستفید اعتماد نہ کرے مگر اسی پر

امر برقمہ رئیس المدرسین الکرام بالمسجد المکی الحرام الراجی لطف ربہ الخفی جمال بن عبداللہ شیخ عمر الحنفی لطف اللہ تعالیٰ بھما

عبدہ جمال شیخ عمر

شرح دستخط حضرت مولینا حسین بن ابراہیم مالکی مفتی مکہ مبارکہ

لاریب فیہ ولا شک یعتریہ المالکیۃ بمکۃ

عبدہ حسین

کتبہ الفقیر حسین بن ابراھیم مفتی الشرفۃ المحمیۃ

شرح دستخط حضرت مولینا و شیخنا و برکتنا زین الحرم عین الکرم مولینا احمد زین دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ قدس سرہ العزیز

رأیت ھذا المؤلف الشریف الحاوی لکل برھان لطیف فرأیتہ قد نص علیٰ عقائد اھل الحق المؤیدین وابطل

میں نے یہ شریف تالیف جامع ہر دلیل لطیف دیکھی تو میں نے اسے پایا کہ اہل حق دار ہاب تایید کے عقیدے صاف واضح لکھے ہیں اور

marfat.com

عقائد اهل الضلال المبطلين۔

باطل پرست گمراہوں کے مذہب باطل کیے۔

من ربہ الغفران

رقمہ بقلمہ المرتجی احمد بن زین دحلان

احمد دحلان

شرح دستخط حضرت مولینا محمد بن محمد غرب شافعی مدنی مدرس مسجد مدینہ طیبہ

تاملت فی ھذا المؤلف قرأیت مؤلفہ قد اجاد ولکل نص سنی صریح افاد۔

میں نے یہ رسالہ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے مصنف نے جید کلام لکھا اور ہر نص روشن کا افادہ کیا۔

کتبہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ محمد بن محمد الغرب الشافعی

مہر صاف نخواندہ شد

خادم العلم بالمسجد النبوی

شرح دستخط مولینا عبد الکریم حنفی از علمائے مدینہ منورہ

لما تاملت فی ھذہ الرسالۃ وجدتھا کالسیف الصارم للمعاند الضال لا یطعن فیھا الا من اختل عقلہ وقبحت سیرتہ فی جمیع الآجال۔

جب میں نے یہ رسالہ غور سے دیکھا اسے معاند گمراہ کے حق میں مثل تیغ برّان پایا نہ طعنہ کرے گا اس میں مگر وہ جس کی مت کٹی اور عادت بد ہوئی ہر زمانہ میں۔

من خدام طلبۃ العلم بالمسجد النبوی

المتوکل علی اللہ الحظم عبد الکریم بن عبد الحکیم ھ

marfat.com

شرح دستخط مولینا عبدالجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ سکینہ

وقفت علیٰ هذا المجموع فالفته جهنداسل علی من شق عصا الجماعة معزالا عن السنة۔

میں اس تالیف پر واقف ہوا تو اسے ایک تیغ ہندی پایا کھینچی گئی اس پر جس نے جماعت کا خلاف کیا اور سنت سے کنارہ کش ہوا۔

اشار برقمه الی الشیخ الاجل الورع الفقیه الزاهد مولٰنا عبدالجبار الحنبلی البصری نزیل المدینة المنورة متع الله المسلمین ببقائه آمین۔

عبدالجبار

شرح دستخط حضرت مولینا السید ابراہیم بن الخبار شافعی مفتی مدینہ امینہ

کم طالعت بعد ما اطلعت ردودا للعلماء الاجلة علی الفرقة الضالة المضلة فما رأیت مثل هذه الرساله

میں نے جب سے اطلاع پائی اس فرقہ گمراہ و گمراہ گر پہ علمائے جلیل کے بہت رد دیکھے مگر اس رسالہ کا مثل نظر سے نہ گزرا۔

قال بقمه ورقمه بقلمه خادم العلم بالحرم النبوی ابراهیم ابن المرحوم محمد خیار الحسنی الحرمی۔

ابراہیم بن محمد خیار

marfat.com

الحمد للہ علی حصول المسئول وبلوغ الکلام نہایۃ المامول۔

فقیر عبدالمصطفےٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی نے اس رسالہ کا مسودہ اوائل رجب ۱۳۰۵ھ میں کیا۔ پھر بوجہ عروض بعض اعراض و اہتمام دیگر اغراض مثل تحریر مسائل و تصنیف بعض دیگر رسائل جن کی ضرورت اہم نظر آئی اس کی تبییض نے تاخیر پائی اب بحمد اللہ بعنایت الٰہی و اعانت حضرت رسالت پناہی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام و علی آلہ و صحبہ الکرام سلخ شعبان سنہ مذکورہ کو وقت عصر یہ مسودہ بیضہ ہوا اور اثنائے تبییض میں سرکار مفیض سے فیوض تازہ کا افاضہ ہوا۔

والحمد للہ اولاً واخراً وباطناً وظاہراً وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وعلینا بہم وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً نسأل اللہ تعالیٰ ان یتقبل سعینا ویغفر لنا ذنوبنا ویرحم فاقتنا ویحیینا مسلمین ویمیتنا مؤمنین ویحشرنا فی زمرۃ الصالحین وان ینفع بھذا التالیف وسائر تصانیفی جمیع اخوانی فی الدین انہ سمیع قریب قدیر مجیب والحمد للہ رب العالمین ط

تمت بالخیر

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تکمیل جمیل وتسجیل جلیل

چند فوائد عالیہ کی یاددہانی میں

حامداً ومصلیاً ومسلماً

ہرچند یہ فوائد وہی ہیں جن کا ثبوت مباحث رسالہ میں گزرا مگر کتاب میں ان کے لیے کوئی فصل معین نہ تھی متفرق مواقع پر واقع ہوئے لہذا اُن کے مہتم بالشان ہونے نے چاہا کہ یہاں ان کے مواضع پر مطلع کردیا جائے۔

(فائدہ اولی) اس مسئلہ میں خلاف کرنے والے بدعتی گمراہ ہیں دیکھو (قول ۱۵) کہ ادراکات موتی کا انکار مذہب معتزلہ ہے (قول ۱۸) کہ بعض معتزلی رافضی جمادیت موتی سے سند لائے (قول ۱۹) کہ میت کا جماد ہونا مذہب اعتزال ہے (قول ۲۵) کہ علم موتی کا منکر نہ ہوگا مگر جو حدیثوں سے جاہل ہے اور دین سے منکر (قول ۹۹ و ۲۰۰) کہ علم وسمع وبصر موتی پر تمام اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے۔ پر ظاہر کہ ان کے اجماع کا مخالف نہ ہوگا مگر بدمذہب گمراہ۔

(فائدہ ثانیہ) اہل قبور کہ زائروں کو دیکھتے پہچانتے ان کا کلام سنتے سلام لیتے جواب دیتے ہیں یہ بات ہمیشہ ہے اس میں کسی دن کی تخصیص نہیں جمعہ وغیر جمعہ سب یکساں نہ کسی وقت کی خصوصیت ہاں جمعہ کے دن خصوصاً صبح کو معرفت ترقی پر ہوتی ہے دیکھو (قول ۶۶ و ۶۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و حاشیہ ۸۱) اور خود وہ تمام احادیث اور صدہا اقوال کہ فصول مقاصد دوم وسوم میں اس مطلب پر منقول ہوئے اپنے اطلاق وارسال سے اس عموم واطلاق کی دلیل کافی ہیں کما مر مما لا یشارۃ

marfat.com

الیہ فی الکتاب۔

(فائدہ ثالثہ) ارواح مومنین کو اختیار ہوتا ہے کہ زمین آسمان میں جہاں چاہیں جائیں سیر کریں جولان فرمائیں دیکھو (حدیث ۱ و ۲ و قول ۳ و مقال ۴) یہاں تک کہ بیداری میں اپنے مخلصین سے ملتے فیض بخشتے ہیں (مقال ۵ و ۶) ناتوان بیماروں کو پانی پلاتے کپڑا اوڑھاتے ہیں (مقال ۷) جہادوں میں شرکت فرماتے ہیں (مقال ۵) دوستوں کی مدد دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں (مقال ۷) یہاں تک کہ شرح سنن نسائی شریف میں تصریح فرمائی کہ ارواح کا حال جسم کا سا نہیں وہ ایک وقت میں چند جگہ ہو سکتی ہے (قول ۹)

میں کہتا ہوں اولیائے احیا کی حکایات منقول کہ ایک وقت میں ستر جگہ تشریف فرما تھے۔ پھر بعد وصال کہ روح اپنی آزادی و ترقی کامل پہ ہوتی ہے اس وقت کے افعال کا کہنا ہی کیا ہے۔ نہر الربی میں یہیں یہ بھی نقل فرمایا کہ ایمان والوں کے دل اسے بے تکلف قبول کر سکتے ہیں کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب خدمت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے سدرۃ المنتہیٰ سے جدا نہ ہوتے ہوں بلکہ اسی آن میں یہاں بھی ہوں اور وہاں بھی العیاذ علی الحاشیۃ پھر سفلے غافلین کا خود حضور پہ نور روح القسط روح المقدس روح الارواح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ جاہلانہ وسوسہ کہ اگر وہ کسی مجلس خیر میں تشریف لائیں تو پیش از قیامت مرقد اطہر سے خروج لازم ہو اور چاہیئے کہ اس وقت روضۂ انور

لہ ہذا جبریل علیہ السلام رآہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولہ ست مائۃ جناح منہا جناحان سدا الافق وکان یدنو من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی یضع رکبتیہ علی رکبتیہ ویدیہ علی فخذیہ وقلوب المخلصین تسمع للایمان بانہ من الممکن انہ کان ہذا الدنو ہو فی مستقرہ من السموات وفی الحدیث فی رویۃ جبرئیل معرفت رأسی فاذا جبرئیل صاف قدمیہ بین السماء والارض یقبل یا محمد انت رسول اللہ وانا جبریل فجعلت اصرف بصری حتی ناحیۃ الارأیہ کذلک ۱۲ نہر الربی۔

marfat.com

خالی رہ جائے محض حماقت۔

اولاً:۔ وہی روح کا جسم پہ طفلانہ قیاس اور نہ دان وہم میں سلطان عقل کا احتباس۔

ثانیاً:۔ ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ روحیں تو عوام مومنین کی بھی قبور میں محبوس نہیں رہتیں بلکہ اپنے اپنے مراتب کے لائق علیین یا جنت یا آسمان یا چاہ زمزم وغیرہا میں ہوتی ہیں جیسے علمائے کرام یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی تفسیر عزیزی[1] میں مفصلا ذکر کیا۔

ثالثاً:۔ یہ اعتراض بعینہ ان احادیث کثیرہ پہ بھی وارد جن میں صریح تصریح کہ ارواح مومنین بعد انتقال جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں لازم کہ جب وہ سیر کو جائیں قبریں خالی رہ جائیں اور قیامت سے پہلے حشر ہو جائے مگر جہل و تعصب جو نہ کرادیں وہی غنیمت ہے۔

چند سال ہوئے فقیر کے پاس ایک سوال آیا زید کہتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں عمرو منکر ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس کے جواب میں مفصل فتوی لکھا اور وہاں اس سیر و اختیار کو شہدا و غیر شہدا عام مومنین کی ارواح کے لیے بہت حدیثوں سے ثابت کیا اور کلمات علمائے دین سے اس کے وقائع نقل کیے یہ فتوی فقیر کی مجلد

---

[1] مقام علیین بالائے ہفت آسمان است و پایۂ آن متصل السدرۃ المنتہیٰ و بالائے آن متصل بپایۂ عرش مجید و ارواح نیکاں بعد از قبض در انجا میرسند و مقربان یعنی انبیاء و اولیا دران مستقر می مانند و عوام صلحا را بعد نویسانیدن در سیدن نامہائے اعمال بر حسب مراتب در آسمان دنیا یا در میان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار می گیرند و تعلق بقبر نیز ایں ارواح می باشند آخر عبارت تک کہ مقال ۷ میں گزری ۱۲ تفسیر عزیزی۔

marfat.com

ششم فتاوی مسمّٰی بہ العطایا النبویّۃ فی فتاوی الرضویّۃ میں منسلک
والحمد للہ ربّ العالمین۔

(فائدہ رابعہ بغایت نافعہ) ارواح طیبہ کے نزدیک دیکھنے سننے میں دور و نزدیک سب یکساں ہے یہ ایک مطلب نفیس و جلیل و عظیم الفائدہ ہے جس کی طرف توجہ خاص لازم دیکھو (قول ۶۵) کہ اولیائے احیا نور خدا سے دیکھتے ہیں اور نور خدا کو کوئی چیز حاجب نہیں پھر اموات کا کیا کہنا (قول ۶۹) کہ قبر سے نہ دیکھی تو جمعہ کو ہوتی ہے اور ادراک و شناخت دائمی (قول ۸۶ و ۸۷) کہ روح جنت یا آسمان یا علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہوتی ہے اور وہیں سے زائر کی آواز سنتی جواب دیتی ادراک کرتی اپنے بدن سے کام لیتی ہے پھر کون بتا سکتا ہے کہ زمین سے جنت تک کئی لاکھ کئی کروڑ منزل کا فاصلہ ہے نہ کہ بریلی سے بغداد یا ہند سے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علی مالکہا و آلہ وبارک وسلم (قول ۱۱۳ و ۱۱۴) کہ ارواح کے آگے کچھ پردہ نہیں اور انہیں سارا جہاں یکساں ہے۔ (قول ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹) کہ ارواح قدسیہ سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے۔ (مقال ۱۰)۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول کہ روح کو قرب و بعد مکانی اس دریافت کا حاجب نہیں اس کا حال نگاہ کا سا ہے کہ کوئیں کے اندر سے ساتوں آسمان کے ستارے دیکھ سکتی ہے۔

یہی معنی ہیں ارشاد عالی دو امام اہلبیت طہارت دو فرزند ریحانیں رسالت حضرت امام اجل زین العابدین علی بن حسین شہید کربلا و حضرت امام حسن مثنی ابن امام اکبر سیدنا حسن مجتبیٰ صلوٰت اللہ وسلامہ علی ابیہم الکریم وعلیہم کے کہ زائر ان مزار اقدس سے فرمایا:۔

انتم ومن فی الاندلس سواء — تم اور جو اندلس میں بیٹھے ہیں برابر ہو
حکاہ فی جذب القلوب وغیرہ۔

marfat.com

سوال ۶- میں حدیث گزری کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو روضۂ اقدس پہ کھڑا تمام جہان کی آوازیں سنتا ہے معلوم ہوا کہ یہ خاصۂ ملزومۂ الوہیت نہیں بلکہ بندے کو اس کا حصول ممکن اور زیرِ قدرت الٰہی داخل پھر کسی کے لیے اس کا اثبات شرک ہونا عجب تماشا ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس کی تحقیق تمام اپنے رسالہ "سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی" میں ذکر کی وباللہ التوفیق۔

(فائدۂ خامسہ) ولہٰذا ان کی امداد ہر جگہ جاری کچھ نزدیکوں پہ منحصر نہیں اور اسی لیے ان سے استمداد اور ان کی ندا میں بھی حضورِ مزار بغیر مشروط بلکہ جہاں سے چاہو صحیح و درست ہے اگرچہ حضورِ مزارات میں نفع اتم و زائد ہے دیکھو (قول ۱۱۳ و ۱۱۴) غور کرو ائمۂ مجتہدین کے پیرو تمام ملک خدا میں کہاں سے کہاں تک پھیلے ہیں پھر وہ کیونکر ہر شخص کی ہر مشکل و آفت میں مدد فرماتے اور دائما خبر گیراں رہتے ہیں اسی طرح حضرات اولیائے کرام اپنے مریدان سلاسل کے ساتھ دیکھو (قول ۹۷)۔

خود سیدی احمد زرّوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کوئی مصیبت آئے یا زرّوق کہہ کر پکاریں فوراً مدد کو آؤں گا دیکھو (قول ۱۶۳)۔

لہ فائدہ جلیلہ علامہ زیادی پھر علامہ اجہوری پھر علامہ داودی پھر علامہ شامی فرماتے ہیں جس کی کوئی چیز گم جائے مکان بلند پہ رو بقبلہ کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضورِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نذر کرے پھر اس کا ثواب حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں ہدیہ کرے اس کے بعد یوں عرض رسا ہو کہ سیدی احمد یا ابن علوان میری کمی ہوئی چیز مجھے مل جائے الخ رد المحتار حاشیہ درمختار کے منیہ میں ہے قرر الزیادی ان الانسان اذا ضاع لہ شئی واراد ان یرد اللہ سبحانہ علیہ فلیقف علی مکان حال مستقبل القبلۃ یقرء الفاتحہ ویہدی ثوابہا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یہدی ثواب ذلک لسیدی احمد بن علوان ویقول یا سیدی احمد یا ابن علوان ان لہ ترد علی ضالتی والا نزعتک من الرجال الادنیاء فان

(باقی بر صفحہ آئندہ)

اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول دیکھو (مقال ۸۸)۔

شاہ ولی اللہ کہتے ہیں گھر بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کرو دیکھو (سوال ۱۲)

مرزا مظہر صاحب عارضۂ جسمانی میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف اور مشکل باطنی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب توجہیں کرتے ادھر سے امداد فرمائی جاتی دیکھو (سوال ۱۷ و مقال ۳۲) گھر بیٹھے قصائد سناتے ارواح عالیہ سے نوازشیں پاتے دیکھو (سوال ۱۸ و مقال ۱۰)۔

حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہا حضور کے جس متوسل سے ملاقات ہوئی توجہ والا اس کے حال پہ مبذول پائی دیکھو (مقال ۳۳)

مغلوں کا بیان کیا جنگل میں یا سوتے وقت اپنا مال حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند قدس سرہ العزیز کی حمایت میں سونپتے ہیں اس پر غیب سے مدد دیں پاتے ہیں دیکھو (مقال ۳۴)۔

ہر شہر میں بندگان خدا ولایت و قطبیت کے مراتب پاتے ہیں پھر کیونکر ان سب کو وہ فیض حضرات ائمۂ اطہار و غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہم عطا فرماتے ہیں دیکھو (مقال ۳۸ و ۹۴ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ سلطنتیں اور امارتیں کس ملک و شہر میں نہیں ہوتیں پھر ان سب میں حضرت مولیٰ مشکل کشا کا توسط کیونکر ہوتا ہے دیکھو (مقال ۱۸)۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ ابوالرضا کو اسرار تعلیم فرمائے دیکھو (مقال ۷۰ و ۷۱)۔

یہ ایک عجوزہ کو پانی پلا کر لحاف اوڑھا کر غائب ہو گئے دیکھو (مقال ۷۲)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) یرد علی من قال ذلک ضالۃ ببرکۃ اجھوری مع زیادۃ کذا فی حاشیہ شرح المنہج للداودی رحمہ اللہ تعالیٰ انتہی ۱۲ منہ۔

حضور غوث اعظم و حضرت نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے مرید ان کی تربیت فرمائی دیکھو (مقال ۲۶ و ۲۷)۔

اسمٰعیل دہلوی مدعی کہ دونوں ارواح طیبہ نے ان کے پیر پہ جلوہ فرمایا اور پہر بھر تک توجہ بخشی دیکھو (مقال ۲۸)۔

ولہٰذا یارسول اللہ یا علی یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا بے تخصیص مکان و قیہ زمان جائز ہوا اور شاہ ولی اللہ اور ان کے اکابر نے یا علی یا علی کا وظیفہ کیا دیکھو (قول ۲۹ ۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۳۰ و ۳۱ مقال ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵) مسلمان ان فوائد سے غفلت نہ کرے کہ بہت نافع ہیں اور ضلالت سے مانع، واللہ الہادی الیٰ صراط مستقیم۔

تنبیہ:۔ یہ مواضع بعیدہ سے استمداد و ندا کا مسئلہ بجائے خود ایک مستقل تالیف کے قابل ہے جس کی تائید میں خود حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت احادیث اور خاص تصریح میں حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و عثمان بن حنیف وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار اور علاوہ ان چھیالیس ۴۶ مصرحوں تیرہ ۱۳ مؤیدوں کے جن کی طرف فائدۂ خامسہ و رابعہ میں ایما ہوا بہت ائمۂ دین و علمائے معتمدین و کبرائے خاندان عزیزی کے اقوال اس وقت میرے پیش نظر جلوہ گر رہے ہیں عجب نہیں کہ حضرت حق جل و علا کا ارادہ ہو تو فقیر اپنے رسائل کثیرہ کی تتمیم و تبییض سے فارغ ہو کر خاص اس باب میں ایک جامع رسالہ ترتیب دے اور ان سب احادیث و اقوال ماضیہ و آتیہ کو فراہم کر کے تحقیقات سلطنۃ المصطفیٰ وغیرہا افاضات تازہ کا اضافہ کرے، واللہ الموفق وبہ نستعین و للحمد للہ رب العٰلمین۔

marfat.com

تذییل

نواب صدیق حسن خاں بہادر شوہر ریاست بھوپال رسالۂ تقصار جیود الاحرار میں تصریح کرتے ہیں کہ غوث الثقلین و غوث اعظم و قطب الاقطاب کہنا شرک سے خالی نہیں۔

میں کہتا ہوں نواب بہادر نے یہاں خدا جانے کس خیال سے ایسا گرا ہوا لفظ لکھا ورنہ بیشک تمام وہابیہ پر فرض قطعی کہ صرف لفظ غوث کہنے پر خالص شرک جلی کا حکم لگائیں غوث اعظم و غوث الثقلین تو بہت اجل و اعظم ہے آخر غوث کے کیا معنی فریاد کو پہنچنے والا جب ان کے نزدیک استمداد و فریاد شرک تو فریاد رس کہنا کیونکر شرک صریح نہ ہوگا اب دیکھیئے کہ حضرات کے طور پر کون کون مشرک ہو گیا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی و میاں اسمٰعیل دہلوی نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث الثقلین لکھا دیکھو (مقال ۳۸ و ۷۸)۔

شاہ ولی اللہ امام معتمد اور شیخ ابو الرضا ان کے جد امجد اور مرزا جان جانان ان کے ممدوح اوحد اور ان کے پیر سلسلہ شیخ عبد الاحد نے غیاث الدارین حضور غوث الثقلین کو غوث اعظم کہا دیکھو (مقال ۶۱ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۶ و ۷۷)۔

شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں فرمایا:۔

"برخی از اولیا مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ تعالیٰ سرہ۔

تنبیہ:۔ ذرا یہ مسجود خلائق کا لفظ بھی پیش نظر رہے جس نے شرک کا پانی سر سے گزار دیا۔

marfat.com

میاں اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں کہا:۔

"طالباں نافہم دانند کہ ما نیز ہم پایۂ حضرت غوث الاعظم شدیم"

انہیں بزرگوار نے حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کو قطب الاقطاب لکھا دیکھو (منقال ۷۹)۔

اور ہاں مولوی اسحٰق صاحب تو رہے ہی جاتے ہیں جنہوں نے مائۃ مسائل کے جواب سوال دہم میں کہا:

"ولایت و کرامت حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ"

غرض مذہب طائفہ عجیب مہذب مذہب ہے جس کی بنا پر تمام ائمہ و عمائد طائفہ بھی سوسو طرح مشرک کافر بنتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

marfat.com

تنبیہ مہم واجب الملاحظہ ہر مسلم

الحمد للہ کلام نے ذروۂ منتہیٰ لیا اور بیان نے مسئلے کو اس کا حق دیا ذٰلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون اب حضرات وہابیہ سے اتنا پوچھ لینا چاہیے کہ اس مختصر رسالے کے مقصد سوم نے علماء کے تین سو پانچ (۳۰۵) قول آپ کے گوش گزار کیے جن میں ایک سو انچاس (۱۴۹) علم وسمع وبصر موتی کے متعلق خاص اور پانچ (۵) میں یہ کہ اولیاء کی کرامتیں بعد وصال بھی باقی ہیں ایک سو پندرہ (۱۱۵) چھ ن پہ تو آپ کی سرکار سے شاید صرف حکم بدعت وضلالت ہو اگرچہ وہ بھی بتصریح امام الطائفہ مثل شرک مخل اصل ایمان ہے۔ باقی کتنے رہے ایک سو اکاون (۱۵۱) اور تین قول ابھی ابھی اسی تکملہ کے فائدۂ رابعہ میں نادرہ مذکورہ ہوئے یہ پھر ایک سو چھ ن (۱۵۶) ہو گئے جن کے مفاد ومقاصد کی تفصیل اس جدول سے ظاہر ہے

اس باب میں کہ	اقوال ائمہ وعلمائے سلف	مقالات خاندان عزیزیہ	کل	مجموعہ
اولیا بعد وصال بھی تصرف فرماتے ہیں	۸	۷	۱۵	۱۵۶
وہ بعد رحلت بھی بدستور نزدیک ودور مدد کرتے ہیں	۲۵	۵۹	۸۴	
وقت حاجت ان سے استعانت اور ان کی ندا نزدیک ودور ہر جگہ سے روا۔	۱۶	۲۶	۴۲	
ارواح طیبہ کو بعد انتقال دیکھنے سننے میں دور ونزدیک سب یکساں۔	۱۲	۱	۱۳	

marfat.com

اب ان کی نسبت ارشاد ہو وہ ایک سو پچون بدعت تھے یہ ایک سو پچون آپ کے مذہب میں خالص شرک اور ان کے قائل ائمہ و افاضل عیاذا باللہ پکے مشرک ٹھہریں گے یا نہیں اگر کہیے نہ (اور خدا کرے ایسا ہی کہو) تو الحمدللہ کہ ہدایت پائی اور کفر و شرک کی تیز و تند کہ مدتوں سے بیرنگ چڑھی تھی اوتار پہ آئی رب قدیر کو ہدایت فرمانے کیا دیر لگتی ہے آخر کلمہ پڑھتے ہو شاید پاس اسلام کچھ جھلک دکھا جائے اور محبوبان خدا و ائمہ ہدیٰ کو معاذ اللہ کافر و مشرک کہتے جگر تھرائے، ان ذٰلك علی اللہ یسیر۔ ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر اور اگر شاید اصرار مذہب و تعصب مشرب آڑے آئے اور بیدھڑک آپ کے منہ سے ہاں نکل جائے تو آپ صاحبوں سے تو اتنا عرض کروں گا کہ حضرات جنہیں آپ نے مشرک کہہ دیا ذرا نگاہ روبرو ان میں شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحبان اور ان کے اسلاف و اخلاف یہاں تک کہ خود بانی مذہب امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی بھی ہیں۔

اب ان کی نسبت تصریحًا استفسار اگر یہاں جھجکے تو کہوں گا کیوں صاحب اسی بات پہ ائمہ ہدیٰ تو پناہم بخدا چنیں و چناں ٹھہریں۔

اور یہ حضرات مطلق العنان کیا ان کے لیے کوئی وحی آگئی ہے کہ احکام الٰہی سے مستثنیٰ رہیں یا انہوں نے رحمٰن سے عہد لے لیا ہے کہ ان کی امامت میں بال نہ آئے اگرچہ شرک کے بول کہیں مالکم کیف تحکمون ۵ آللہ اذن لکم بھذا ام علی اللہ تفترون ۵ ام لکم کتبٌ فیہ تدرسون ۵ ان لکم فیہ لما تخیرون اور اگر شاید بات کی پچ ایسی ہی آ پڑی کہ یہاں بھی کھل کر شرک کی جڑ ہی ؎

شادم کہ از رقیبان دامن کشاں گزشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتنہ باشد

غرض اس تقدیر پہ آپ سے زیادہ عرض کا کیا محل ہوگا جز اینکہ سلام علیکم لانبتغی الجٰھلین طہاں عوام اہل سنت کو بیدار کروں گا کہ بھائیو اب بھی وضوح حق میں کچھ باقی ہے جس نامہذب مذہب ناپاک مشرب کی رو سے صحابہ و

marfat.com

تابعین و ائمہ مجتہدین و علمائے دین و اولیائے کاملین قرون ثلثہ سے لے کر آج تک
سب کے سب معاذ اللہ مشرک کافر بدعتی خاسر ٹھہریں ع

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ظاہر ہے کہ وہ طائفہ ناقلہ کیسا ہوگا اور اسے سنت و جماعت سے کتنا علاقہ سبحان اللہ سنت جماعت کو شرک بتائیں۔ جماعتِ سنت کو مشرک ٹھہرائیں پھر سنی ہونے کا دعویٰ بجا کلا ورب العرش الاعلیٰ۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقا ط والحمد للہ رب العالمین ط و الصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد و الہ وصحبہ اجمعین۔ سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک والحمد للہ رب العلمین ؛

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذییل اہم اجل واعظم

اللّٰھمّ لک الحمد وبک استعین صل وسلم وبارک علی الامین الامین، المبارک الیمین حبیبک وآلہ وصحبہ اجمعین۔ مآ بربار او حنث حانث فی یمین۔

عائدۂ جزیلہ تحقیق مسئلہ یمین میں:۔

حضرات منکرین کی غایت سعی وتمام مایۂ ناز اس باب میں جو کچھ ہے وہ یہی مسئلہ یمین ہے جسے دکھا کر عوام بلکہ کم علموں کو متزلزل کر دیتے یا کیا چاہتے ہیں۔

مائۃ مسائل ہیں کافی شرح وافی وفتح القدیر وکفایہ حواشی ہدایہ مستخلص وعینی شروح کنز سے طولانی عبارتیں کچھ قطع برید کچھ بیگانہ مزید پر مشتمل نقل کیں کہ عوام بڑی بڑی عبارات عربیہ دیکھ کر ڈر جائیں اور اگر سماع موتی سے منکر نہ ہوں تو لااقل تردد تو کر جائیں مگر بحمد اللہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ سب تری ملمع کاری ہے ورنہ وہ عبارات اور ان جیسی سو یا ہزار جتنی اور ہوں نہ ہمیں مضر نہ منکرین کو مفید نہ اہل سنت وجماعت کا اجماعی مسئلہ جو نصوص صریحہ احادیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کسی متشکک کی تشکیکات بے معنی سے متزلزل ہو سکے۔

فقیر غفر اللہ المولی القدیر اس کی تحقیق وتنقیح میں بھی کلمات چند نافع وسودمند گزارش کرے کہ باذنہ تعالیٰ موافق کو ثبات واستقامت مخالف منصف کو رشاد وندامت مکابر متعسف کو وبال وغرامت دین وباللہ التوفیق وبہ الوصول

marfat.com

الی اذری التحقیق۔

مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے زید سے نہ بولوں گا تو یہ قسم زید کی حالت حیات پر مقصور رہتی ہے اگر بعد انتقال زید سے کلام کرے حانث نہ ہوگا۔

اصل مسئلہ ہمارے ائمۂ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صرف اسی قدر ہے اور اس کی وجہ یہ کہ ہمارے نزدیک بنائے یمین عرف پر ہے لفظ سے جو معنی عرفا مراد و مفہوم ہوتے ہیں ان پر قسم وارد ہوتی ہے نہ معنی لغوی یا شرعی پر تمام کتب مذہب اور خود ان کتب مذکورہ میں (جن کی عبارات کو منکرین براہ جہل یا تجاہل اپنی سند سمجھے) اس امر کی تصریحات جلیہ ہیں۔ مثلاً قسم کھائی بچھونے پر نہ بیٹھے گا یا چراغ سے روشنی نہ لے گا یا چھت کے نیچے نہ آئے گا تو زمین پر یا دھوپ میں یا زیر آسمان بیٹھنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اگرچہ قرآن عظیم میں زمین کو فرش اور آفتاب کو سراج اور آسمان کو سقف فرمایا:۔

قال اللہ تعالیٰ جعل لکم الارض فراشًا وقال اللہ تعالیٰ۔ وجعل فیھا سراجًا وقمرا منیرًا وقال اللہ تعالےٰ وجعلنا السماء سقفا محفوظا

یونہی قسم کھائی کسی گھر میں نہ جائے گا تو مسجد وغیرہ معابد میں جانے سے حانث نہ ہوگا اگرچہ لغۃً ان پر بھی گھر کا لفظ صادق۔ وجہ وہی ہے کہ اگرچہ شرعًا یا لغۃً یہ اشیاء ان الفاظ میں داخل۔ مگر ایمان میں عرفًا شمول درکار ہے وہ یہاں غیر حاصل۔

بعینہ اسی وجہ سے مسئلہ مذکورہ میں بعد موت بولنے سے حنث زائل کہ کسی سے نہ بولنا عرفا اس کی موت کے بعد سلام و کلام کو غیر شامل۔

اس سے یہ تراش لینا کہ ہمارے اصل ائمۂ مذہب کے نزدیک میت سے کلام حقیقۃً یا شرعًا کلام نہیں محض باطل۔ اور ایسا گمان کرنے والا اصل بنائے مسئلہ سے جاہل یا ذاہل۔

ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم نے جس طرح یہ تصریح فرمائی یونہی یہ بھی کہ صورت

marfat.com

مذکورہ میں اگر یہ قسم کھانے والا اور زید دونوں نماز میں تھے اور زید نے سلام پھیرتے میں ہمراہیوں پہ سلام کی نیت کی حانث نہ ہوگا اور بیرون نماز اگر زید کسی مجمع میں ہو اور قسم کھانے والا السلام علیکم کہے حانث ہو جائے گا۔

یونہی اگر زید امام تھا اور یہ مقتدی زید نماز میں کچھ بھولا اس نے بتایا قسم نہ ٹوٹے گی اور نماز سے باہر بتایا ٹوٹ جائے گی۔

بحرالرائق و ردالمحتار وغیرہما کتب کثیرہ میں ہے:۔

لو سلم علی قوم هو فیهم حنث الا ان لا یقصده فیما بین ولو سلم من الصلوٰة لا یحنث وان کان المحلوف علیه عن یسارہ هو الصحیح لان السلامین فی الصلوٰة من وجه ولو سبح له لسهوا و فتح علیه القرأة وهو مقتدام یحنث وخارج الصلوٰة یحنث۔

اب اس سے یہ قرار دے لینا کہ نمازی پتھر ہیں نمازی کچھ نہیں سنتے نمازیوں سے کلام حقیقۃً کلام ہی نہیں اس جہالت کی کچھ بھی حد ہے خود انہیں کتب مستندہ کی عبارتیں سنیئے:۔

کافی میں ہے:۔

الاصل ان الالفاظ المستعملة فی الایمان مبنیة علی العرف عندنا (الی ان قال) قلنا ان غرض الحالف ما هو المتعارف فیتقید بما هو غرضه الا تری ان من حلف ان لا یستضئ بالسراج اولا یجلس علی البساط فاستضاء بالشمس او جلس علی الارض لا یحنث وان سمی فی القرآن الشمس سراجا والارض بساطا رجل حلف ان لا یدخل بیتا لا یحنث بدخول الکعبة والمسجد والبیعة والکنیسة الخ

اسی فتح القدیر میں ہے:۔

الاصل ان الایمان مبنیة علی العرف عندنا لا علی الحقیقة اللغویة کما نقل عن الشافعی ولا علی الاستعمال القرانی کما

marfat.com

عند مالك ولا على النية مطلقا كما عند احمد۔

اسی کفایہ میں ہے:۔

الاصل ان الالفاظ المستعملة فی الایمان مبنية على العرف عندنا وعند الشافعی على الحقيقة لان الحقيقة حقيق بأن يراد وعند مالك على معانی كلم القرآن لانه على اصح اللغات واضحها ولنا ان غرض الحالف ماهو المتعارف فيتقيد بغرضه۔

اسی میں ہے:۔

رجحنا العرف على الحقيقة لان مبنى الايمان على العرف۔

اسی مستخلص شرح کنز میں کفایہ کا پہلا کلام بعینہ نقل کرکے لکھا:۔

كذا فی الكفاية وقد ذكر فخر الاسلام فی اصوله ان جملة ماترك به الحقيقة خمسة انواع وعد من جملتها استعمال العرف الغالب

اسی عینی شرح کنز میں ہے:۔

الايمان عندنا مبنية على العرف وعند الشافعی واحمد على الحقيقة وعند مالك على معانی كلم القرآن۔

بلکہ اسی فتح القدیر میں خاص ہمارے مسئلہ دائرہ کے مبنی علی العرف ہونے کی تصریح کی فرماتے ہیں:۔

يمينه لاينعقد الا على الحی لان المتعارف هو الكلام معه۔

یعنی یہ قسم خاص حالت زندگی ہی پر منعقد ہوگی کہ عرف میں کسی سے بولنا اس کی زندگی ہی میں بات کرنے کو کہتے ہیں

علامہ علی قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں اسی مسئلہ کو ذکر کرکے فرماتے ہیں:۔

لهذا امتهم مبنى على ان مبنى على الايمان على العرف

یعنی ہمارے علماء کا یہ ارشاد کہ بعد موت کلام سے قسم نہ ٹوٹے گی اس پر

marfat.com

فلا یلزم نفی حقیقۃ السماع کما قالوا فیمن حلف لا یأکل اللحم فاکل السمکۃ مع انہ تعالیٰ سماہ لحما طریاً۔

یعنی ہے کہ قسم کی بنا عرف پر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مردے حقیقۃً نہیں سنتے جس طرح ہمارے علماء نے فرمایا کہ جو گوشت کھانے کی قسم کھائے مچھلی کھانے سے حانث نہ ہوگا حالانکہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اسے تر و تازہ گوشت فرمایا۔

اسی طرح شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث حنفی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بعد ذکر مسئلہ کہ:۔

"کہ اگر یکی سوگند خورد کہ کلام نہ کنم پس کلام کرد او را بعد مردن او حانث نمیگردد"

اس کی وجہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"بنائے ایمان بر عرف و عادت است نہ بر حقیقت"

اصل بات تو اتنی ہے جسے انکار سماع موتی سے نام کو مس بھی نہیں مگر بعض شروح مثل کتب خمسہ مذکورہ وغیرہا میں اس مسئلہ کی توجیہ و تاویل و وجہ و دلیل کچھ ایسے طور پر واقع ہوئی جس سے بنظر ظاہر بے فکر غائر کچھ وہم خلاف پیدا ہو حضرات منکرین اور ایک یہ منکرین کیا اہل سنت کے تمام مخالفین ہمیشہ الغریق یتشبث بکل حشیش۔ کے مصداق ہوتے ہیں ڈوبتا سوار پکڑتا ہے اپنے صریح مضر سے بھی تو استدلال کر لاتے ہیں پھر جس میں بظاہر کچھ نفع کا وہم نکلتا ہو اس کا کہنا ہے اب احادیث صحیحہ صریحہ جلیلہ جنہ یلیہ کے تمام قاہر یا ہر زاہر ظاہر تصریحات سب اٹھا کر طاق نسیان پر رکھ دیں صحابہ و تابعین و ائمہ دین سلف صالحین و خلف کاملین سب کے ارشادات جلیہ علیہ سے آنکھیں بند کر لیں احادیث اور وہ ارشادات ائمہ کیوں دیکھے جاتے وہاں تو انکار کی قلعی کھلتی ہے نبی مطلع علی الغیب

marfat.com

کے ارشاد سے اس برزخی حال پنہاں کی خبر اپنی خواہش کے خلاف ملتی ہے اقوال علماء
میں اجماع اہلسنت کے بادل گرج رہے ہیں جنہیں سن کر اختراع انکار کی چھاتی
دہلتی ہے چار ناچار انہیں چند عبارات موہمہ کے معانی موہومہ پر ایمان لانا فرض ٹھہرا
خدارا انصاف اگر معاذ اللہ صورت برعکس ہوتی کہ حضرات کی طرف وہ دلائل قاہرہ
احادیث متواترہ ونقول اجماع اہل سنت ہوتیں اور دوسرا ان کے خلاف ایسی چند
عبارات سے استناد کرتا کیا کچھ نہ بکھرتے بپھرتے طعن تشنیع کے رنگ نکھرتے مگر
اپنے لیے سب کچھ حلال ہے کیا کریں اس میں گنجائش یہیں تک مجال ہے ذٰلک
مبلغھم من العلم طرہ یہ کہ ان میں مدعیان حنفیت درکنار حضرات غیر مقلدین بھی
انکار سماع موتی پر مرتے جان دیتے ہیں اور نصوص صریحہ احادیث صحیحہ چھوڑ
کر ایسے ہی بعض عبارات موہمہ کی آڑ لیتے ہیں اب نہ عمل بالحدیث کی آن نہ
اتخذوا احبارھم ورھبانھم پر ایمان۔ بات یہ ہے کہ منکر صاحبوں کے یہاں
دین وشریعت اپنی ہوا وہوس کا نام ہے جہاں جیسا موقع دیکھا اسی سے کام ہے
ان حضرات کی عمل بالحدیث کی وہی حالت ہے جو قرآن عظیم میں اصل اصول
مذہب ذوالخویصرہ تمیمی کے درباۂ صدقات ارشاد فرمائے کہ:۔ ومنھم من
یلمزک فی الصدقات فان اعطوا منھا رضوا وان لم یعطوا منھا اذا ھم
یسخطون ۰ ارشادات حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زعم میں ان کے
ہوسات کو جگہ دی تو خوش ہیں بڑے متبع حدیث ہیں ورنہ خفا۔ حدیث کی طرف
سے رودر قفا اب لاکھ پکارا کیجئے تعالوا الی الرسول کون سنتا ہے کسے قبول
خوبی یہ کہ سب کو چھوڑ کر جن کا دامن پکڑا ان کے کلمات میں بھی دعماکدر
پر عمل رہا طرفہ تر یہ کہ ان کی خود عبادتوں میں عقل وانصاف کو غور ونظر کی رخصت
نہ دی نہ احتمال واستدلال میں تمیز کی ہاں طالب تحقیق وصاحب توفیق براہِ
انصاف وترک اعتساف ادھر آئے کہ بعونہ تعالیٰ رفع حجاب ودفع اضطراب و
تنقیح جواب وتوضیح صواب کے دریا لہراتے پائے۔

marfat.com

فاقول بحول اللہ اصول تقریر جوابات سے پہلے چند مقدمات مفید لائق تمہید والتوفیق من اللہ العزیز الحمید۔

مقدمہ اولی:۔

فصول سابقہ میں ثابت ہو لیا کہ اہل سنت کے نزدیک روح کے لیے فنا نہیں موت سے روحوں کا مرجانا بدمذہبوں کا قول ہے کتب عقائد مثل مقاصد و مواقف و طوالع اور ان کی شروح وغیرہا اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں یہ مسئلہ بلکہ خود روح کا جسم کے علاوہ ایک شی ہونا ہی اگرچہ بنظر بعض الناس منجملہ نظریات تھا جس کے سبب امام اجل فخر الدین رازی کو تفسیر کبیر میں زیر کریمہ: یسئلونک عن الرُّوح اس پر ستر[۷۰] حجج قاہرہ[۱] کا قائم کرنا پڑا مگر قرآن و حدیث ان پر اتنے نصوص واضحہ قاطعہ عطا نہیں فرماتے جن کا حصر و شمار ہو سکے اور اب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ باتیں اہل اسلام میں بدیہیات سے ہیں جان کا جاننا ہر ایک کی جان نہیں مگر انجان سا انجان جان کا جانا جسم سے نکلنا ضرور جانتا ہے اور ساتھ ہی فاتحہ و خیرات و ایصال ثواب حسنات و صدقات سے بتا دیتا ہے کہ وہ روح کو باقی و برقرار مانتا ہے تو موت حقیقۃً صفت بدن ہے نہ وصف روح و لہذا علامۃ الوجود مفتی ابوالسعود محمد عمادی نے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں زیر قولہ تعالیٰ:۔

بَل اَحیاءٌ عند ربّھم فرمایا فیہ دلالۃ علی ان روح الانسان جسم لطیف لا یفنی بخراب البدن ولا یتوقف علیہ ادراکہ و تألمہ والتذاذہ۔

پھر بھی مجازاً روح مفارق عن البدن پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے۔

---

[۱] ان میں بعض دلائل کا خلاصہ عنقریب آتا ہے جن سے بعد موت بدن حیاتِ روح بھی ثابت ۱۲ منہ۔

marfat.com

حدیث میں ہے:۔

اللّٰھمّ رب الارواح الفانیۃ والاجساد البالیۃ الحدیث ولفظہ عند ابن السنی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الجبانۃ یقول السلام علیکم ایتھا الارواح الفانیۃ والابدان البالیۃ والعظام النخرۃ التی خرجت من الدنیا وھی باللہ مؤمنۃ اللّٰھم ادخل علیھم روحا منک وسلاما منا۔

علامہ عزیزی اس حدیث کے نیچے سراج المنیر میں فرماتے ہیں:۔

(الارواح الفانیۃ) ای الفانی اجسادھا۔

علامہ زین العابدین مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:۔

یعنی الارواح التی اجسادھا فانیۃ والا فالارواح لا تفنی۔

علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:۔

قولہ الفانیۃ ای الفانیۃ اجسادھا اذ الارواح لا تفنی ولذا تی بالجملۃ بعدھا مفسرۃ لذلک اعنی والابدان البالیۃ ای فی غیر نحو الشھداء۔

ان سب عبارات کا محصل یہ کہ روح پر اطلاق فانی باعتبار جسم واقع ہوا یعنی اے وہ روح جن کے بدن فنا ہو گئے تم پہ سلام ہو ورنہ خود روح کے لیے ہرگز فنا نہیں ولہذا دوسرے فقرے میں اس کی تفسیر فرمادی کہ گلے ہوئے بدن یعنی عام لوگوں کے لیے کہ شہدا اور ان کے مثل خواص کے جسم بھی سلامت رہتے ہیں۔

اس کے بعد تیسیر و سراج المنیر دونوں میں ہے فیہ ان الاموات یسمعون اذ لا یخاطب الا من یسمع۔ یعنی اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں کہ خطاب اسی سے کیا جاتا ہے جو سنتا ہو۔

marfat.com

احادیث نوع اول مقصد اول پر نظر تازہ کیجیئے تو وہ ایک ساتھ ان مطالب کو ادا کر رہی ہیں کہ بدن در روح دونوں پر میت کا اطلاق ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتی ہیں کہ حقیقت موت بدن کے لیے ہے روح اس سے پاک و مبرا ہے۔

مثلاً حدیث پنجم میں ارشاد ہوا کہ جو شخص مردے کو نہلاتا کفناتا اٹھاتا دفناتا ہے مردہ اسے پہچانتا ہے پہ ظاہر کہ یہ افعال بدن پر وارد ہیں نہ روح پر اور پہچاننا کام روح کا ہے اور جب اپنے علم و ادراک پر باقی ہے تو اسے موت کہاں موت کی چھوٹی بہن نیند میں تو پہچان رہتی نہیں موت میں کیونکر رہتی۔

حدیث ۶ و ۷ و احادیث ۱۰ تا ۱۵ وغیرہا سب اسی طرح ان جملہ مطالب کی معاضدی ہیں کما لا یخفی لاجرم۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں فرمایا:۔

"موت بمعنی عدم حس و حرکت و عدم ادراک و شعور جسد را رو میدہد در روح را اصلا تغیر نمیشود چنانچہ حال قوی بود حالا ہم ہست و شعور ے و ادراکے کہ داشت حالا ہم دارد بلکہ صاف تر و روشن تر پس ارواح را مطلقاً خواہ روح شہید باشد یا روح عامۂ مومنین یا روح کافر و فاسق بایں معنی مردہ نتوان گفت مردگی صفت بدن است کہ شعور و ادراک و حرکات و تصرفات کہ بسبب تعلق روح باو ی از وی ظاہر میشد ند۔ حالا نمیشوند آری روح را بدو معنی موت لاحق میشود اول آنکہ بعد از مفارقت بدن از ترقی باز میماند دوم بعضے تمتعات مثل اکل و شرب از دست او میروند لہذا او را نیز در شرع حکم بموت میفرمایند ایں امور فقط اما شہیداں راہ خدا را در حقیقت ایں دو معنی ہم نیست بلکہ ایشاں زندگانند دائما در ترقی و تمتعات جسد انیہ نیز از ایشاں موقوف نشدہ الخ اھ۔

مختصراً اسی میں ہے:۔

marfat.com

"جان آدمی ہر چند در شدائد و مصائب گرفتار شود بحفظ الٰہی محفوظ است شکستہ شدن و فنا پذیر فتن آں از محالات است و لہذا در حدیث شریف وارد است انما خلقتم للابد۔ یعنی جان آدمی کہ در حقیقت آدمی عبارت ازانست ابدی است ہرگز فنا پذیر نیست و آنچہ در عرف مشہور است کہ موت ہلاک جان میکند محض مجاز است نہایت کار موت آنست کہ جان از بدن جدا شود و بدن بسبب نایافت مربی و محافظ از ہم پاشد والا جان را فنا متصور نیست و اثبات عالم برزخ و امکان حشر و نشر بدنی بر ہمیں مسئلہ است الخ"

بالجملہ موت بمعنی حقیقی کہ بدن ہی کو عارض ہوتی ہے وہی ایسی چیز ہے کہ جسے لاحق ہو مہمل و معطل و معرض فساد و ملحق بالجماد کر دے موت مجازی کہ روح کے لیے ہے ان سب آفات سے پاک و مبرا ہے وللہ الحمد والمنۃ السابغۃ۔

مقدمۂ ثانیہ:۔

ہر عاقل جانتا ہے کہ علم و ادراک صفت جان پاک ہے نہ وصف مشت خاک قال اللہ عزوجل:۔

ما کذب الفؤاد ما رای علی القول المختار ان المراد برؤیۃ بحاسۃ البصر۔

تفسیر کبیر میں ہے:۔

ان الانسان شئ واحد وذلک الشئ ھو المبتلی بالتکالیف الالٰھیۃ والامور الربانیۃ وھو الموصوف بالسمع والبصر ومجموع البدن لیس کذلک ولیس عضو من اعضاء البدن کذلک فالنفس شئ مغایر لجملۃ البدن ومغایر لاجزاء البدن وھو موصوف بکل

هذه الصفات۔

اسی بیں بعد اقامت حجج کے لکھتے ہیں:۔

فثبت بما ذکرنا ان النفس الانسانیۃ شئ واحد فثبت ان ذٰلک الشئ وھو المبصر والسامع والشام والذائق واللامس والمتخیل والمتفکر والمتذکر والمشتھی والغاضب وھو الموصوف بجمیع الادراکات لجمیع الدرکات وھو موصوف بجمیع الافعال الاختیاریۃ والحرکات الارادیۃ

پھر فرمایا:۔

لما کانت النفس شیئاً واحداً امتنع کون النفس عبارۃ عن البدن وکذا القوۃ السامعۃ وسائر القوی فانا نعلم بالضرورۃ انہ لیس فی البدن جزء واحد ھو بعینہ موصوف بالابصار والسماع والفکر فثبت ان النفس الانسانیۃ شئ واحد موصوف بجملۃ ھذہ الادراکات وثبت بالبداھۃ ان البدن وشیئاً من اجزاء البدن لیس کذلک ولنقرر ھٰذا البرھان بعبارۃ اخری فنقول نعلم بالضرورۃ انا اذا ابصرنا شیئاً عرفناہ واذا عرفناہ اشتھیناہ واذا اشتھیناہ حرکنا ابداننا الی القرب منہ فوجب القطع بان الذی ابصر ھو الذی عرف ھو الذی اشتھی ھو الذی حرک الیٰ اٰخرما اطال واطاب ھٰذا مختصر ملتقط۔

تفسیر عزیزی میں ہے:۔

"جزو اعظم جان است و شعور و ادراک و تلذذ و تالم خاصۂ اوست اھ ملخصاً۔

اقول اس معنی پہ شرع سے بھی دلائل قاطعہ قائم قرآن عظیم و اجماع عقلاً و شاہد عدل ہیں کہ انسان سمیع و بصیر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:۔ "انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعاً بصیراً" اھ اور عقلاً و نقلاً بدیہیات سے

marfat.com

ہے کہ انسان کی آنکھ، کان انسان نہیں تو یقیناً ثابت کہ یہ جسے سمیع و بصیر فرمایا چشم و گوش نہیں اور باقی اعضا کا سمع و بصر سے بے علاقہ ہونا واضح تر تو وہ نہیں مگر روح ولہذا قرآن مجید فرماتا ہے ام لھم ارجل یمشون بھا ام لھم ایدٍ یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا۔ افعال و سمع بصر کی اضافت صاحب جوارح کی طرف فرمائی اور جوارح پہ باٹنی استعانت آئی ثابت ہوا کہ فاعل و سامع و بصیر روح ہے اور بدن صرف آلہ۔

اسی طرح تمام نصوص احوال برزخ کے بعد فنائے بدن بقائے ادراکات پر شاہد ہیں جن سے جملۂ کثیرہ فصول سابقہ میں گزرا سب سے ثابت کہ مدرک غیر بدن ہے ہاں کبھی مجازاً بدن کی طرف بھی بوجہ آلیت نسبت ادراکات ہوتی ہے۔

"قال اللہ تعالیٰ: وتعیھا اذن واعیۃ۔"

معالم میں ہے: "قال قتادۃ اذن سمعت وعقلت ما سمعت۔"

مدارک میں ہے:۔

قال قتادۃ اذن عقلت من اللہ تعالیٰ وانتفعت بما سمعت۔

یہ بر تقدیر مجاز عقلی ہے اور محتمل کہ مجاز فی الطرف ہو یعنی روح پر اطلاق اذن کما فی قولہ تعالیٰ قل اذن خیر لکم جنت کی حدیث میں ہے: ما لا عین رأت ولا اذن سمعت۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب تاکید توثیق روایت چاہتے فرماتے ابصر عیناہ، وسمع اذناہ، ووعاہ قلبی۔

تفسیر کبیر میں ہے:۔

التحقیق ان الانسان جوھر وھو الفعال وھو المدرک وھو المؤمن وھو المطیع وھو العاصی وھذہ الاعضاء آلات وادوات لہ فی الفعل فاضیف الفعل الی الآلۃ فی الظاھر وفی الحقیقۃ یضاف الی ذلک الجوھر۔

marfat.com

مقدمۂ ثالثہ:۔

جب باجماع اہل حق روح کے لیے موت نہیں اور تمام کتب عقائد میں تصریح اور شرح مقاصد کی عبارت فصل دوم نوع اول مقصد سوم میں گزری کہ اہل سنت کے نزدیک جسم شرط حیات نہیں معتزلہ اس میں خلاف کرتے ہیں اور ظاہر کہ ادراکات تابع حیات ہیں کما نص علیہ فی شرح طوالع الانوار للعلامۃ التفتازانی وبلاصفہ آنی وشرح المواقف للسید الجرجانی. ولہذا ہمارے نزدیک روح موت سے متغیر نہیں ہوتی اس کے علوم وادراکات بدستور رہتے ہیں جس کا بیان شافی بروجہ کافی فصل مذکور میں مسطور تو روح بعد دفن فتنہ سوال یا نعیم ونکال کسی امر میں ہرگز اعادۂ حیات کی محتاج نہیں کہ حیات وادراکات اس سے جدا ہے کب ہوئے تھے ہاں بدن ضرور محتاج ہے وجہ یہ کہ اہل سنت کے نزدیک قبر کی تنعیم یا معاذ اللہ عذاب جو کچھ ہے روح وجسم دونوں پر ہے۔

امام جلیل جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:۔

عذاب القبر محلہ الروح والبدن جمیع باتفاق اھل السنۃ وکذا القول فی التنعیم۔

اور اس پر شرع مطہر سے نصوص کثیرہ شہیرہ متواترہ دال ہیں جن کی استقصا کی طرف راہ نہیں اسی کتاب کی احادیث مذکورہ میں بکثرت اس کے دلائل ہیں اسی طرح سوال نکیرین بھی روح وبدن دونوں سے ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:۔

لیس السؤال فی البرزخ للروح وحدھا کما قال ابن حزم وغیرہ وافسد منہ قول من قال انہ للبدن بلا روح والاحادیث الصحیحۃ ترد القولین۔

اور جماد من حیث ہو جماد سے سوال یا اسے لذت خواہ الم کا ایصال بداہتہً

marfat.com

محال لاجرم وقت سوال وغیرہ بدن کو ایک نوع حیات کی عود سے چارہ نہیں اگرچہ ہم اس کی کیفیت جزئی نہ جانیں۔

امام اجل ابوالبرکات نسفی عمدۃ الکلام میں فرماتے ہیں:۔

عذاب القبر للکفارۃ ولبعض العصاۃ من المؤمنین والانعام لاھل الطاعۃ باعادۃ الحیاۃ فی الجسد وان توقفنا فی اعادۃ الروح حق۔

امام الائمہ مالک الازمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:۔

سؤال منکر ونکیر فی قبرہ حق واعادۃ الروح الی العبد فی قبرہ حق

اس کی شرح منح الروض میں ہے:۔

(اعادۃ الروح) ای ردھا او تعلقھا (الی العبد) ای جسدہ بجمیع اجزائہ اوببعضھا مجتمعۃ او متفرقۃ (فی قبرہ حق) والواو لمجرد الجمعیۃ فلا ینافی ان السؤال بعد اعادۃ الروح وکمال الحال

اسی میں ہے:۔

اعلم ان اھل الحق اتفقوا علی ان اللہ تعالیٰ یخلق فی المیت نوع حیاۃ فی القبر قدر ما یتألم ویلتذ ذو لکن اختلفوا فی انہ ھل یعاد الروح الیہ والمنقول عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ التوقف الخ ان کلامہ ھنا یدل علی اعادۃ الروح اذ جواب الملکین فعل اختیاری فلا یتصور بدون الروح وقیل قد یتصور الخ

امام ابن الہمام اسی فتح القدیر میں فرماتے ہیں:۔

الحق ان المیت المعذب فی قبرہ توضع فیہ الحیاۃ بقدر ما یحس الالم والبنیۃ لیست بشرط عند اھل السنۃ حتی لو کان متفرق الاجزاء بحیث لا تتمیز الاجزاء بل ھی مختلطۃ بالتراب فعذب جعلت

marfat.com

الحیاۃ فی تلک الاجزاء التی لا یاخذھا البصر وان اللہ علیٰ ذٰلک لقدیر والخلاف، فیہ ان کان بناء علی انکار عذاب القبر امکن والا فلا یتسوی من عاقل القول بالعذاب مع عدم الاحساس۔

پھر روح کی نسبت تو اوپر واضح ہو چکا کہ اس کی حیات مستمرہ غیر منقطعہ ہے مگر بدن کے لیے بعد عود بھی استمرار ضرور نہیں کہ وہ ایک تعلق خاص بمقصد خاص ہوتا ہے جس کے انصرام پر اس کا انقطاع بجا ہے۔

امام بدر عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں بجواب معتزلہ دلائل اثبات عذاب قبر میں فرماتے ہیں:۔

لنا آیات احدٰھا قولہ تعالیٰ النار یعرضون علیھا غدوا وعشیاً فھو صریح فی التعذیب بعد الموت الثانیۃ قولہ تعالیٰ ربنا امتنا اثنتین واحیتنا اثنتین فان اللہ تعالیٰ ذکر الموتۃ مرتین وھما لا تتحققان الا ان یکون فی القبر حیاۃ وموت حتی تکون احدی الموتتین ما یتحصل عقیب الحیاۃ فی الدنیا والاخری ما یتحصل عقیب الحیاۃ التی فی القبر

شرح الصدور میں بدائع سے ہے:۔

نقلت عن خطا القاضی ابی یعلی فی تعالیقہ لا بد من انقطاع عذاب القبر لانہ من عذاب الدنیا والدنیا وما فیھا منقطع فلا بد ان یلحقھم الفنا والبلا ولا یعرف مقدار مدۃ ذلک۔

پھر فرمایا:۔

قلت ودلیل ھٰذا ما اخرجہ ھناد بن السری فی الزھد عن مجاھد قال للکفار ھجعۃ یجدون فیھا طعم النوم حتی یوم القیٰمۃ فاذا صیح باھل القبور یقول الکفر یٰویلنا من بعثنا من مرقدنا فیقول المؤمن الی جنبہ ھٰذا ما وعد

marfat.com

الرحمٰن وصدق المرسلون۔

مقدمۂ رابعہ:۔

مقدمہ رابعہ سمع وبصر کے تعین میں

سمع وبصر لغۃً وعرفًا ادراک الوان واضواء واصوات بحاسۂ چشم وگوش کا نام ہے

قاموس میں ہے:۔

السمع حسّ الاذن۔

اسی میں ہے:۔

البصر محرکۃ حسّ العین۔

اسی طرح تاج العروس میں محکم سے ہے۔ صحاح جوہری و مختار رازی میں ہے:۔

البصر حاسۃ الرؤیۃ۔

مصباح المنیر میں ہے:۔

البصر النور الذی تدرک بہ الجارحۃ۔

اسی میں ہے:۔

رأیت الشئ رؤیۃ البصر تہ بحاسۃ البصر۔

اسی معنی پر مواقف وشرح مواقف میں فرمایا:۔

انما یحصل الادراک السمعی بوصول الھواء الی الصماخ۔

اور شارح نے مباحث نظر میں ذکر کیا:۔

الادراک بالبصر یتوقف علی امور ثلثۃ مواجھۃ[1] البصر وتقلیب

---

[1] ای للمبصر تفاد سیحہ المنطبع فی نحو مرآۃ علی القول بالانطباع اما علی القول بخروج الشعاع فمقابلۃ المبصر حاصلۃ فی الوجہین لاجل الانعکاس اقول ومیل أئمتنا الفقہاء الی القول بالانطباع وان یقولوا کون الابصار یہ وذلک لانھم صرحوا ان الرجل اذا رای فرج امراۃ وھی فی الماء تثبت حرمۃ المصاہرۃ ولو رأی فرجھا فی الماء لا منہ وھی جارحۃ لم تثبت لانہ علی (باقی برصفحہ آیندہ)

marfat.com

الحدقۃ نحوہ طلبا لرؤیتہ وازالۃ الغشاوۃ المانعۃ من الابصار[1]
اور اس کا اطلاق بے واسطہ جوارح و آلات ادراک تمام جزئیات مذکورہ خواہ غیر مذکورہ بروجہ جزئی مخصوص پر بھی کیا جاتا ہے یہاں نہ مدرک بالفتح میں صوت دلوں و ضو کی تخصیص ہے نہ مدرک بالکسر میں آلات جسمانیہ کی قید۔

روز قیامت مومنین اپنے رب عزوجل کو دیکھیں گے اور اس کا کلام سنیں گے اور وہ اور اس کی صفات اعراض سے پاک ہیں اور مولی عزوجل سمیع و بصیر علی الاطلاق ہے اور آلات و جوارح سے منزہ مصباح میں ہے:۔

سمع اللہ قولک علمہ۔

مجمع البحار میں ہے:۔

البصیر تعالیٰ یشاھد الاشیاء ظاھرھا وخافیھا من غیر جارحۃ والبصر فی حقہ تعالیٰ عبارۃ عن صفۃ ینکشف بھا کمال نعوت المبصرات۔

منح الروض میں ہے:۔

السمع صفۃ تتعلق بالمسموعات والبصر صفۃ تتعلق بالمبصرات فیدرک ادراکا تاما لا علی سبیل التخیل والتوھم ولا علی طریق تاثیر حاسۃ ووصول ھواء۔

اسی اطلاق پر مواقف و شرح میں فرمایا:۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) الاول رای قرجھا دعلی الثانی انما رأی شجرۃ لا نفسہ کما فی الخانیۃ وغیرھا فلہ قالوا بالانعکاس لکان رأی نفس الفرد فی الصور بین فلیحفظ فانی لم ار من منہ علیہ ثم رأیت المحقق نبہ علیہ فی فتح القدیر وللہ الحمد ۱۲ منہ۔

[1] اقول عند المطلب خرج وفاقا فلیس من شرط الرویۃ طلبھا والمراد بالازالۃ العدم اصلیا او طارئا مفعل الرائی او غیرہ ۱۲ منہ۔

marfat.com

امور اس کے لیے مذکور قال عز شانہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج
نبتلیہ فجعلنہ سمیعا بصیرا ہ مرد وزن کے ملے ہوئے نطفے سے بدن بنا
تکلیف وآزمائش روح کی ہے اور وہی شنوا وبینا وقال تعالیٰ ذکرہ اولے
الانسان انا خلقنہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین ہ وضرب لنا
ونسی خلقہ الآیۃ رویت وعلم شان روح ہے اور نطفے سے پیدائش بدن
پھر خصومت ومثل زنی ونسیان احوال روح اور ضمیر انجیر نے پھر تخلیق نطفہ سے
جانب بدن مراجعت کی یہی سب محاورات عرف عام میں شائع۔ اب چار حال
سے خالی نہیں یا تو انسان محض بدن ہے یا مجرد روح یا ہر ایک یا مجموع۔ احتمال اول
تو بداہتہً مدفوع ہر عاقل جانتا ہے کہ اس کے بنی نوع کا ہر فرد اور وہ خود ایک ہی
انسان ہے نہ یہ کہ ہر شخص میں دو انسان ہوں ایک روح ایک بدن ولہذا اس کی
طرف کسی کا ذہاب معلوم نہیں ثلثہ باقیہ مذاہب معروفہ ہیں اول اکثر متکلمین کا خیال
ہے اور ثانی امام رازی وغیرہ کا مفاد مقال اور ثالث خود انہیں امام جلیل ودیگر اجلۂ
اکابر کا ارشاد جمیل تفسیر کبیر میں ہے:۔

اما القائلون بان الانسان عبارۃ عن ھذہ البنیۃ المخصوصۃ
وعن ھذا الجسم المحسوس فھم جمھور المتکلمین وھذا القول
عندنا باطل (وذکر علیہ حججا الی ان قال) الحجۃ الخامسۃ
ان الانسان قد یکون حیا حال ما یکون البدن میتا والدلیل
قولہ تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل
احیاء فھذا نص صریح فی ان اولئک المقتولین احیاء والحس
یدل علی ان ھذا الجسد میت الحجۃ السادسۃ قولہ
تعالیٰ النار یعرضون علیھا وقولہ اغرقوا فادخلوا نارا و
قولہ علیہ الصلاۃ والسلام القبر روضۃ من ریاض الجنۃ
او حفرۃ من حفر النار کل ھذہ النصوص یدل علی ان

marfat.com

جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین الی قولہ سبحٰنہٗ وتبٰرک اللہ احسن الخٰلقین ہ وقال عزوجل واذ قال ربک للملٰئکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حمأ مسنون ہ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہٗ سٰجدین ہ وقال تبارک اسمہ انا خلقنٰھم من طین لازب وقال جل جلالہ یا یھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنٰکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمّی الاٰیۃ

پہ ظاہر کہ کھنکھناتی چپکتی خمیر کی ہوئی مٹی پھر پانی کے قطرے پھر خون کی بوند پھر گوشت کے لوتھڑے سے بننا رحم میں ایک مدت معین تک ٹھہرنا ٹھیک ہونے کے بعد اس میں روح کا پھونکا جانا یہ سب احوال و[1] اطوار بدن کے ہیں اور انسان کی طرف نسبت فرمائی۔

وقال عز مجدہ وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا۔

وقال تعالٰی شانہ ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ بلٰی قٰدرین علی ان نسوّی بنانہ بل یرید الانسان لیفجر امامہ یسئل ایّان یوم القیٰمۃ الی قولہ جل ذکرہ یقول الانسان یومئذ این المفر الٰی قولہ جلت عظمتہ ینبأ الانسان یومئذ بما قدّم واخّر بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو ألقٰی معاذیرہ

واضح ہے کہ تکالیف شرعیہ سے مخاطب ہونا اور ظلم وجہل وحسبان وارادہ وسوال وکلام واعلام ومعرفت ومعذرت یہ سب صفات وافعال روح سے ہیں۔ یونہی فجور بھی قال عز مجدہ ونفس وما سوّٰھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا۔ انہیں بھی انسان کی جانب اضافت فرمایا بلکہ ایک ہی آیت میں دونوں قسم کے

---

[1] خصوصًا اخیر کہ غیر بدن کے لیے کسی طرح محمل نہیں ۱۲ منہ۔

امام الطریقہ بحر الحقیقہ سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ شریف میں فرماتے ہیں:۔

لیس فی العلوم اصعب تصورا من هذه المسألة فان الارواح طاهرة بحكم الاصل والاجسام وقولها كذلك طاهرة بما فطرت عليه من تسبيح خالقها وتوحيده ثم باجتماع الجسم والروح حدث اسم الانسان وتعلق به التكاليف و ظهرت منه الطاعات والمخالفات الخ۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر میں امام ابو طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:۔

الانسان عند اهل البصائر هذا المجموع من الجسد والروح بما فيه من المعاني

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالیٰ:۔

فی سورة النحل خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصيم مبين ۝

فرماتے ہیں:۔

اعلم ان الانسان مركب من بدن ونفس فقوله تعالى خلق الانسان من نطفة اشارة الى الاستدلال ببدنه على وجود الصانع الحكيم وقوله تعالى فاذا هو خصيم مبين اشارة الى الاستدلال باحوال نفسه على وجود الصانع

اقول وباللہ التوفیق آیات کریمہ قرآن اعظم ومحاورات عامہ شائعہ تمام عالم کے ملاحظہ سے بنگاہ اولین ذہن میں منقش ہوتا ہے کہ جسے انسان کہتے اور زید وعمرو اعلام یا من وتو ضمائر یا این وآن اسمائے اشارہ سے تعبیر کرتی ہیں اس میں روح وبدن دونوں ملحوظ ہیں ایک بکسر معزول ہو ایسا ہرگز نہیں اب خواہ یوں ہو کہ ہر ایک سنخ حقیقت انسانی میں داخل وجزو حقیقی ہو یا یوں کہ ایک سے بحیثیت ہر حقیقت اور دوسرے کو معیت شرطیت مگر ساتھ ہی عقل ونقل کی طرف نظر کیجئے تو ان کا اجماع واطباق دیکھتے ہیں کہ انسان ایک شے مدرک عاقل فاہم مرید مکلف مخاطب من اللہ تعالیٰ ہے اور یہ صفات

الانسان يبقى بعد موت الجسد الحجة السابعة قوله صلى الله
تعالىٰ عليه وسلم اذ حمل الميت على نعشه رفرف رءوسه فوق
النعش ويقول يا اهلى ويا ولدى (الحديث) النبى صلى الله تعالىٰ
عليه وسلم صرح بان حال ما يكون الجسد على النعش بقى
هناك شئ ينادى، ويقول جمعت المال من حله وغير حله
ومعلوم ان الذى كان الاهل اهلا له وكان جامعا للمال
وبقى فى رقبته الوبال ليس الا ذاك الانسان فهذا تصريح
بان فى الوقت الذى كان الجسد ميتًا كان الانسان حيًّا
باقيا فاهما الحجة الثامنة قوله تعالىٰ: يا ايتها النفس المطمئنة
ارجعى الى ربك راضية مرضية والخطاب انما هو حال
الموات فدل ان الذى يرجع الى الله بعد موت الجسد
يكون حيًّا راضيا وليس الا الانسان فدل ان الانسان بقى
حيًّا بعد موت الجسد الحجة العاشرة جميع فرق الدنيا
من الهند والروم والعرب والعجم وجميع ارباب الملل و
النحل من اليهود والنصارىٰ والمجوس والمسلمين يتصدقون
عن موتاهم ويدعون لهم بالخير ويذهبون الى زيارتهم
ولولا انهم بعد موت الجسد بقوا احياء لكان التصدق
والدعاء والزيارة عبثا فيدل ان فطرتهم الاصلية شاهدة
بان الانسان لا يموت بل يموت الجسد الحجة السابعة عشر
ان الانسان يجب ان يكون عالما والعلم لا يحصل الا فى
القلب فيلزم ان يكون الانسان عبارة عن الشئ الموجود
فى القلب او شئ له تعلق بالقلب اهـ ملتقطًا
ملخصًا۔

marfat.com

امام اجل فخر الدین رازی نے باآنکہ بار ہا روح ہی کے انسان ہونے پر تسجیل و تنقیح فرمائی خود ہی انسان کے روح و بدن سے مرکب ہونے کی تصریح فرمائی۔

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں جہاں وہ عبارت لکھی کہ :۔

"جان آدمی کہ در حقیقت آدمی عبارت ازان است"

وہیں اسی کی شرح یوں ارشاد کی :۔

"تفصیل ایں اجمال آنکہ آدمی مرکب از دو چیز است جان و بدن جزو اعظم جان است کہ تبدل و تغیر دران راہ نمی یابد و بدن بمنزلہ لباس است کہ اختلاف بسیار در وی راہ می یابد اھ مختصراً"

روح کا بدن سے تعلق چار قسم ہے

پھر روح کا بدن سے تعلق چار قسم ہے ایک تعلق دنیوی بحال بیداری دوسرا بحال خواب کہ من وجہ متعلق من وجہ مفارق تیسرا برزخی چوتھا اخروی۔

وجعلها فی شرح الصدور عن ابن القیم خمسة حیث قال للروح بالبدن خمسة انواع من التعلق متغایرة الاول فی بطن الام الثانی بعد الولادة الثالث فی حال النوم فلها به تعلق من وجه و مفارقة من وجه الرابع فی البرزخ فانها وان کانت قد فارقته بالموت فانها لم تفارق فراقا کلیا بحیث لم یبق لها الیه التفات الخامس به یوم البعث وهو اکمل انواع التعلقات ولا نسبة لما قبله الیه اذ لا یقبل البدن معه موتا ولا نوما ولا فسادا اھ و تبعه القاری فی منح الروض۔

اقول الکلام فی الانواع المتغایرة ولا یظهر للتعلق الرحمی تغایر مع الذی بعد الولادة فان کلیهما تعلق الاتصال المحض والتدبیر والتصرف الناقص بخلاف النوعی فلا یتحقق للاتصال والبرزخی فلیس مع ذلک تعلق التدبیر والاخروی فلا نقص فیه اصلا فیتحصل التقسیم هکذا التعلق اما

marfat.com

الانسان يبقى بعد موت الجسد الحجة السابعة قوله صلى الله
تعالىٰ عليه وسلم اذ حمل الميت على نعشه رفرفت روحه فوق
النعش ويقول يا اهلى ويا ولدى (الحديث) النبى صلى الله تعالىٰ
عليه وسلم صرح بان حال ما يكون الجسد على النعش بقى
هناك شئ ينادى ويقول جمعت المال من حله وغير حله
ومعلوم ان الذى كان الاهل اهلا له وكان جامعا للمال
وبقى فى رقبته الوبال ليس الا ذاك الانسان فهذا تصريح
بان فى الوقت الذى كان الجسد ميتًا كان الانسان حيًّا
باقيا فاهما الحجة الثامنة قوله تعالىٰ: يا ايتها النفس المطمئنة
ارجعى الى ربك راضية مرضية والخطاب انما هو حال
الموات فدل ان الذى يرجع الى الله بعد موت الجسد
يكون حيًّا راضيا وليس الا الانسان فدل ان الانسان بقى
حيًّا بعد موت الجسد الحجة العاشرة جميع فرق الدنيا
من الهند والروم والعرب والعجم وجميع ارباب الملل و
النحل من اليهود والنصارىٰ والمجوس والمسلمين يتصدقون
عن موتاهم ويدعون لهم بالخير ويذهبون الى زيارتهم
ولولا انهم بعد موت الجسد بقوا احياء لكان التصدق
والدعاء والزيارة عبثا فيدل ان فطرتهم الاصلية شاهدة
بان الانسان لا يموت بل يموت الجسد الحجة السابعة عشرة
ان الانسان يجب ان يكون عالما والعلم لا يحصل الا فى
القلب فيلزم ان يكون الانسان عبارة عن الشئ الموجود
فى القلب او شئ له تعلق بالقلب اهـ ملتقطًا
ملخصًا۔

marfat.com

يسمّى انسانا وكذلك الروح المجرد لا يسمى انسانا الخ۔

فاقول ليس يريد رحمه الله تعالىٰ ان الانسان يبطل بالموت وان الذى فى البرزخ من لدن الموت الى حين البعث ليس بانسان ومعاذ الله ان يريده وهو قول اهل البدع ومصادم للقواطع وكيف يجوز ان لا يكون الروح البرزخى المتصل بالبدن اتصالا فى فراق انسانا ومعلوم قطعًا ان الانسان هو الذى كان امن وكفر واحسن وفجر وبديهى ان غير الانسان افينعم من لم يعمل ويعذب من لم يعص والله تعالىٰ يقول عنهم يٰويلنا من بعثنا من مرقدنا فافاد ان المبعوثين فى الحشر هم الراقدون فى القبر ومعلوم ان المحشورين فى العقبىٰ هم الكائنون فى الدنيا فالانسان هو فى الدور الثلث لم يزل عن انسانية ولم ينسلخ عن حقيقته وقال تعالىٰ النار يعرضون عليها وانما اعاد الضمير الى الناس المذكورين فهم المعرضون على النار لا غيرهم۔ وقال تعالىٰ قتل الانسان ما اكفره الى قوله عز وجل ثم اماته فاقبره فالاقبار بعد الاماتة وقد ارجع الكناية فيه الى الانسان فثبت ان الميت المقبور ليس الا انسان وبالجملة ففى الدلائل على هٰذا كثرة لا مطمع فى احاطتها وانما اراد التنبيه على ان الانسان ليس بمعزول اللحاظ عن شئ من الروح والبدن فالجسد اذا بطلت صورته بالموت وزالت عنه المعانى بخروج الروح عنه لا يسمى ذلك الجسد الفارغ انسانا وقد كان يسمى قبله عرفا لمكان الاتصال كما سيأتى وكذا الروح المجرد من حيث هو مجرد لا يسمى انسانا وانما الانسان المجموع اعنى الروح الملحوظ بلحاظ

marfat.com

اس کے لیے حقیقۃً ثابت ہیں نہ کہ موصوف بالذات کوئی شے غیر ہو اور اس کی طرف بالتبع بالعرض نسبت کیے جاتے ہوں اس بین و واضح امر کی طرف التفات کرتے ہی منجلی ہو گیا کہ جس طرح قولین اولین میں تجرد و تمحض یعنے بشرط لا شے مراد لینا کسی عاقل سے معقول نہیں اگر ہے تو لا بشرط اور یہ بھی مقبول نہیں کہ روح و بدن میں کوئی لحاظ سے بالکل معزول نہیں اور قول اول تو اصلاً قابل قبول نہیں کہ انسان عاقل ہے اور ابدان ذوی العقول نہیں انسان مالک و متصرف ہے بدن کی طرح آلۂ و معمول نہیں یونہی یہ بھی روشن ہو گیا کہ قول اخیر میں مجموع سے مراد مرتبہ بشرط شے ہے نہ ترکب نفس حقیقت ورنہ انسان عاقل و مدرک نہ رہے کہ مجموع مدرک و نامدرک نامدرک ہے اور لازم آئے کہ آیات و محاورات عامہ خواہ بدنیات ہوں جن میں موصوف بصفات جسم کو انسان کہا گیا یا روحیات جن میں صفات نفس سے انسان کو متصف کیا خواہ جامعات جن میں دونوں کو اجتماع دیا سب یکسر حقیقت سے معزول اور مجاز پر محمول ہوں کہ اب انسان نہ روح ہے نہ بدن بلکہ شے ثالث ہے لاجرم مجموع کا محمل اول مراد نہیں ہو سکتا۔

ومن الدلیل علیہ قول الامام ابی طاہر بما فیہ من المعانی فانما کان لعاقل ان یتوہم دخول الاعراض فی قوام جوہر وانما المراد الدخول فی اللحاظ وکذا تنصیص الامام الرازی علی التترکیب مع اعطائہ مرادا۔

رہا محمل دوم اس میں بھی دو احتمال ہیں قوام روح سے ہو اور بدن شرط یعنے انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہو یا بالعکس یعنی بدن متعلق بہ الروح کا ثانی بھی اس مقدمہ مذکورہ واضحہ سے مدفوع کہ انسان عاقل مخاطب بالاصالۃ ہے نہ بالتبع تو بفضل اللہ تعالیٰ عرش تحقیق مستقر ہو گیا کہ مختار و منصور وہی قول اخیر بایں معنی و تفسیر ہے اور قول ثانی بھی اس سے بعید نہیں کہ جب قوام جوہر میں صرف روح ہے تو انسان روح ہی کا نام ہوا ملحوظ بلحاظ تعلق ہونا اسے روح ہونے سے خارج نہیں کرتا نہ ان عبارات میں لحاظ تعلق سے قطع نظر مذکور تو اس کا اسی قول منصور کی طرف ارجاع میسور ولہٰذا

سرایت نے انا النار کہنے کا مستحق کر دیا اب اسے آگ ہی کہا جاتا ہے یونہی جسم کو انا الانسان کا دعویٰ پہنچتا ہے۔ ہم سنتا دیکھتا بولتا چلتا پھرتا کام کرتا بدن ہی کو دیکھتے ہیں حالانکہ مدرک و فاعل روح ہے اور بدن آلہ لہٰذا بدن پہ اطلاق انسان حقیقت[1] عرفیہ قرار پایا اور وہی تمام صفات و افعال کا منسوب الیہ ٹھہرا اور قرآن عظیم بھی مطابقت عرف پہ اترا قال تعالیٰ انہ لحق مثل ما انکم تنطقون اب نہ تجوز رہے نہ استخدام نظیر اس کی رأیت زیداً ہے۔ زید را دیدم۔ زید کو دیکھا حالانکہ زید اگرچہ اس سے بدن ہی مراد لیجئے ہرگز ہمیں مرئی نہیں مرئی صرف رنگ و سطح بالائی ہے اور وہ قطعاً نہ روح زید ہے نہ بدن مگر شدت اتصال کے باعث اسے رویت زید کہتے ہیں اور ہرگز اس میں تجوز و مخالفت حقیقت کا توہم بھی نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر کوئی زید کے رنگ و سطح کو یونہی دیکھے اور قسم کھائے میں نے زید کو نہ دیکھا قطعاً کاذب سمجھا جائے گا لاجرم تفسیر کبیر میں روح کے غیر جسم ہونے پہ کلام واسع و مشبع لکھ کر فرماتے ہیں:۔

اعلم ان اکثر العارفین المکاشفین من اصحاب الریاضات وارباب المکاشفات والمشاهدات، مصرون علیٰ هذا القول جازمون بهٰذا المذهب واحتج المنکرون بقوله تعالیٰ من ای شیٔ خلقه من نطفة هذا تصریح بان الانسان مخلوق

---

[1] عرف تو عرف اس شدت اختلاط و عدم تمایز بحد اتحاد نے سفہائے فلاسفہ کو دھوکا دیا جو ہمیشہ تدقیق کے نام پہ جان دیتے اور فضول تعمقات کو تحقیق جانتے ہیں وہ کبھی کہاں خاص مقام تحدید میں انسان کی تعریف کہہ بیٹھے حیوان ناطق حالانکہ حیوانیت بدن کے لیے ہے کہ وہی جسم نامی ہے اور ناطق و مدرک روح بلکہ خود حیوان ہی کی تعریف میں بھی خلط ہے جسم نامی محرک بدن ہے اور حساس و مریہ روح ۱۲ منہ۔

marfat.com

متمحض للاتصال اولا الآول ان کمل بحیث لا یقبل الفراق فاخروی والا فدینوی یقظی والثانی ان کان تعلق تدبیر فنوعی اولا فبرزخی فانقیل لیس یستعمل الجنین الآته وجوارحه فی الاعمال والادراک مثل المولود قلت لا یستعملها المولود من ساعته کالعظیم ولا الفطیم کالیافع ولا الیافع کمن بلغ اشدّه ولا کمثله الشیخ الهرم ثم الفانی فلیجعل عامة ذلک تعلقات متغایرة فافهم۔

ان میں جس طرح اعلیٰ و اکمل تعلق اخروی ہے جس کے بعد فراق کا احتمال ہی نہیں یونہی ادون و اقل تعلق برزخی ہے کہ باوصف فراق ایک اتصال معنوی ہے مگر قرآن عظیم وحدیث کریم کے نصوص قاطعہ شاہد عدل ہیں کہ اس قدر تعلق بھی بقائے انسانیت کے لیے بس ہے بداہتہً معلوم کہ قبر میں تنعیم یا معاذاللہ تعذیب جو کچھ ہے اسی انسان ہی کے واسطے ہے جو اپنی حیات دنیوی میں مؤمن و مطیع یا معاذاللہ کافر و عاصی تھا نہ یہ کہ طاعت و ایمان تو انسان نے کیے اور نعمت مل رہی ہے کسی غیر انسان کو یا کفر و عصیاں انسان سے ہوئے اور عذاب ہوتا ہو کسی غیر انسان پر اسی طرح وہ تمام حجج واضحہ جو ابھی تفسیر کبیر سے بعد موت بقاو حیات انسان پر گزریں مع اپنے نظائر کثیرہ کے اس مدعا کی کفیل ہیں تو غایت ہوا کہ حقیقت انسانیہ میں جو تعلق ملحوظ ہے مطلق و مرسل ہے کسی طرح کا ہو۔

اما ماقال الامام ابوطاهر بعد ما اسلفنا نقله من انه اذا بطلت صورة جسده بالموت ونالت عنه المعانی بقبض روحه لا یسمی انسانا فاذا جمعت، هذه الاشیاء الیه بالاعادة ثانیا کان هو ذلک الانسان بعینه الا تری ان الجسد الفارغ من الروح والمعانی یسمی شبحا وجثة ولا

marfat.com

تبعیہ کہ حقیقۃً صفات روح ہیں اور بدرجہ انخا دمذکور بدن کی طرف منسوب جیسے علم وسمع وبصر وارادہ وفاعلیت افعال اختیاریہ وغیرہا عرف میں اگرچہ انسان نام بدن ٹھہرا مگر صفات تبعیہ کی اس کی طرف اضافت مشروط بشرط حیات ہے بعد موت بے عود حیات بدن خالی کو شرعًا عرفًا لغۃً کسی طرح سمیع بصیر مرید فاعل عالم نہیں کہتے کہ یہ نسبتیں اسی اتصال سریانی پر مبنی تھیں جس نے روح وبدن کو عرفا امر وحدانی کر دیا تھا جب وہ مسلوب ہوا کشف محجوب ہوا صفات تبعیہ حق بحقدار رسید ہو کر اپنے مرکز کو گئیں اور اس تودۂ خاک کی اپنی اصلی حالتیں ظاہر ہوئیں نظیر اس کی وہی صحبت آتش وانگشت ہے کوئلا کالا ٹھنڈا تاریک تھا اور نار دخانی گرم وسرخ وروشن جب تک آگ کی سرایت سے دہک رہا تھا اس کے اپنے عیوب چھپے ہوئے تھے آگ ہی کے اوصاف سے موصوف ہوتا جب آگ جدا ہو کر ان ہوئی وہی اصل حقیقت عیاں ہوئی تو ایمان اگرچہ عرف پر مبنی ہیں اور عرفا انسان خواہ بلفظ انسان وبشر وآدمی تعبیر کیا جائے یا اعلام وضمائر واسمائے اشارہ سے اس کا معبر عنہ یہی بدن ہوتا ہے مگر بنظر تقسیم مذکور امور محلوف علیہا کی طرف نظر ضرور اگر صفات اصلیہ پر مقصود ہو جیسے اٹھانا بٹھانا نہلانا وغیرہا تو کچھ حالت حیات کی تخصیص نہ ہوگی کہ نفس بدن ان کا صالح ہے اور اگر صفات تبعیہ پر موقوف ہو جیسے خطاب وافہام وکلام تو ضرورۃً متقید بحال حیات رہے گا کہ بغیر اس کے بدن ان کا صالح نہیں بالجملہ انسان کا عرفًا بدن میں حقیقت ہونا اور معنے حقیقی عرفی میں استعمال کیا جانا زنہار اسے مقتضی نہیں کہ وہ کلام بدن کی ہر حالت کو مشتمل رہے یا بعض احوال پر اقتصار کے باعث حقیقت عرفیہ سے منسلخ ہو کر کسی اور معنی پر محمول بنے بلکہ وہی مراد ہو کر بات جس حال کے قابل ہوگی اسی قدر کو شامل ہوگی مثلاً اگر کہیے زید نے کوئلے سے بدن جلا لیا تو قطعًا اس سے وہی دہکتا کوئلا مراد ہوگا کہ جلانے کی صلاحیت اس میں ہے اس سے نہ یہ لازم کہ مطلق کوئلا اس سے مفہوم ہو نہ یہ کہ کوئلا اپنی معنی حقیقی سے محروم ہو وھذا کلہ

marfat.com

الاتصال اعم من ان یکون دنیویا او اخرویا او برزخیا
هٰکذا ینبغی ان یفهم هٰذا المقام واللہ سبحانه ولی
الانعام۔

یہ تحقیق حقیقت و مصداق انسان میں کلام تھا اب آیات و محاورات مذکورہ کی طرف چلیے جب انسان در روح ہر ایک کا انسان جداگانہ ہونا بداہتہً باطل ہو چکا تو اب اقوال ثلثہ سے کوئی قول لیجیے آیات و محاورات بدنیہ و روحیہ سے ایک میں تجوز ادہ جامعہ میں استخدام ماننے سے گریز نہ ہوگی کما لا یخفی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نہ مفسرین ان میں کہیں استخدام[1] مانتے ہیں نہ اہل عرف ان میں کسی کلام کو حقیقت سے جدا جانتے ہیں تو وجہ یہ کہ بوجہ شدت اختلاط گویا روح و بدن شے واحد ہیں بلکہ روح خفی و نظری ہے اور بدن محسوس و مرئی اور اشراق شمس روح نے بدن پہ حیات کی شعاعیں ڈال کر اسے اپنے رنگ میں رنگ لیا جس طرح دہکتے کوئلے کو اس کے ہر ذرے میں آگ کی

---

[1] بل قال بعض العلماء ان الاستخدام بهذا المعنی لم یقع فی القرآن العظیم اصلا نقله الامام السیوطی فی الاتقان تعالی وقد استخرجت بفکری آیات وذکرتها لبیا الاولی الی امر اللہ فلا تستعجلوه امر اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کما اخرج ابن مردویه من طریق الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما الضمیر له مراد به قیام الساعة او العذاب والثانیه ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین المراد به آدم ثم اعاد الضمیر علیه مراد به ذلدة فقال ثم جعلته نطفة قال وهی اظهرها واثالثة لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم ثم قال قد سالها قوم من قبلکم ای اشیاء اخرها لمخص کلام السیوطی اقول وقد استخرجت مثالین آخرین الاول قوله عزوجل احصنت فرجها فنفخنا فیه الفرج فرج المرأة والضمیر للفرج بمعنے فرج الجیب علی ما علیه المحققون والآخر ذکرته فی رسالتی الزلال الاتقی من بحر سبقة الاتقی التی ذکرت فیها تفسیر قوله عزوجل وسیجنبها الاتقی ۱۲ منه

marfat.com

اس آگ کی اذیت کا احساس کرتا ہے آنکھ کان اعضا کو جلتا دیکھتا ان پہ آگ بھڑکنے کی آواز سنتا ہے اور جب جل بجھ کر راکھ ہو جاتے ہیں جب بھی دیکھنا سننا ہے جو سلام و کلام مدفون امروزہ کے لیے شرع مطہر میں ہے وہی مدفون ہزار سالہ کے واسطے دونوں سے وہی کہا جائے گا کہ سلام تم پہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں بخشے تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پچھلے خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان صحابی اعرابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ حکم دیا ہے کہ جہاں کسی کافر کی قبر پر گزرو اسے دوزخ میں جانے کا مژدہ دو تو ارشاد اقدس میں کوئی تخصیص تازہ مرے ہوئے کی نہ تھی بلکہ صاف تعمیم تھی اور تعمیم ہی پہ ان صحابی نے کاربندی کی۔

غرض دلائل مطلق ہیں اور عقیدہ مطلق اور آلات جسمانیہ کی تخصیص ناحق ہمیں اتنی بات سے کام ہے کہ مردے زندوں کی طرح صورت و صوت کا ادراک کرتے ہیں اور اوپہ روشن ہو چکا کہ ادراک کار روح ہے اور روح موت سے نہ مرتی ہے نہ متغیر ہوتی مگر اس پہ بھی لفظ میت کا اطلاق آتا ہے ہم انہیں ارواح موتی کے سماع و ابصار کا عقیدہ رکھتے اور اسی کو اموات کا دیکھنا سننا کہتے ہیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ وہاں بھی ذرائع و آلات یہی ہوں یا غیر فصل پا نزدہم ہیں امام شیخ الاسلام خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین ابوالحسین علی سبکی قدس سرہ الملکی کا ارشاد گزرا کہ ہم نہیں کہتے کہ مردہ بدن سنتا ہے بلکہ روح سنتی ہے خواہ تنہا جب کہ بدن مردہ رہے یا جسم سے مل کر جب کہ حیات جانب جسم عود کرے آخر اس قدر سے حضرات منکرین بھی منکر نہیں کہ اموات دنا رو ملائکۂ ثواب و عذاب کو دیکھتے ان کی بات سنتے سمجھتے قیامت کے آنے نہ آنے کی دعائیں کرتے ہیں تو اس کی تسلیم انہیں بھی ضرور کہ دیکھنا سننا بولنا انہیں آلات جسمانیہ پر غیر مقصور :۔

marfat.com

من النطفة وانه يموت ويدخل القبر ولولم يكن عبارة عن الجثة لم تكن الاحوال المذكورة صحيحة والجواب انه لما كان الانسان فى العرف والظاهر عبارة عن هذه الجثة اطلق عليه اسم الانسان فى العرف اهـ مختصرا ۔

اقول وهذا الجواب احسن مما تقدم قبله حيث قال فان قالوا هذه الآية حجة علينا لانه تعالىٰ قال ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين وكلمة من للتبعيض وهذا يدل على ان الانسان بعض من ابعاض الطين قلنا كلمة من اصلها لابتداء الغاية كقولك خرجت من البصرة الى الكوفة فقوله تعالىٰ ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ٥ يقتضى ان يكون ابتداء تخليق الانسان حاصلا من هذه السلالة ونحن نقول بموجبه لانه تعالىٰ يسوى المزاج اولا ثم ينفخ فيه الروح فيكون ابتداء تخليقه من السلالة اهـ

قلت وقد يستانس له بقوله تعالىٰ وبدأ خلق الانسان من طين ٥ فافهم ۔

بالجملہ خلاصۂ مبحث یہ ہوا کہ طلاق انسان کے لیے دو حقیقتیں ہیں ایک حقیقت اصلیہ دقیقہ یعنے روح متعلق بالبدن اگرچہ متعلق برزخی دوم حقیقت مشہورہ عرفیہ یعنی بدن اور اکثر متکلمین کے زعم میں یہی حقیقت اصلیہ ہے اور اگر غرابت فن سے قطع نظر کرکے ان کا کلام انسان عرفی پہ محمول کریں تو وہ بھی صحیح ہوسکتا ہے و باللہ التوفیق ۔

مقدمہ سادسہ :۔

اقول :۔ صفات بدن دو قسم ہیں اصلیہ کہ خود بدن کے لیے حاصل اور

marfat.com

بھی تو جواب سوال ۱۹ میں تسلیم کیا کہ مردے زندوں کا سلام سنتے ہیں۔ حضرت جن کانوں سے سلام سنتے ہیں انہیں سے کلام۔

یہ تو ہماری طرف سے کلام تھا اب جانب منکرین نظر کیجئے ان کا انکار بھی قطعًا عام ہے صرف آلات جسمانیہ سے خاص نہیں کاش وہ ایمان لے آئیں کہ اموات اصوات کا ادراک تام کرتے ہیں مگر نہ گوش بدن سے تو جھگڑا ہی کیا ہے ابھی اتفاق ہو گیا اہلسنت بھی تو اسی قدر فرماتے ہیں گوش و گوشت کی تخصیص کب بتاتے ہیں مگر حاشا وہ کب اس راہ آتے ہیں انہیں تو ادلیائے مدفونین کی ندا حرام کرنی ہے۔ ان محجوبان خدا سے طلب دعا حرام کرنی ہے وہ کس دل سے سننا مان لیں اگرچہ بے ذریعۂ گوش دیکھنا تسلیم کرلیں۔ گو بے واسطۂ چشم۔ انہیں تو مولوی مجیب صاحب کی طرح یہ کہنا ہے کہ جب درمیان زائر و مقبور کے حجب عدیدۂ سمع و بصر حائل تو سماع اصوات اور بصارت صور محال۔ یہ تحریر محل نزاع ہے جس کا سمجھ لینا مزیل اشکال والحمد للہ المنعم المتعال وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ خیر صحب وآل۔

بحمد اللہ تقریر مقدمات سے فراغ پایا تحریر جوابات کا وقت آیا جو امر جس مقدمے میں ثابت کیا گیا جواب میں اس پر علامت مق لکھ کر شمار مقدمہ کا ہندسہ بغرض یاددہانی ثبت ہوگا کہ ہر جگہ بحکم مقدمہ فلاں یا دیکھو مقدمہ فلاں لکھنے کی حاجت نہ ہو۔

فاقول ۔ وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔

جواب اول: ۔ ائمہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماعی عقیدہ کہ مردے سنتے ہیں قطعًا حق ہے اور کیوں نہ حق ہو کہ وہ اہلسنت ہیں حق انہیں میں منحصر ہے اور اس کے معنے (مق) یہ کہ ارواح مردگان (کہ ان پر بھی اطلاق مردہ و میت کیا جاتا ہے اور وہ خود اور ان کے ادراکات باقی و مستمر و بحال و نامتغیر ہیں) بعد فراق بھی بدستور ادراک اصوات و کلام کرتے ہیں۔

اور ان مشائخ و شراح اہلسنت و فلاح رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان کہ مردے نہیں

marfat.com

ظاھر جاء بحمد اللہ تعالیٰ یہ معنے ہیں اس ضابطے کے جسے علمانے یہاں ارشاد فرمایا۔

اور تنویر الابصار و درمختار و شروح کنز وغیرہا میں مذکور ہوا کہ:۔

ما شارک المیت فی سببہ الحی یقع الیمین فیہ علی الحالتین وما اختص بحالۃ الحیاۃ نفید بھا۔

مقدّمہ سابعہ:۔

اقول:۔ مناظرات میں وقت و اطالت کہ راہ پاتی ہے پیشتر اصل مقصد و مورد نزاع سے غفلت کے باعث، منہ دکھاتی ہے فریقین اس کے پابند رہیں یہ تو معلوم کہ اہل باطل کو اکثر اصل مطلب سے فرار ہی میں مفر مگر اہل حق پر اس کا خیال لازم ہر وقت پیش نظر رکھیں کہ بحث کیا تھی اور چلے کدھر اس میں باذن اللہ تعالیٰ تخفیف مؤنت اور مخالف کے عجز و سکونت جلد ظاہر ہونے پر معونت ہوتی ہے اس مسئلہ دائرۂ سماع موتی میں مقصود اہل سنت کچھ اس پر موقوف نہیں کہ تمام اموات کے بدن ہی قبر میں ہمیشہ زندہ رہیں زائروں کے سلام کلام وہ انہیں کانوں کے ذریعہ سے سنیں ہوا سے متموج متکیف بالصوت انہیں کے پٹھوں کو قرع کرے اسی طریقے پر سماع ہو۔

یونہی رویت عامۂ اموات میں ہماری اس سے کوئی غرض متعلق نہیں کہ وہ انہیں آنکھوں سے دیکھیں انہیں سے خروج شعاع یا انہیں کے لوح میں صورت کا انطباع ہو یہ نہ واقع ہے نہ ہمارا دعوی نہ ہمارے دعوی کو اس پر توقف۔

آخر اہلسنت کے نزدیک جس طرح ابھی کا مردہ دیکھنا سنتا ہے یونہی برسوں کا جب کہ کان آنکھ جسم کا کوئی ذرہ سلامت نہ رہا سب خاک و غبار ہو کر مٹی میں مل گیا جس طرح مسلمان قبر میں سنتا ہے یونہی ہندو کافر مرگھٹ میں جس وقت اس کے کان آنکھ کو آگ دیتے ہیں وہ اُن آگ دینے والوں کو دیکھنا ان کی باتیں سنتا

marfat.com

تو کیا مقتضائے حق شناسی حضرات مشائخ ہے کہ اپنی بات بنانے کے لیے خواہ مخواہ ان کا کلام مخالف احادیث سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام ٹھہرائے اور وہ بھی کس سخت جرأت کے ساتھ کہ خاص اخبار متعلقہ بغیب و بہ نرخ کا مقام اور خود ارشادات صریحۂ نبی لاریب امین الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف کلام وان ھذا الا بلاء لا یحتمل وعناء لا یرام۔

رہا وہابی فتوح رفوخواہ مائۃ مسائل صاحب تفہیم المسائل کا تعصب کہ:۔

"آنچہ از ملا علی قاری و شیخ عبدالحق آوردہ ہمہ ہا از شرح صدور نقل میکنند و مایۂ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی کتب احادیث طبقہ رابعہ است وایں احادیث قابل اعتماد نیستند"

اقول اولاً:۔ شدت تعصب نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث جلیلہ کو شاید دیکھنے نہ دیا یا ان پر بھی طبقۂ رابعہ کا حکم ہوگیا۔ کیا علی قاری و شیخ محقق نے ان سے استناد نہ کیا یا آپ نے ان کے کاموں کا جواب دے لیا شرم شرم۔ ہاں مجھی کو سہو ہوا جواب کیوں نہ دیا وہ دیا کہ عقل و حیا و دیانت سب کو جواب دیا آخر کلام میں اسے بھی سن لیجیے۔

ثانیاً:۔ یہاں ان کے علاوہ اور حدیثیں بھی تھیں کہ ائمۂ فن نے جن کی تصحیحیں کہیں زیادہ علم نہ تھا تو اپنے خصم ہی کا کلام دیکھا ہوتا۔ مولانا علی قاری کی عبارت نقل کی تھی:۔

ھذہ المسائل کلھا ذکرھا السیوطی فی کتابہ شرح الصدور فی احوال القبور بالاخبار الصحیحۃ والآثار الصریحۃ۔

یعنی یہ سب مسائل امام سیوطی نے شرح الصدور میں صحیح حدیثوں صریح روایتوں سے بیان کیے شیخ محقق کی عبارت منقول تھی۔

"بالجملہ کتاب وسنت مملو و مشحون اند باخبار و آثار کہ دلالت میکند بر وجود علم مر موتی را بدنیا و اہل آن پس منکر نشود آنرا مگر جاہل

قال المولیٰ تبارک وتعالیٰ۔ النار یعرضون علیہا غدوًا و عشیا ویوم القیمۃ ادخلوا ال فرعون الی اشد العذاب۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

ان ارواح ال فرعون فی اجواف طیر سود یعرضون علی النار کل یوم مرتین تغدو وتروح الی النار فیقال یا ال فرعون ھذہ ماوٰنکم حتی تقوم الساعۃ۔

فرعون اور فرعونیوں کو ڈوبے ہوئے کئی ہزار برس ہوئے ہر روز صبح شام دو وقت آگ پہ لے جاتی ہیں جہنم جھنکا کر ان سے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت آئے اور ایک انہیں پہ کیا موقوف ہر مومن و کافر کو یونہی صبح و شام جنت و نار دکھاتے اور یہی کلام سناتے ہیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم و مؤطائے امام مالک و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اذا مات احدکم عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اھل الجنۃ فمن اھل الجنۃ وان کان من اھل النار فمن اھل النار یقال لہ ھذا مقعدک حتی یبعثک اللہ الیہ یوم القیمۃ

یونہی اموات کی باہم ملاقات، آپس کی گفتگو، قبر کا ان سے باتیں کرنا، ان کی حد نگاہ تک کشادہ ہونا، حیا کے اعمال انہیں سنائے جانا، اپنے حسنات و سیئات اور گاہ ماہی کا تماشا دیکھنا وغیرہ وغیرہ امور کثیرہ جن کی طرف صدر مقصد دوم میں اشارہ گزرا جن کے بیان میں دس بیس نہیں صدہا حدیثیں وارد ہوئیں ان مطالب پہ شاہد مبین جس طریقے سے وہ ان چیزوں آوازوں کو دیکھتے سنتے ہیں اور قیامت تک جسموں کے گلنے، خاک میں ملنے کے بعد بھی دیکھیں سنیں گے۔ یونہی زائروں، قبر کے سامنے گزرنے والوں اور ان کے کلام کو طرفہ یہ کہ مولوی اسحاق صاحب نے

marfat.com

فرماتے ہیں:۔

"علاوہ بریں از تفسیر ابن عباس کہ شیخ جلال الدین سیوطی ذکر آن در در منثور کردہ صریح عدم سماع موتی مستفاد ست۔"

پھر وہ تفسیر بحوالۂ ابو سہل سدی بن سہل الجنید النیشاپوری بطریق عبد القدوس عن ابی صالح عن ابن عباس یہ نقل کی کہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قلیب بدر پر ان کافروں کی لاشوں سے کلام کیا اور فرمایا تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے فانزل اللہ تعالیٰ انک لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی القبور۔

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیتیں اتاریں پھر خود اس روایت کی نسبت کہا:۔

"نص است بر آنکہ موتی را سماع نیست۔"

اقول۔ اولاً:۔ صحاح جلیلۂ مشہورۂ بخاری و مسلم کے مقابل ایسی شواذ غریبۂ و نوادر مجہولۂ اجزائے خاملہ ذکر کرتے شرم نہ آئی اور ایک کتاب میں رطب و یابس مقبول و مردود جو ملے محض جمع کر دینا مقصود ہو دوسری جگہ استدلال و تفریع و تحقیق و تنقیح موجود ہو ان میں فرق کی تمیز بنائی۔

ثانیاً:۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو مؤکد بقسم کر کے فرمائیں:۔

والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم۔	قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے میں جو فرما رہا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے۔

اور تو ان آیتوں کو اس کے خلاف پر اترنا مانے کیا معاذ اللہ قرآن عظیم اپنے رسول کی قسم کی تکذیب کے لیے اترا ایسا لکھتے اللہ و رسول سے کچھ حیا نہ آئی۔ ام المومنین

لہ در نسخۂ مطبوعہ تفہیم المسائل ہمچنیں است و صحیح الجند نیشاپوری است فلتبینہ ۱۲ منہ۔

marfat.com

سنتے بیشک صحیح ہے اور کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اہل فقاہت ہیں ان کا فضل و کمال ظاہر و باہر ہے اور اس کے معنی یہ کہ جو چیز مرگئی یعنے بدن کہ حقیقۃً وہی مردہ ہے سمع سے معزول ہے آلیست و توسط و تادیۂ صور کے لائق نہیں دونوں کلام صراحۃً ہیچ ہیں اور آپس میں نہ اصلا متخالف نہ کوئی حرف مفید مخالف۔

بحمداللہ تعالیٰ اس معنی نفیس کا بروجہ احتمال ہی بیان کرنا ہمیں بس تھا مخالف عبارات علما سے مستدل اور ان کے منکر سماع ہونے کا مدعی ہے اور احتمال قاطع استدلال پھر سند کے لیے نظر انصاف میں متعدد دلیلیں[1] موجود مثلاً:۔

دلیل اول:۔ جب ائمۂ دین و علمائے معتمدین سے ہزارہا در ہزارہا ظاہر تصریحیں سماع موتی کے باب میں موجود اور بتصریح علما حتی الامکان کلمات ائمہ میں توفیق و تطبیق محمود و مقصود اور بے ضرورت داعیہ ابقائے خلاف و نزاع جس کے باعث خواہی نخواہی ایک گروہ ائمہ کا کلام غلط و باطل ٹھہرے مطرود و مردود اور یہ توفیق کہ بتوفیق الٰہی ہم نے ذکر کی واضح و صریح اور تخالف مفقود تو لاجرم اسی کی طرف مصیر لازم اور راہ خلاف بند و مسدود۔

دلیل ۲:۔ خلاف و تطبیق درکنار ثقات علما اثبات سماع موتی پر اجماع اہلسنت نقل فرما چکے کیا معاذ اللہ انہیں جزاف و کذب کی طرف نسبت کرسکتے ہیں یا اکثر مشایخ حنفیہ عیاذاً باللہ ایسے بے مقدار و ناقابل شمار کہ ان کے خلاف کو لاشئے ٹھہرا کر علما ادعائے اجماع رکھتے ہیں لاجرم سبیل یہی ہے کہ باہم خلاف ہی نہیں اجماع نسبت ارواح ہے اور قول مشایخ نسبت اشباح۔

دلیل ۳:۔ جب احادیث کثیرہ وافرہ صریحہ متوافرہ سماع موتی پر بے تخصیص و تقیید وقت ایسی ناطق جن میں ذی انصاف و دین کو مجال تاویل و تبدیل نہیں

---

[1] کہ یقالون مناظرہ شاید نقص تفصیلی بین کما لا یخفی ۱۲ منہ۔

marfat.com

ما انت بمسمع الگ اترنے کی کیا حاجت تھی نمل وروم کی دونوں آیتیں تو حرف بحرف ایک ہی ہیں صرف زیادت فا کا فرق ہے اس کے کیا معنے تھے کہ جبریل اس واقعے پر انکار کے لیے ایک بار انک لا تسمع آخر تک سناتے پھر اسی وقت فانک لا تسمع آخر تک سناتے لاجرم ان میں کی ایک کسی دلیل سے اپنے محل سورت سے جدا نہیں ہوسکتی اور جب مکہ معظمہ میں پیش ہجرت انکار اتر چکا تھا تو اب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر بقسم اصرار کیا احتمال رکھتا تھا۔

سادساً:۔ ظاہر حس وعقل بالبداہۃ جسم میت کے معطل وبے حس ہونے پر شاہد ہے اگر کسی وقت اس کا مدرک ہونا ثابت ہو تو یہ قطعاً امور غیبیہ سے ہے اب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قسم کھا کر اس غیب پر حکم فرمانا پھر قرآن عظیم کا معاذ اللہ اس کے خلاف پر آنا دو صورتوں کے سوا ممکن نہیں یا تو اولاً عیاذا باللہ حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے رجما بالغیب کلام فرمادیا اپنی طرف سے غیب پر حکم لگا دیا تھا یا یوں کہ اصل اسی طرف سے خبر غیب معاذ اللہ خلاف واقع آئی۔ پھر اس کا رد اترا تمہارا ایمان ان دونوں میں سے جسے قبول کرے مانو۔

سابعاً:۔ اگر بفرض غلط یہ روایت غریبہ خاملہ صحیح بھی ہو تو قطعاً یقیناً حتماً جزماً آیات مذکورہ آیت کریمہ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے باب سے ہیں جن میں معاذ اللہ ہرگز اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی قسم پر رد و انکار نہیں بلکہ یوں ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جو اجسام مردہ تمہارا کلام سن رہے ہیں یہ تم نے انہیں نہ سنایا بلکہ خدا نے سنایا ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور یہ اسی کی قدرت سے ہوا کہ ان خالی بدنوں میں روح نے عود کیا جس کے آتے ہی گئے ہوئے ہوش وحواس بدن کے پھر درست ہو گئے۔

اب یہ روایت بھی ہماری دلیل ہے اور تفہیمی ملا کے فہم خوار و ذلیل والحمد

marfat.com

باخبار د منکر دین"

ثالثاً:۔ کیا مولانا قاری، نہ شیخ محقق نے احادیث سلام و حدیث ترمذی عن ام المومنین دربارۂ خطاب بہ میت وغیرہا سے استدلال نہ کیا تھا یا یہ سب بھی طبقۂ رابعہ میں داخل اور ان پر اعتماد مردود و باطل۔

رابعاً:۔ کتب سیوطی میں جو کچھ ہے کیا سب طبقۂ رابعہ سے ہوتا ہے یا یہاں خاص ایسا ہے اور جب دونوں باتیں بداہتہً باطل تو طبقۂ رابعہ کا ذکر مہمل و لا طائل۔

خامساً:۔ احادیث طبقۂ رابعہ جس طرح تصانیف امام ممدوح میں مذکور ہوئی ہیں یونہی عامۂ ائمہ کی تالیفات میں اور خود یہ بلکہ ان سے نازل تر کی احادیث و روایات حجۃ اللہ البالغہ و قرۃ العینہ میں و ازالۃ الخفا و تفسیر عزیزی و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہا تصانیف ہر دو شاہ صاحب میں کہ یہی اس تقسیم طبقات کے موجد و قائل ہیں تو وہ تو وہ بھرے ہیں۔

سادساً:۔ لطف یہ کہ خود انہیں شاہ عبدالعزیز صاحب نے خود اسی مسئلہ سماع موتی میں خود انہیں احادیث سے استناد کیا اسی شرح الصدور شریف کا حوالہ دیا کہ:۔

"تفصیل آں دفتر طویل میخواہد در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور کہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی ست و دیگر کتب حدیث باید دید"

سابعاً:۔ یہ سب تمہارے فہم کے لائق کلام تھا اگر طبقات کے بارے میں تحقیق حق ناصع درکار ہو تو فقیر کا رسالہ **مدار الحدیث فی طبقات الحدیث** دیکھئے کہ بعونہ تعالیٰ آنکھیں کھلیں اور حق کے دریا لہراتے ملیں۔

مکابرۂ قنوجی اب وہ جواب سنیے جو ملا تفہیمی صاحب نے صحیح حدیثوں اور ائمہ علما کی تمام تحقیقوں کا دو حرف میں دے دیا یہی شگوفۂ طبقۂ رابعہ چھوڑ کر

بشیر فی تفہیم المسائل

فلو مات ثم ضرب لا یحنث لان الضرب اسم لفعل مؤلم یتصل بالبدن والالم لا یتحقق فی المیت۔

اسی فتح القدیر میں ہے:۔

لا یتحقق فی المیت لانہ لا یحس۔

اسی مأتہ مسائل میں عینی شرح کنز سے ہے:۔

الضرب ایقاع الالم وبعد الموت لا یتصور۔

تو قطعًا ثابت وہ بدن ہی میں کلام کر رہے ہیں کہ وہی[1] ایسا میت ہے جسے نہ حس رہتا ہے نہ ادراک بخلاف روح کہ اس کے ادراکات قطعًا باقی ہیں خود یہی امام نسفی عمدۃ الکلام میں فرما چکے: الروح لا یتغیر بالموت۔

دلیل ۷:۔ پھر جب اس تقریر پر شبہہ وارد ہوا کہ جب حس نہیں ادراک نہیں تألم نہیں تو عذاب قبر کیسا تو ان سب حضرات نے یہی جواب دیا کہ معاذ اللہ جس پر عذاب کرنا ہوتا ہے اسے قبر میں ایک گونہ حیات دی جاتی ہے جس سے الم پہنچنے کے قابل ہو جاتا ہے اسی مأتہ مسائل میں عینی سے بعد عبارت مذکور ہے:۔

ومن یعذب فی القبر یوضع فیہ الحیاۃ علی الصحیح۔

اسی میں کافی[1] سے ہے:۔

---

[1] لطیفہ مأتہ مسائل میں یہ کافی کی یہ عبارت اسی طرح نقل کی جس سے وہم ہو کہ جمہور علماء کے نزدیک قبر میں بدن کی طرف عود حیات صرف ایک خفیف طور پر ہوتا ہے حیات کامل ملنا قول بعض و مرجوع ہے کہ اسے عامہ کی طرف نسبت کر کے اسے بلفظ قیل نقل کیا حالانکہ فقیر کے نسخہ کافی میں جمہور کے نزدیک اعادہ حیات اور اس کی دلیل لکھ کر انہیں سے وہ دونوں قول حیات خفیفہ و حیات کاملہ سے یکساں طور پر نقل کیے کہ ثم اختلفوا فقیل توضع فیہ الحیاۃ بقدر ما یتألم لا الحیاۃ المطلقۃ وقیل توضع فیہ الحیاۃ من کل وجہ اھ۔

بعینہ اسی طرح علامہ عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں فرمایا فلیتنبہ ۱۲ منہ۔

نے جب حدیث کو مخالف آیت گمان کیا راوی کی طرف وہم وسہو نسبت فرمایا تو نے تو اس ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں فرمانا اور قرآن عظیم کا معاذ اللہ اس خبر کی تغلیط میں آنا مانا۔

ثالثاً:۔ لطف یہ کہ یہ آیتیں تین سورتوں میں واقع ہوئیں نمل، ملئکہ، روم تینوں مکیہ ہیں کہ قبل ہجرت نازل ہوئیں اور واقعہ بدر ہجرت کے بعد ہے کیا آیتیں پیشگی اتر آئی تھیں علمائے ان آیات کو نہ مستثنیات من المکیات میں شمار فرمایا نہ مستثنیات فی النزول میں۔

رابعاً:۔ سباق وسیاق آیات دیکھیے صراحۃً کلام کفار احیا میں ہے کہ سخن حق نہیں سنتے نہیں مانتے نہ کافروں کی لاشوں میں۔ سورۂ روم میں فرمایا ہے:۔

ولئن ارسلنا ریحا فرأوہ مصفرا لظلوا من بعدہ یکفرون فانک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین وما انت بھاد العمی عن ضللتھم ان تسمع الا من یومن بایتنا فھم مسلمون

بعینہ اسی طرح انک لا تسمع سے آخر تک سورۂ نمل میں ہے۔

سورۂ فاطر میں فرمایا:۔

انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب واقاموا الصلوٰۃ ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ والی اللہ المصیر وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء والاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر۔

ایمان سے کہنا ان آیتوں میں یہی بیان ہے کہ کافروں کی لاشوں پر کیوں پکار رہے ہو وہ مرنے کے بعد کیا سنیں گے۔

خامساً:۔ قطع نظر اس سے کہ اگر اس واقعے میں اس افادے کے لیے یہ کلام پاک اترتا تو فاطر والی آیت یا نمل وروم میں کی ایک کافی تھی انک لا تسمع جدا اور

marfat.com

خود صاحب تفہیم المسائل نے اسی بحث میں براہ بدقسمتی خود انہیں امام عینی شارح کنز کی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری سے نقل کیا:۔

فان قلت بعد فراغ الملکین من السؤال ما یکون قلت ان کان سعیدا فروحہ فی الجنۃ وان کان شقیا ففی سجین علی صخرۃ فی الارض السابعۃ	یعنی بعد سوال نکیرین سعید کی روح جنت میں رہتی ہے اور شقی کی سجین میں ساتویں زمین کی ایک چٹان پر۔

تو قبریں نہیں مگر بدن۔ اسی سے آیت نفی اسماع فرماتے ہیں اور اسی سے یہ علما نفی سماع۔

دلیل ۹:۔ نیز یہ سب علماء قول ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دلیل لائے اور ان شاء اللہ القریب المجیب عنقریب روشن ہوتا ہے کہ ام المومنین صرف سماع جسمانی کی منکر ہیں اور ادراک روحانی کی مثبت و مقر۔

دلیل ۱۰۔ انہیں کتب میں اسی مبحث میں مسائل دو قسم کے ذکر فرمائے ایک متقید بحیات دوسرے شامل حیات و ممات فرماتے ہیں اگر قسم کھائی کہ اگر تجھے ماروں یا تجھ سے بولوں یا عورت سے کہا اگر تجھ سے صحبت کروں یا تیرا بوسہ لوں تو یہ قسمیں اس مخاطب مرد و زن کی زندگی پر مقتصر رہیں گی اور اگر قسم کھائی کہ اگر تجھے نہلاؤں یا اٹھاؤں یا چھوؤں یا بٹھاؤں تو موت و حیات دونوں کو شامل ہوں گی یہاں تک کہ اگر وہ شخص مرگیا اور اس نے اسے غسل میت دیا اس کا جنازہ اٹھایا اسے ہاتھ لگایا کفن پہنایا تو حانث ہوگا۔

کافی میں عبارت منقولہ مأتہ مسائل کے چند سطر بعد ہے:۔

بخلاف ان غسلتك او حملتك او ممستك او البستك فانہا لا تتقید بالحیاۃ لان الغسل یراد بہ التنظیف والتطہیر وذا یتحقق فی المیت الا تری انہ یجب غسل المیت تطہیرا لہ فکیف ینافیہ ولو صلی علی المیت قبل

marfat.com

للہ الھادی الی سواء السبیل خیر بات دور پہنچی اور اب صاحب تفہیم داخل من فی القبور تو سماع قبول سے قطعاً مجبور لہذا اصل سخن کی جانب عنان گردانی کیجئے۔ کلام مشائخ دربارۂ اجسام موتی ہونے پر شواہد واسانید میں یہ تین امور بالائی کافی ووافی تھے مگر خود نفس مسئلہ میں انہیں علماء کرام کے کلام ودیگر ابحاث مقام اور ان کے ردو احکام ونقض وابرام یکزبان اس معنے پر شہود عدول تو قبول واجب اور عدول مخذول۔ مثلاً

دلیل ۴:۔ بحث دیکھیے کاہے کی ہے ایمان کی اور باجماع حنفیہ وتصریحات علمائے مذکورین وغیرہم ان کا مبنے عرف اور عرف میں انسان زید وآن وتوسب کا مورد بدن تو قسم اسی پر صادق اور یہ تمام دادری وچالشگری اسی سے متعلق۔

دلیل ۵:۔ پر ظاہر کہ اول تا آخر ان کا کلام موت میں ہے اور میت مقفا نہیں مگر بدن خود اسی کافی شرح وافی میں اسی بحث ایمان میں فرمایا:۔

الروح لا یموت لکنہ زال عن قالب فلان واللہ تعالیٰ قادر علی اعادتہ

یعنی روح میت نہیں وہ تو صرف بدن سے جدا ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اسے دوبارہ بدن میں لے آئے۔

دلیل ۶:۔ ساتھ ہی دلائل میں صاف تصریح فرماتے ہیں کہ جس میت میں ان کا کلام ہے وہ وہی ہے جسے ادراک نہیں جسے فہم نہیں جسے درد نہیں پہنچتا جو بے حس ہے کتب خمسۂ مستندۂ مأتہ مسائل میں ہے:۔

واللفظ للرمز الکلام لا فہام فلا یتحشن فی المیت۔

فتح القدیر میں ہے:۔

والموت ینافیہ۔

اسی مستخلص الحقائق میں بہ تبعیت ہدایہ ہے:۔

من قال ان ضربتک فعبدی حر فھو علی الضرب فی الحیاۃ

marfat.com

آنا کیا وہ اسی روح کو کہیں گے کہ مرگئی فہم وادراک کے قابل نہ رہی یہ کچھ ہوا اور تغیر نہ آیا واے جہالت۔

شاہد (۳) یہی امام ابن الہمام اور ایک یہی کیا تمام علمائے اعلام زیارت قبور میں اموات پہ سلام اور ان سے خطاب وکلام تسلیم فرماتے اور اسے سنت بتاتے ہیں فتح القدیر میں ہے:۔

یکرہ النوم عند القبر وقضاء الحاجۃ بل اولی وکل ما لم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہا والدعاء عندہا قائما کما کان یفعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اسأل اللہ لی ولکم العافیۃ۔

فصل یازدہم میں گزرا کہ یہ سلام وکلام ضرور دلیل سماع وافہام ہیں مگر یہ اکابر اعلام معاذ اللہ اتنی تمیز نہ رکھتے تھے کہ اینٹوں پتھروں سے سلام وکلام کیا معنے۔

شاہد (۴):۔ یونہی جس نے زیارت حضرات شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذکر کی بالاتفاق ان سے علاوہ سلام خطاب وکلام تعلیم بھی کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ مواجہۂ اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنا ہٹے کہ صدیق کے مواجہے میں آجائے اس وقت ان سے یوں گزارش کرے اگر معاذ اللہ یہ سلام وکلام محض از قبیل اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست تھا تو ہٹ ہٹ کر مواجہوں میں آنے کی کیا حاجت تھی۔ ہٹ دھرم بے انصاف کی کہتے نہیں مگر ذی عقل منصف تو قطعاً ان تعلیمات سے یہی سمجھتا ہے کہ یہ سلام وکلام ضرور حقیقی ہے اور مواجہے سے مقصود پیش نظر آتا اسی فتح القدیر میں ہے:۔

ثم یتاخر عن یمینہ قدر ذراع فیسلم علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فان راسہ حیال منکب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیقول السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

marfat.com

عند العامة یوضع فیه الحیاۃ بقدر ما یتالم ولا الحیاۃ المطلقۃ
ھو قیل یوضع فی الحیاۃ من کل وجہ

مستخلص ہیں بعد عبارت مسطورہ ہے :۔

وعذاب القبر یوضع حیاۃ جدیدۃ فیہ وعلی ھذا عامۃ العلماء خلافا لابی الحسن[1] الصالحی لان عندہ یعذب المیۃ من غیر حیاۃ

اور بالیقین یہ شان مقدس بدن ہی کی ہے کہ اسے موت عارض ہوتی اور اس کا حس و ادراک باطل کرتی پھر معاذ اللہ تعذیب کے لیے ایک گونہ حیات دی جاتی ہے اور وہ بھی کاملہ نہیں ہوتی بخلاف روح کہ اس کی حیات مستمرہ ہے۔ امام ابن الہمام نے اس مضمون کو خوب صاف فرمادیا بعد عبارت مذکورہ لکھتے ہیں :۔

لانہ لا یحس ولذا کان مما لحق ان المیت المعذب فی قبرہ توضع فیہ الحیاۃ بقدر ما یحس الالم حتی لو کان متفرق الاجزاء بحیث لا یتمیز الاجزاء بل ھی مختلطۃ بالتراب فعذب جعلت الحیاۃ فی تلک الاجزاء التی لا یاخذھا البصر وان اللہ علی ذالک لقدیر الخ وقد تقدم تاما فی المقدمۃ الثالثۃ۔

اب ذرا آنکھ کھول کر دیکھیے وہ کسے میت کہہ رہے تھے کس کی طرح اعادۂ حیات بقدر احساس الم، مانا کس کے اجزا اتنے باریک ہوئے کہ نظر کام نہیں کرتی ہاں وہ کیا ہے جس کے اجزا مٹی میں مل گئے کیا وہ روح پاک ہے، حاشا یہی بدن تو دۂ خاک ہے۔ تو آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ اسی مردۂ حقیقی میں علماء کا کلام ہے اسی کی نسبت انکار سماع و افہام ہے وللہ الحمد السامیۃ

دلیل ۸ :۔ انہیں کتب میں کریمہ وما انت بمسمع من فی القبور سے استدلال کیا اور یہ ظاہر کہ من فی القبر نہیں مگر بدن۔

---

[1] رجل عن المعتزلۃ الیہ تنسب الفرقۃ الصالحیۃ ۱۲ منہ۔

marfat.com

يحمل على نوع ما من الاستقبال
وذلك انه صلى الله تعالى عليه
وسلم فى القبر الشريف المكرم على
شقه الايمن مستقبل القبلة
وقالوا فى زيارة القبور مطلقا
الاولى ان يأتى الزائر من قبل
رجل الميت لا من قبل راسه
فانه اتعب لبصر الميت بخلاف
الاول لانه يكون مقابل بصره
لان بصره ناظر الى جهة قدميه
اذا كان على جنبه فعلى هذا
تكون القبلة عن يسار الواقف
من جهة قدميه صلى الله تعالى
عليه وسلم بخلاف ما اذا كان
من وجهه الكريم فاذا اكثر
الاستقبال اليه صلى الله تعالى عليه وسلم
لا كل الاستقبال يكون استدبارا القبلة
اكثر من اخذه الى جهتها فيصدق
الاستدبار ونوع من الاستقبال الخ

ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک گونہ قبلے کی طرف
ہونا مراد لیں اس لیے کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر منور میں دہنی
کروٹ پر قبلہ رو تشریف فرما ہیں اور
علمائے کرام نے عام قبروں کی زیارت میں
حکم دیا ہے کہ زائر کو چاہیئے میت کی
پائینتی کی طرف سے آئے نہ سرہانے کی
جانب سے کہ اس میں مردے کی نگاہ کو
تکلیف ہوتی ہے بخلاف پہلی صورت
کے کہ یوں آنے والا میت کی نگاہ کے
سامنے ہوگا اس لیے کہ میت جب کروٹ
سے ہو تو اس کی نظر اپنے پاؤں کی طرف
ہے تو اس تقدیر پر جب یہ حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی طرف
سے حاضر ہوگا قبلہ اس کے بائیں ہاتھ
کو رہے گا زیادہ رخ جانب قبر انور
ہوگا اور ایک گوشہ جانب قبلہ تو پشت
بقبلہ بھی ہوا اور گونہ قبلہ کی طرف جھکا
ہونا بھی صادق آیا۔

اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ایمان سے کہنا یہی وہ علما ہیں جو میت کو پتھر بے حس بے ادراک بتا رہے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر امام ممدوح یہ صرف اپنا ارشاد نہیں فرماتے بلکہ ہمارے علمائے کرام سے نقل فرما رہے ہیں خدا کی شان یہی وہ مشایخ حنفیہ ہیں کہ سماع روح کا انکار جن کے

marfat.com

الغسل لم یجز و بعدہ یجوز ومن صلی حاصل میت
لم یغسل لم یجز ولو کان غسیلا جاز والحمل یتحقق بعد
الموت قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حمل میتا فلیتوضأ
والمس للتحظیم او الشفقۃ فیتحقق بعد الموت والالباس للتعظیم
والمیت محل لھا۔

دیکھیے وہی کاف ہے وہی خطاب ہے اگر اس سے بدن مراد نہ ہوتا تو ان حلفوں میں واجب تھا کہ کبھی حانث نہ ہو کہ مسائل قسم ثانی مطلقاً وہی ہوں گے جنہیں محض بدن سے تعلق ہے جب بدن مقصود نہیں تو اسے نہلانا اٹھانا چھونا پہنانا کیوں موجب حنث ہونے لگا اور ایک اسی قسم پر کیا ہے قسم اول میں ضرب و جماع و بوسہ کیا غیر بدن سے متعلق ہیں نسق واحد کے ذکر کیے ہوئے تمام مسائل میں بدن مراد لینا اور صرف کو اس سے الگ کر دینا کس قدر دور از کار ہے کاف خطاب سے جو ان سب میں مراد ہے وہی کلمتک میں تو لاجرم یقیناً قطعاً یہ سب خطاب محاورہ عرف حلف سب متعلق بدن ہی ہیں اور فارق وہی جلیل و جمیل جو بتوفیق اللہ تعالیٰ ہم نے ذکر کیا کہ ضرب میں درد کلام میں فہم بوسے میں لذت جماع میں قضائے شہوت درکار ہے اور یہ امور بدن کے ان صفات پر مقصود کہ بہ تبعیت روح اسے حاصل ہوتی ہیں لہذا بعد موت جسم خالی انہیں کافی نہیں بخلاف غسل و حمل و مس و لباس کہ صرف صفات اصلیۂ بدن کے طالب ہیں تو ان میں حیات و موت یکساں۔

دلیل ۱۱ - ان ائمۂ کرام و علمائے اعلام کا یہ کلام ارواح موتی پر حمل کرنا صراحۃً باطل و توجیہ القول بمالا یرضی بہ القائل ہے ان کے کلمات عالیات بزار زبان اس سے تخاشی فرما رہے ہیں شواہد سنیے:۔

شاہد (۱):- امام اجل ابو البرکات نسفی قدس سرہ کا ارشاد اسی کافی شرح وافی سے ابھی گزرا کہ روحیں نہیں مرتیں۔

(۲) خود عقائد کی کتاب میں ارشاد فرمایا کہ روح میں مرگ سے کچھ تغیر نہیں

marfat.com

للہ انصاف اگر روح بعد موت معطل اور اس کا فہم و ادراک مختل ہو تو یہ کیونکر صحیح ہوتا کہ اسے بدن کی حاجت نہیں خلل بدن سے کچھ مضرت نہیں بھلا روح تو بیکار و جماد ہوئی یہ رب کے پاس زندہ کون ہے یہ نعش پر جلوہ افگن و نور زن کون ہے۔

(۷) یہی امام محمود اسی عمدہ میں اس حدیث کے نیچے کہ میت کو اپنے اہل کے رونے سے عذاب ہوتا ہے امام اجل ابو زکریا نووی سے نقل فرماتے ہیں:۔

حکی عن طائفۃ ان معناہ انہ یعذب بسماع بکاء اھلہ علیہ ویرق لھم قال وعلی ھذا ذھب محمد بن جریر الطبری وغیرہ قال القاضی عیاض وھو اولی الاقوال واحتجوا بحدیث فیہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زجر امرأۃ من البکاء علی ابنھا وقال ان احدکم اذا بکی استعبر صریحیہ فیا عباد اللہ لا تعذبوا اخوانکم۔

یعنی امام ممدوح نے ایک جماعت علماء سے نقل فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہیں کہ لوگ جو مردے پر روتے ہیں مردے کو ان کا رونا سن کر صدمہ ہوتا اور ان کے لیے اس کا دل کڑھتا ہے امام نے فرمایا محمد بن جریر طبری وغیرہا اسی طرف گئے امام قاضی عیاض نے فرمایا یہ سب قولوں سے بہتر ہے اور اس پر ایک حدیث سے دلیل لائے کہ ایک بی بی اپنے بیٹے پر رو رہی تھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں منع کیا اور فرمایا جب تم میں کوئی روتا ہے تو اس کے رونے پر مردے کے بھی آنسو نکل آتے ہیں تو اے خدا کے بندو اپنے بھائیوں کو تکلیف نہ دو۔

یہ تو ان ائمہ سے نقل تھی اور اس سے پہلے خود امام یعنی فرما چکے ہیں:۔

اما تصور البکاء من المیت وقد ورد فی حدیث ان النبی صلی اللہ تعالیٰ

یعنی میت کا رونا متصور ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی

marfat.com

علیہ وسلم وثانیہ فی الغار ابا بکر الصدیق جزاک اللہ عزامۃ
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیراً ثم یتاخر کذا لک قدر
ذراع فیسلم علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان راسہ من الصدیق
کراس الصدیق من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیقول
السلام علیک یا امیر المؤمنین عمر الفاروق والذی اعز اللہ بہ
الاسلام جزاک اللہ من امۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیرا

شاہد (۵): ۔ چلے کہاں کو انہیں امام ابن الہمام کا وہ ارشاد ہدایت بنیاد جگر شگاف توہب والحاد سنیئے کہ سارے انکاری مذہب پر مرزنی چھا جائے اموات کو پتھر سمجھنے پر من سجیل ۔ کا پتھراؤ آئے ۔

اسی فتح القدیر کے آخر کتاب الحج میں فرماتے ہیں :۔

یاتی القبر الشریف ویستقبل	یعنی مزار انور حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ
جدارہ ویستدبر القبلۃ و	علیہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہو روضۂ
ما عن ابی اللیث یقف مستقبل	اقدس کی طرف منہ اور قبلے کو پیٹھ کرے
القبلۃ مردود بما روی ابو	اور وہ جو فقیہ ابو اللیث سے نقل کیا
حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی	گیا کہ قبلہ رو کھڑا ہو مردود ہے اس حدیث
مسندہ عن ابی عمر رضی اللہ	سے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
تعالیٰ عنہما قال من السنۃ ان	اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر
تاتی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ	رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی
علیہ وسلم من قبل القبلۃ و	کہ سنت یوں ہے کہ مزار اقدس کے
تجعل ظہرک الی القبلۃ و	حضور قبلہ کی طرف سے آئے قبلے کو
تستقبل القبر بوجہک ثم	پشت اور قبر انور کی طرف منہ کرے
تقول السلام علیک ایہا النبی	پھر عرض رسا ہو سلام حضور پر اے
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الا ان	نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں

marfat.com

انس ملا بداہت عقل شاہد ہے کہ کسی شے سے انس پانے کو اس پر اطلاع ضرور اور تسبیح جنس کلام سے ہے جس پر اطلاع بطور سماع تو یہ کلام علما صراحۃً سماع موتی کی دلیل صاف ہے بلکہ اس درجہ قوت قویۂ سمع کی جو عامۂ احیا کو حاصل نہیں کما ینبہنا علیہ سالفا۔ تو صاحب تفہیم المسائل کا خبط کہ اس کلام کو ہرگز مطلب سے آشنائی نہیں پھر کہا:۔

"باید دید کہ ایں عبارت را از سماعت موتی چہ مناسبت"

محض نافہمی و جہالت ہے ہاں بحمداللہ تعالیٰ اس تذییل جلیل نے شمس وامس کی طرح روشن کر دیا کہ اس کے مقتدا صاحب مأتہ مسائل کا ان عبارات خمس سے استدلال کرنا اور اس کی تائید میں اس وہابی جدید کا اسی طرح کی اور عبارات نقل کر کے اوراق بھرنا سب مطلب سے ناآشنا اور مورد نزاع سے محض بیگانہ تھا وللہ الحمد۔

شاہد ۱۰ تا ۱۲:۔ یونہی سید علامہ ابوالسعود ازہری صاحب فتح اللہ المعین و سید علامہ طحطاوی و سید علامہ شامی محشیان دُر نے دربارۂ یمین وہی تقریرات ذکر کیں اور سب حضرات نے تسبیح گیاہ سے میت کو انس ملنا ذکر فرمایا کما تقدم۔

(۱۳ و ۱۴) سیدین اخیرین نے تصریح فرمائی کہ انسان جو قبر کے پاس ذکر الٰہی کرے اس سے میت کا جی بہلتا ہے دیکھو قول ۴۷ و ۴۹۔

(۱۵ و ۱۶) یونہی دونوں حضرات نے فرمایا کہ مقابر میں پیشاب کرنے سے زندوں کی طرح مردے کو بھی ایذا ہوتی ہے دیکھو قول ۳۸ و ۳۹۔

(۱۷) علامہ طحطاوی نے تقریر فرمائی کہ اموات کو جوتوں کی چاپ سے اذیت ہوتی ہے دیکھو قول ۳۴۔

(۱۸ تا ۲۰) سید علامہ حلبی محشی دُر بھی اس تقریر یمین میں شریک ہیں اور احراق حیوانات بعد ذبح پر وہ شبہہ فرمایا کہ میت کو ایذائے خارج سے درد پہنچنا ثابت ہے سیدین اخیرین نے جواب دیا کہ میت بنی آدم میں ہے دیکھو تذییل زیر قول ۴۔

marfat.com

سر باندھیے اللہ تعالیٰ توفیق انصاف بخشے آمین۔

شاہد (۶) ۔ یہی امام عینی شارح کنز عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب الاذان بعد ذہاب الوقت میں فرماتے ہیں:۔

الروح ۔ جوھر لطیف نورانی مدرك للجزئیات والکلیات غنی عن الاغتذاء بری من التحلل والنماء ولھذا یبقی بعد فناء البدن اذ الیست له حاجة الی البدن ومثل ھذا الجوھر لا یکون من عالم الغرائب بل من عالم الملکوت فمن شانه ان یضره خلل البدن و یلتذ بما یلایمه ویتالم بما ینافیه والدلیل علی ذالك قوله تعالی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربھم الآیة وقوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا وضع المیت علی نعشه رفرف روحه فوق نعشه ویقول یا اھلی ویا ولدی۔

روح ایک جوہر لطیف نورانی ہے کہ علم و سمع و بصر وغیرہا تمام ادراکات رکھتی ہے کھانے پینے سے بے نیاز گھلنے بڑھنے سے بری ہے اسی لیے فنائے بدن کے بعد باقی رہتی ہے کہ اسے بدن کی طرف اصلا احتیاج نہیں ایسا جوہر ہر عالم آب و گل سے نہیں ہوتا بلکہ عالم ملکوت سے تو اس کی شان یہ ہے کہ بدن کا خلل پذیر ہونا اسے کچھ نقصان نہ پہنچائے جو بات موافق ہو اس سے لذت پائے جو مخالف ہو اس سے درد پہنچے اور اس پر دلیل اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ جو راہ خدا میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ جانو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کہ جب مردہ نعش پر رکھا جاتا ہے اس کی روح بالائے نعش پرافشاں رہتی ہے اور کہتی ہے اے میرے گھر والو اے میرے بچو۔

marfat.com

دلیل ۱۲:۔ اگر یہ کلام مشایخ کرام روح پر محمول ہو تو وہ اعتراضات قاہرہ وارد ہوں جن سے رہائی ناممکن الحصول ہو مثلاً:۔

اوّلاً:۔ حدیث ۴۰ سے ۵۱ تک انہیں بارہ احادیث عظیمۂ صحیحۂ خفق نعال و قلیب بدر سے ایراد جلیل اور ادعائے تخصیص وقت سوال قبر یا خصوصیت کفار مقتولین بدر باطل و بے دلیل کما سمعت مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:۔

یرده ان الاختصاص لا یصح الا بدلیل وهو مفقود هٰهنا بل السوال والجواب ینافیانه۔

ثانیاً:۔ یہاں خصوصیت سہی اور جو احادیث کثیرہ عموماً و مطلقاً اموات کے علم و سمع و بصر و ادراک و معرفت میں وارد ہیں ان سے کیا جواب ہوگا مرقاۃ میں ہے:۔

معران ما ورد من السلام علی الموتی یرد علی التخصیص بل وعلی الحال للدفن

ثالثاً:۔ بہت اچھا جب ابتدائے دفن میں تم خود سماع کے قائل یہاں تک کہ کلام لایُعقَل متکلم لایُعقِل اعنی تفہیم المسائل بھی معترف و قائل حیث قال:۔

"در وقت سوال و جواب ہمہ قائل سماع اند"

تو اس وقت کلام کرنے سے کیوں حنث نہیں ہوتا کہ اب تو سمع و فہم سب کچھ حاصل جس طرح انہیں امام ابن الہمام نے دربارۂ تلقین منکرین پر اعتراض کیا کہ:۔

الا انه علی هذا ینبغی التلقین بعد الموت لئلا یکون حین ارجاع الروح

یہ اعتراضات اس تقدیر باطل یعنی انکار سماع ارواح پر اصل سے اس کلام مشایخ کو باطل و از بیخ کندہ کرتے ہیں بخلاف اس تقدیر حق کے کہ صرف سماع جسم سے انکار مراد ہے اب ان میں اصلا کچھ وارد نہیں ہوتا۔

فاقول:۔ وباللہ التوفیق تقریر کلام مشائخ اعلام یہ ہے کہ مبنائے ایمان عرف پر ہے اور خطابات[مقدمہ ۵] عرفیہ متعلق بدن مگر کلام بے سمع و فہم تا متصور لاجرم[مقدمہ ۶] بہ قسم حالت حیات پر مقصور اور جسم خالی معزول و مہجور کہ بعد فراق روح بدن مردہ ہے اور اس کے حواس و مشاعر باطل و افسردہ عذاب[مقدمہ ۳] قبر اگرچہ روح و بدن دونوں

marfat.com

علیہ وسلم قال ان احدکم اذا بکی استعبر لہ صویحبہ والموت بصویحبہ المیت۔

روتا ہے تو اس کا ساتھی وہ مردہ بھی رونے لگتا ہے۔

للہ انصاف یہی علماء ہیں جو ارواح موتی کے سماع و فہم سے انکار رکھتے ہیں۔

فائدہ: ۔یہ بی بی حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ و زرقانی نے ان سے روایت کی وہ خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں اپنے ایک بیٹے کو یاد کر کے روئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا طریقہ ہے کہ دنیا میں زندگی تک تو اپنے ساتھی سے اچھا سلوک کرو اور مرے پیچھے ایذا دو۔

فوالذی نفس محمد بیدہ ان احدکم لیبکی فیستعبر لہ صویحبہ فیا عباد اللہ لا تعذبوا موتاکم۔

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے کہ تمہارے رونے پر تمہارا مردہ رونے لگتا ہے تو اے خدا کے بندو اپنی اموات کو عذاب نہ کرو۔

شاہد (۸) ۔علامہ شرنبلالی نے غنیۃ ذوی الاحکام میں قول دُر الایلام لا یتحقق فی المیت وکذا الکلام لان المقصود بھذا الافہام والموت ینافیہ پر تقریر کی اور خود فرمایا الاصل فیہ ان کل فعل یلد ویولم ویغم ویسر یقع علی الحیاۃ دون الممات اور قول ۳۲ میں ان کا ارشاد بحوالۂ حضرت استاذ سن چکے کہ مردوں کو جوتوں کی پہچل سے اذیت ہوتی ہے۔

(۹) قول ۵۱ دیکھو کہ گھاس اور پیڑ کی تسبیح سے مردے کا جی بہلتا ہے۔

تنبیہ: ۔فتاوی قاضیخاں و امداد الفتاح و مراقی الفلاح علامہ شرنبلالی وغیرہا میں مقبروں سے درخت و گیاہ سبز کاٹنے کی کراہت پر دلیل مذکور قائم فرمائی اور جس عاقل غیر ماؤف الدماغ کے سامنے ان الفاظ کو بیان کیجئے کہ فلاں کی تسبیح سے فلاں کا جی بہلا اس کا ذہن قطعاً اسی طرف جائے گا کہ اس نے اس کی تسبیح سنی اور اس سے

marfat.com

قوم اقام بالعرصۃ ثلث لیالٍ فلما کان ببدر الیوم الثالث امر براحلتہ فشد علیہا رحلہا ثم مشی وتبعہ اصحابہ وقالوا ما نری ینطلق الا لبعض حاجتہ حتی قام علی شفۃ الرکی فجعل ینادیہم باسمائہم واسماء اٰبائہم یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان ایسرکم انکم اطعتم اللہ ورسولہ فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فہل وجدتم ما وعد ربکم حقا قال فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ ما تکلم من اجساد لا ارواح لہا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم قال قتادۃ احیاہم اللہ حتی اسمعہم قولہ توبیخا وتصغیرا ونقمۃ وحسرۃ وندماء۔

اور حدیث مذکور نص صریح ہے کہ ان کافروں نے گوش بدن ہی سے سُنا کہ امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور کیا کلام فرماتے ہیں، ان بدنوں سے جن میں روح نہیں۔ اسی کے جواب میں ارشاد ہوا کہ خدا کی قسم! تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے۔ تو صاف ثابت ہوا کہ سماع جسمانی ہی واقع ہوا۔ مگر جبکہ روح کا جسم سے فراق یقیناً معلوم اور بے عود حیات سماع جسم خالی قطعاً معدوم تو ان کافروں کے لئے تین دن بعد پھر عود زندگی ماننے سے چارہ نہیں۔ اوپر ظاہر کہ یہ امر عموماً نہیں ہوتا۔ ناچار بالخصوص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعجاز سے ان ملاعنہ کو زیادت حسرت وندامت وعذاب واذیت ہونے کیلئے واقع ہوا کہ روح وبدن دونوں کا اشتراک تنہا روح کے ادراک سے اشد وسخت تر ہے۔

ولہٰذا قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اُن کی حسرت وتوبیخ وتذلیل کے لئے اعادۂ حیات فرما کر سنوایا۔ بالجملہ جو احادیث سماعِ جسمانی میں نص ہیں۔ ان میں تخصیص وقت یا بعض اموات خود سبیل واضح ہے۔ اور جو ایسی نہیں وہ راساً غیر وارد کہ سماع روح تو آپ ہی خود ثابت ولائح ہے۔ بحمد اللہ یہاں سے روشن ہوا کہ صاحبِ تفہیم المسائل

marfat.com

(۲۱) قول ۲۷ میں علامہ شامی کا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نقل فرمانا دیکھو کہ قبر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نماز میں بسم اللہ شریف آواز سے نہ پڑھی۔

(۲۲) ۔ قول ۶۴ میت کے سرہانے سے نہ آئے کہ اس کی نگاہ کو تکلیف ہوگی پائینتی سے آئے کہ میت کے پیش نظر ہوگا۔

(۲۳) تکمیل جمیل میں علامہ زیادی و داودی و اجہوری سے علامہ شامی کا وہ نقل کرنا دیکھو کہ گمی چیز کے ملنے کے لیے بلندی پہ جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان کو ندا کرے۔

(۲۴) علامہ طحطاوی نے حاشیۂ مراقی الفلاح میں قبور پہ سلام ذکر کر کے فرمایا حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شناسا قبر پہ گذرتا اور سلام کرتا ہے مردہ اسے پہچانتا اور جواب دیتا ہے۔

حیث قال واخرج ابن عبد البر فی الاستذکار والتمہید باسناد صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام۔

(۲۵) ۔ انہیں کا قول ۸۲ دیکھو کہ اموات زائروں کا سلام سنتے جواب دیتے ان سے انس پاتے ہیں پھر فرمایا اس میں نہ شہیدوں کی خصوصیت نہ کسی وقت کی قید۔ خدارا انصاف یہ علما سماع روح کے منکر ہوں گے حاش للہ حاش للہ ولکن الوہابیہ قوم یعتدون یہ پچیس شاید ہیں اور پچیس سو ممکن۔ مگر علما اپنا لکھا خود نہ سمجھتے تھے لاجرم قطعاً یقیناً وہ ارواح موتی کے لیے سمع و بصر و علم و فہم مانتے اور بدن مردہ کو جب تک مردہ رہے ان صفات سے معزول جانتے ہیں یہی بعینہ ہمارا مذہب اور یہی عبارات علماء کا مطلب والحمد للہ رب العالمین۔

marfat.com

اقول:- ہاں یوں نہیں کہ یہ مقدمہ یمین مقتضی حیات مخاطب ہے اور نفس روح سے متعلق نہ تھی۔ اگر اس سے تعلق ہوتا تو اس کی حیات وادراکات تو مستمرہ ہیں ضرور حنث ہوتا۔ فان الارض وان کان لا یبقی زمانین لکنہ ما دام مستمرا بتجدد الامثال یعد شیئا واحدا باطباق اللغۃ والعرف والشرح۔ بخلاف بدن کہ اس کی حیات زائل ہو کر اب حیات جدیدہ اس وقت ملی ہے۔ اور وہ حیات اولیٰ کی غیر ہے۔ تو جس حیات سے یمین متعلق تھی منقطع ہو چکی اور حنث کی گنجائش نہ رہی یہی امام ابن الہمام اسی فتح القدیر میں فرماتے ہیں:-

"الحیاۃ المعادۃ غیر الحیاۃ المحلوف علی اذنہ فیہا وقدومہ وھی الحیاۃ القائمۃ حالۃ الحلف لان تلک عرض تلاشی لا یمکن اعادتہا بعینہا وان اعیدت الروح فان الحیاۃ غیر الروح لانہ امر لازم للروح فیہ الروح"

تنبیہ جلیل:- الحمد للہ جس طرح اس تقریر سے یہ واضح ہوا کہ ہمارے مشائخ کرام باتباع احادیث صحیحہ اُن عامیانہ اوہام حجاب وحائل خشت وگل قبر کو مہمل وناقابل التفات جانتے ہیں کہ میت مدفون کیلئے وقت اعادۂ روح ایسی خفی آواز ہائے بیرونی کا سماع ثابت مانتے ہیں یوں ہی یہ بھی لائح ہوا کہ یہاں سماع جسمانی سے مانع یہی موت تھی۔ ولہٰذا جس وقت جسم کو ایک نوع حیات ملی سماع اصوات کی راہ کھلی تو ظاہر کہ روح کا بالاجماع ہمیشہ زندہ ومستمر وبحال ونامتغیر ہے۔ اس کا سماع عادۃ دائم رہے کہ مصحح موجود اور مانع مقصود اب کھلا کہ مشائخ کرام کی یہ بحث وکلام فقط مذہب منکرین سے بیگانہ ہی نہ تھی بلکہ بحمد اللہ تعالیٰ صراحتاً اُن کا رد ہیں۔ اس تحقیق انیق کے بعد صاحب تفہیم المسائل کا مزاج پوچھئے کہ آپ کی اس خوش فہمی وقوت وہمی نے کہ

در فتح القدیر نوشتہ کہ بنائے منع تلقین نزد اکثر مشائخ ما بر عدم سماع موتی است ودر آخر گفتہ کہ طائفہ مشائخ در حدیث تلقین قائل بحقیقت بدین وجہ شدہ اند کہ وقت تلقین مقام ارجاع روح است برائے سوال

marfat.com

پر ہے مگر اس کے لیے بدن کو ایک نوع حیات تازہ بقدر ادراک الم دی جاتی ہے ورنہ موت تو اس قدر احساس و ادراک کے بھی منافی ہے پھر اس حیات کا استمراء بھی ضرور نہیں احادیث کثیرہ کہ سمع و بصر و فہم و ادراک و معرفت اموات پر ناطق ہیں ضرور صادق ہیں ان میں مراد ارواح موتی ہیں کہ ادراک حقیقۃً روح ہی کا کام ہے اور اسے موت نہیں نہ موت بدن سے اس میں تغیر آئے البتہ احادیث خفق نعال ضرور سمع جسمانی بتاتی ہیں قطع نظر اس سے کہ لفظ میت بدن میں حقیقت ان میں صراحۃً [illegible] ارشاد ہوا اور قبر میں رکھا جانا بدن ہی کی شان ہے مگر یہ بھی بوجہ مذکور ہم پر وارد نہیں کہ اس وقت بغرض سوال بدن کی طرف اعادۂ حیات ہوتا ہے تو سماع حی کے لیے ثابت ہوا نہ میت کے اور احادیث قلیب اگرچہ حیات معادہ للسوال سے جدا ہیں کہ اول تو کافر مجاہر سے سوال ہونے میں کلام ہے۔ امام ابو عمر ابن عبدالبر نے فرمایا سوال یا مؤمن سے ہوگا یا منافق سے کہ بظاہر مسلمان بنتا تھا بخلاف کافر ظاہر کہ اس سے سوال نہیں۔ امام جلیل جلال سیوطی نے فرمایا:۔

ھوالارجح ولا اقول سواہ اھ نقلہ فی رد المحتار۔

شرح الصدور میں اس کی تائید کر کے فرماتے ہیں:۔

وفی اخر حدیث ابی ھریرۃ عند الطبرانی من قول حماد وابی عمران اخر ما یصح بذلک۔

اور اگر سوال مانیے بھی تو اس کا وقت ابتدائے وضع و دفن ہے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ناپاک لاشوں سے وہ گندہ کنواں پٹ جانے کے تین دن بعد وہاں تشریف لے جا کر مخاطب ہوئے تھے۔ صحیح مسلم کی روایت حدیث ۴۸ میں گزری اور صحیح بخاری شریف میں ہے:۔

عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر یوم بدر باربعۃ وعشرین رجلا من صنادید قریش فقذفوا فی طوی من اطواء بدر خبیث مخبث وکان اذا ظہر علی

marfat.com

فائدہ (۱) :- کلام مشائخ بحمد اللہ تعالیٰ ہرگز عقیدۂ اہلسنت کے مخالف نہیں۔

فائدہ (۲) : نہ عیاذاً باللہ کسی حدیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف۔

فائدہ (۳) :- نہ تصریحات آئمہ میں اصلاً تعارض۔

فائدہ (۴) :- نہ خود ان علماء کے کلام میں کہیں بوئے تناقض۔

فائدہ (۵) :- نہ وہ اس مسئلہ میں اپنے ہی اصل مقرر یعنی بنا علی العرف سے جدا چلے بلکہ اسی جڑ سے یہ پودے کھلے۔

فائدہ (۶) :- نہ وہ ہرگز کسی تخصیص بے دلیل کے مرتکب ہوئے۔

فائدہ (۷) :- نہ ان کی اس دلیل پر زنہار کوئی نقض وارد نہ تفریع و تاسیس پر کچھ الزام عائد۔

غرض یہ سب اور دیگر مقامات میں ان کے کلمات، اور باقی آئمہ کے نصوص و تصریحات، اور احادیث و آثار کے عالی ارشادات بحمد اللہ تعالیٰ سب متفق و منتظم ہیں۔ اور ایک دوسرے سے متناسب و ملتئم۔ اور اس تقریر معقول مستنیر و مصقول واجب القبول کو نہ مانیے۔ تو یہ تمام فوائد منقلب ہو کر ان کے مقابل اتنی ہی ضرر حاصل اور نتیجہ کچھ نہیں کہ انجام یہ ٹھہرے گا کہ کلام مشائخ طرح طرح سے منقوض و باطل اور انواع انواع زلزلوں سے متزلزل۔ اور آپ ہی اپنی تلوار سے گھائل پھر کیا کسی استنار کے قابل وھذا مما لا یرضاہ عاقل اب بحمد اللہ تعالیٰ مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ سے زیادہ رخشاں و درخشاں ہوا کہ بعض کبرائے متاخرین شراح محدثین نے اس باب میں جو تقریریں فرمائیں۔ اصل مرام مشائخ کرام پر وارد نہیں۔ وہ گویا بر سبیل ارخائے عنان رائحہ مخالفت مان کر جواب مخالف کی تعلیمیں تھیں۔ اور واقعی ہمارے آئمہ کرام و مشائخ اعلام کے انظار غامضہ دقیقہ ایسے ہی عالیہ واقع ہوئیں کہ بعض اوقات انظار ناظرین متاخرین ماہرین اس کے مرقاۃ مدارج و معالی معارج تک وصول میں متساہل رہیں۔ جیسا کہ خادم ابواب و فصول فقہ و اصول پر آشکارہ مبین یہ بحمد اللہ تعالیٰ

marfat.com

کا نبط بے ربط کہ

ہر چند مبنی ایمان بر طرف است مگر مقصود فقہا از نفی سماع درین مقام نفی سماع عرفی نہ حقیقی مقصود می بود حاجت جواب دادن از مسئلہ عذاب قبر و توجیہ کردن دیگر وقائع کہ بر سماع موتی دال است نبود۔

فہل ھذا الا توجیہ بما لا یرضی بہ قائلہ محض نافہمی و جہل فاضح ہے۔

فاقول:۔ اولاً یہاں عرفی و حقیقی متغایر نہیں۔ اوپر مقدمہ واضح ہو چکا کہ یہی ادراک اصوات بآلات جسمانیہ ہی حقیقتِ لغویہ اور یہی متعارف ہے۔ اور وہ معنی جو وقت اضافت سمع بروح مجرد یا بحضرت عزت مراد ہوتے ہیں محل یمین میں اُن کا احتمال ہی کیا تھا کہ اطلاق نفی انھیں بھی شامل ہو۔

ثانیاً:۔ مشائخ کرام نے جن وقائع کی توجیہ فرمائی وہ سماع جسمانی پر دال تھے۔ اُن کی توجیہ کی ضرور حاجت تھی۔ اس سے سماع رُوح کا انکار سمجھ لینا تمھاری خوش فہمی ہے۔

ثالثاً:۔ توجیہ عذاب قبر کی بھی ایک ہی کہی۔ ذی ہوش کو نافع و مضر میں تمیز تک کی لیاقت نہیں۔ مگر تصحیح المسائل کے مقابل آنا ضرور ہے

ماذا اخاضک یا مغرور فی الخطر

حتی ھلکت فلیت النمل لم تطر

عقلمند یہ بھی دیکھا کہ وہ توجیہ کیا کی ہے اور اُس سے رُوح میں کلام نکلتا ہے یا صاف بدن میں گفتگو ہونا منجلی ہے۔ دلیل ہفتم کو گزرے ابھی دیر نہ ہوئی اُسے ملاحظہ کیجئے۔ اور صاحب تفہیم کی فہم سقیم کی داد دیجئے۔

رابعاً:۔ کاش اس بطور خویش جماد شوندہ نابینا و ناشنوندہ یعنی اس تحریر سے پہلے مر جانے والے تفہیم نگارندہ کو زمانہ مہلت دیتا کہ ہمارے کلام میں دلیل یازدہم اور اس کے پیچھے شواہد کو آنکھوں دیکھتا کانوں سنتا اس وقت کھلتا کہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کا ارتکاب کس نے کیا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب رہا یہ کہ جب ابتدائے دفن میں سماع مسلم تو اس وقت حنث کیوں نہیں۔

marfat.com

منع کیا ہی چاہیں کہ ان سنگساروں کے نزدیک اموات کی روح و بدن سب اینٹ پتھر ہیں۔ ولہٰذا وہ سفہا عذاب قبر و سوال نکیرین کے منکر ہیں۔ اور حنفیہ میں جمہور مانعین وہی ہیں۔ قول ۱۳۱ میں امام زاہد صفار کا ارشاد سن چکے کہ منع تلقین مذہب معتزلہ پر ہے۔ قول ۱۳۴ و ۱۳۵ میں جوہرۂ نیرہ و در مختار سے گزرا کہ تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے۔ قول ۱۵۴

ہر کہ تلقین نمیکند و نمیگوید بآن او بر مذہب اعتزال است کہ گویند میت جماد محض است۔

ولہٰذا امام ابن الہمام نے اپنا عندیہ بیان فرمایا کہ میرے گمان میں منع تلقین انکار سماع پر مبنی ہے۔ یہ ان جمہور مانعین کے لحاظ سے ضرور صحیح ہے۔ مگر بعض علمائے اہلسنت کہ منع میں شریک ہوئے۔ ان کا مآخذ یہ ہرگز نہیں بلکہ بعض کے نزدیک بدعت ہونا کما ہو عن سلطان العلماء یا ان کے خیال میں بے فائدہ ٹھہرنا کہ ایمان پر گیا تو کیا حاجت و رنہ کیا منفعت۔ ولہٰذا امام نسفی نے مسئلہ یمین میں وہ تصریحات فرمائیں۔ مگر انکار تلقین میں ہرگز اس کا نام نہ لیا بلکہ اُسے عدم فائدہ سے استناد کیا جیسا کہ قول ۱۵۴ و نکتہ جلیلہ میں گزرا ولہٰذا ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد نے جب انکار تلقین اختیار کیا۔ اس پر اسی انعدام نفع سے استظہار اور ساتھ ہی بر بنائے انکار سماع انکار ماننے پر صریح انکار کیا۔ ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں:

المیت لا فائدۃ فی تلقینہ اصلا لانہ ان مات مسلما فھو ثابت علی الشھادۃ بالتوحید والرسالۃ فالتلقین لغو وان مات کافرا فلا یفید التلقین لانہ لا ینفعہ الایمان بعد الموت و ما قیل ان التلقین لغو لان المیت لا یسمع فھذا باطل۔

فائدہ:۔ امام علام شیخ الاسلام نسفی نے جس طرح کافی میں منع تلقین پر صرف نفی نفع بروجہ مذکور سے استدلال کیا جس سے صاف مترشح کہ وہ اصل سماع کے منکر نہیں۔ ورنہ سرے سے یہی فرمانا تھا کہ تلقین کسے کی جائے۔ اینٹوں پتھروں

وجواب واین وقت موتی را بجہت عود رُوح سماع حاصل است پس
این طائفہ ہم منکر سماع موتی است ودر وقت سوال وجواب ہمہ قائل
سماع اند درین صورت از عبارت فتح القدیر معلوم میشود کہ مذہب ہمہ
فقہا انکار سماع موتی است۔

کیسا حکم تیر بازگشت پیدا کیا یہ تو اسی عقلمند کے کلام سے واضح ہوا کہ وہ میت جس کیلئے فقہا سماع نہیں مانتے بدن ہی ہے۔ ذرا ہوش میں آکر بتانا کہ عود رُوح کس میں ہوتا ہے۔ پھر یہ پوچھئے کہ ذی ہوش! وہ رُوح جس کے ادنیٰ عود سے یہ مشت خاک اتنے حجابوں حائلوں میں بالاتفاق سمع ہو جاتا ہے۔ وہ خود کہ حجاب و حائل سے منزہ اور ہمیشہ زندہ ہے۔ کیوں نہ بالاتفاق دائماً شنوا و بینا ہوگی۔ اب یاد کیجئے امام ابن الحاج کا ارشاد مذکور قول ۶۵، کہ اولیائے احیاء نورِ خدا سے دیکھتے ہیں۔ اور نورِ خدا کو کچھ حاجب نہیں۔ پھر اموات کا کیا کہنا۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا مقال ۷ کہ روح کے آگے مکان دور و نزدیک یکساں ہے۔ جس طرح نظر کوئیں میں آسمان برین کے ستارے دیکھتی ہے وغیر ذلک اقوال کثیرہ مذکورہ۔ دیکھ ظالم حجت الٰہی یوں قائم ہوتی ہے۔ ہاں یہ باقی رہا کہ ادراک روح کیلئے جسم شرط مانیے۔ یہ اوپر واضح ہو چکا کہ اُس کے کون قائل ہیں۔ معتزلہ وغیرہم لیام آگے تم جانو اور تمہارا کام یہی۔ بحمداللہ تقریر و تفسیر و تحریر و تنویر۔ اس کلام حضرات مشائخ کرام کی جسے مخالف اپنا کمال موافق جان کر اہل حق سے الجھتے اور موافق بگمان تخالف مشکل و معضل سمجھتے۔ اہل بدعت اپنی سپر و پناہ ٹھہرا کر آسمان ناز پر ٹوپیاں اچھالنے اور اصحاب سنت بظاہر مخالف عقیدۂ صادقہ پار سلاح معارضہ و مناقضہ سنبھالنے۔ اب بعون عزیز مقتدر عز جلالہ روشن ہو گیا کہ امر بالکل بالعکس ہے۔ وہ کلام ہدایت نظام سراپا عقیدۂ اہلسنت کے مطابق مادر مذہب مخالف کا رد عکس ہے۔ بحمداللہ تعالیٰ اب مخالف دیکھے کہ اس کے شوشے قعر عدم کے کس گوشے میں گئے۔ موافق نہ صرف موافق ہر ذی عقل منصف دیکھے کہ بفضلہ تعالیٰ اس تقریر منیر سے کیا کیا فائدے حاصل ہوئے۔

marfat.com

ہو چکے کہ روح باقی و مستقر بحال و نامتغیر و سمیع و مبصر اور بدن کے ساتھ اس کا ایک تعلق ہمیشہ مستمر تو جو کچھ بعد فراق بھی بدن کے ساتھ کیا جائے۔ ضرور دیکھے گی مطلع ہوگی، اگر وہ فعل تعظیم ہے پسند کرے گی یا اہانت ہے ناخوش ہوگی اذیت پائے گی۔ فصول سابقہ اس سب بیان کی متکفل ہو چکیں تو خارج سے بھی جو ضرب یا صدمہ بدن میت پر واقع ہو اگر بطور استہانت و تحقیر ہے۔ قطعًا روح کو ایذائے روحانی ہوگی۔ رہا یہ کہ اس سے اسے اذیت و درد جسمانی بھی لاحق ہوگا یا نہیں یعنی جس طرح عالم حیات میں بدن پر جو صدمہ آتا بدن اسے رُوح تک پہنچانے کا آلہ و واسطہ بنتا کہ اس کے تفرق اتصال سے رُوح کو درد پہنچتا آیا۔ بعد فراق بھی مثل عذاب الٰہی والعیاذ باللہ تعالیٰ تعذیب بشری سے بھی الم ہوتا ہے یا اس میں درد منتفی اور صرف وہی توہین کے باعث ناخوشی باقی ظاہر کلام مشائخ کرام جانب دوم ہے۔ ولہٰذا کافی میں فرمایا

المیت لا یتألم بضرب بنی آدم وانما ذلک ممّا یتفرد بہ اللہ تعالیٰ۔

اور یہی مقتضائے اثر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

اخرج ابن سعد عن خالد بن معدان قال لما انھزمت الروم یوم اجنادین انتھوا الی موضع لا یعبرہ الا انسان انسان فجعلت الروم تقاتل علیہ فتقدم ھشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقاتلھم حتی قتل ووقع علی تلک الثلمۃ فسدھا فلما انتھی المسلمون الیھا ھابوا ان یوطوھا الخیل فقال عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ قد استشھدہ ورفع روحہ وانما ھو جثۃ فاوطؤہ الخیل ثم اوطأ ھو وتبعہ الناس حتی قطعوہ۔

امام جلیل جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"ھذہ الاٰثار لا تدل علی ان الارواح لا تتصل بالابدان بعد الموت انما تدل علی ان الاجساد لا تتضرر بما ینالھا من عذاب

marfat.com

حق تحقیق و تحقیق حق ہے۔ جس سے حق حقیق بقبول و تصدیق یکسر موئے تجاوز نہیں ۔ ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحانہ ولی التوفیق الحمدللہ اگر اس تمام کتاب میں ان مقدمات سبع کی تمہید و تزیین اور اس جواب عین الصواب کی تحریر و تبیین کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو بفضلِ عظیم حضرت کریم عم نوالہ اسی قدر شافی وکافی و مقنی ووافی تھا۔ ذٰلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکنّ اکثر الناس لا یشکرون ۝ ربّ اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان اعمل صٰلحًا ترضٰہ واصلح لی فی ذریّتی انّی تبت الیک وانّی من المسلمین والحمد للہ ربّ العٰلمین ۝

الحمدللہ اس جواب جلیل و جمیل کے بعد اصلا حاجت نہیں کہ اور جوابوں کی طرف توجہ کروں دلائل نے بفضلہٖ تعالیٰ یقین قطعی دے دیا ہے کہ بلا شبہ مراد مشائخ کرام یہی ہے تو اب کیا ضرورت ہے کہ تنزلات کیجئے ارخائے عنان سے مہلتیں دیجئے مگر مخالف کو شکایت و حسرت نہ رہے۔ لہٰذا چالشگری کو کچھ اور بھی امتداد سہی۔ اسی جواب کے متعلق بعض تنبیہات مفیدہ لکھ کر دیگر اجوبہ کی طرف عطف عنان کروں وباللہ التوفیق۔

تنبیہ اول اقول:۔ بعض مسائل میں اہلِ بدعت اور بعض یا کل اہلسنت متفق ہوتے ہیں اور اُن کے ماخذ حسبِ اختلاف مذہب مختلف مثلاً حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام پاک لے کر ندا کرنی ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہے اور وہابیہ تو قاطبۃً شرک کہتے ہیں۔ ان کا ماخذ ملوم وہی شرک موہوم اور ہمارے منع کی وجہ آیۂ کریمہ

"لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا۔

"رسول کا پکارنا اپنے میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو"۔

تو نام پاک لے کر ندا ناجائز ہے بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا خلیفۃ اللہ وغیرہا اوصافِ کریمہ کے ساتھ ندا چاہئے۔ یہیں مسئلہ تلقین بعد دفن کو جمہور معتزلہ تو

marfat.com

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کی میت کو دیکھا کہ اسکے سر میں زور زور سے کنگھی کی جاتی ہے۔ فرمایا:

علام تنصون میتکم۔ کس جرم میں اپنے مُردے کی پیشانی کے بال کھینچتے ہو۔

الامام محمد فی الاثار، اخبرنا ابوحنیفۃ ح وعبدالرزاق فی مصنفہ واللفظ لہ قال اخبرنا سفیٰن عن الثوری کلاھما عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم النخعی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا رأت امرأۃ یکدون رأسہا بمشط فقالت علام تنصون میتکم ورواہ کمحمد ابوعبید القاسم بن سلام وابراھیم الحربی فی کتابیھما فی غریب الحدیث عن ابراھیم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا سئلت عن المیت یسوح رأسہ فقالت علام تنصون میتکم۔

بالجملہ رجحان اسی جانب ہے اور بہرحال اگر الم مانیے تو مسئلہ یمین فی الضرب پر کچھ نقض نہیں کہ یہ الم پہنچیگا حیات معادہ سے اور حلف تھا حیات موجودہ عند الحلب پر کما قدمنا تحقیقہ عن الفتح اور نجانیے تو مسئلہ سماع میں کچھ نقض نہیں کہ ہمارا کلام روح سے ہے۔ آلیت بدن ہوتا نہ ہوتا یکساں ولہٰذا امام اجل سیوطی نے باآنکہ اثبات سماع موتی میں وہ تحقیقات باہرہ قاہرہ رکھتے ہیں اس تقریر پر تقریر فرمائی۔

ھٰکذا ینبغی ان یفھم ھٰذا المقام واللہ سبحانہ ولی الانعام وانضل الصلوٰۃ واکمل السلام علیٰ سیدنا محمد اکرم الکرام والہ وصحبہ الیٰ یوم القیام۔

جواب دوم:۔ مانا کہ روح ہی میں کلام ہے مگر کہاں سے کہ سمع منفی بمعنی ادراک بتوسط آلات جسمانیہ نہیں۔ یوں بھی مطلب حاصل اور تنافی زائل کہ منفی یہ ہے اور مثبت بمعنی انکشاف تام اصوات بروجہ جزئی اس جواب کے قریب قریب کلام تنزلی حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرور فرمایا۔ شرح مشکوٰۃ

marfat.com

کویوں ہی آیات کریمہ کی تفسیر میں نفی انتفاع و نفی قبول ذکر فرمائی۔ زیر کریمہ ملئکہ فرمایا،
شبہ الکفار بالموتی حیث لا ینتفعون بمسموعھم۔

زیر کریمہ نمل

لما کانوا لا یعون ما یسمعون ولا بہ ینتفعون شبھوا بالموتی۔

زیر کریمہ روم

وھؤلاء تی حکموا الموتی فلا تطمع ان یقبلوا منك۔

مگر صاحب تفہیم المسائل تو اختراع و افترا کے ماہر کامل ثابت ہوئے دیا در تفسیر مدارک تحت آیۂ کریمہ

"والذین کذبوا بآیتنا صم بکم" یعنی المعنی انھم فی حال کفرھم وتکذیبھم کمن لا یسمع ولا یتکلم فلھذا شبہ الکفار بالموتی لان المیّت لا یسمع ولا یتکلم کذا قال ابن الخازن العراقی الشافعی فی تفسیرہ لباب التاویل فی معنی التنزیل انتھی اھ"۔

مدارک شریف میں اس عبارت کا نشان نہیں۔ لطف یہ کہ اس میں تفسیر لباب التاویل کا حوالہ نقل کرکے انتہٰی لکھ دی۔ یعنی یہاں تک عبارت مدارک تھی۔ حالانکہ صاحبِ مدارک کی وفات ۷۱۰ھ یا ۷۰۱ھ میں علی اختلاف القولین ہے۔ اور لباب التاویل کی تالیف ۷۲۵ھ میں ختم ہوئی۔ نہ امام اجل نسفی ایسے حوالے کے عادی اور وہ بھی اپنے کسی ایسے معاصر بلکہ مدارک العصر سے نابینائی جو چاہے کرائے۔

تنبیہ دوم۔ اقول بحمداللہ تعالٰی واضح ہو چکا کہ ہمیں بقائے حیات بدن وسماع جسمانی سے کچھ کام۔ نہ وہ عام لوگوں میں ہمارا دعوٰی نہ ہمارا کوئی مسئلہ، اس پر موقوف تو اگر بالفرض بدن کے لئے موت مطلق دائم رہتی۔ ہمارا کچھ حرج نہ تھا۔ ورود نصوص کے سبب ہم نے تنعیم و تعذیب قبر روح و بدن دونوں کے لئے مانی اور بشہادت عقل و نقل بدن کے واسطے بھی ایک نوع حیات ہے۔ اس تلذذ و تألم کے لئے لازم جانی۔ ہاں یہ ضرور ہمارا مدّعا ہے۔ اور بحمداللہ دلائل قاہرہ اس پر قائم

تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ذکر فضائل جمعہ ارشاد فرمایا:

"اکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلوٰتکم معروضۃ علی۔

اس دن مجھ پر درود بہت بھیجو کہ تمہارا درود مجھ پر عرض کی جائے گی۔

صحابہؓ نے گزارش کی:

"یا رسول اللہ وکیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت۔

یا رسول اللہؐ یہ کیونکر ہوگا حالانکہ بعد وصال جسم باقی نہیں رہتے۔

فرمایا:

"ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیآء۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔

رواہ الامام احمد والدارمی وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابن حبان والدارقطنی والحاکم والبیہقی فی الدعوات الکبیر وابو نعیم وصححہ الاربعۃ السابقون علی الاخرین وابن دحیۃ وغیرھم وحسنہ عبد الغنی والمنذری۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اکثروا الصلاۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملئکۃ وان احدا لم یصل علی الا عرضت علی صلاتہ حتی یفرغ منھا۔

"جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ بھیجو کہ وہ دن حضور ملائک کا ہے۔ رحمت کے فرشتے اس دن حاضر ہوتے ہیں اور جو مجھ پر درود بھیجتا ہے جبتک بھیجتا رہے اس کی درود مجھ پر پیش کی جاتی ہے۔

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قلت وبعد الموت۔ میں نے عرض کی، اور بعد انتقال اقدس کے فرمایا:

"ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیآء۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔

marfat.com

الناس لها ومن اکل التراب لها فان عذاب القبر لیس من جنس عذاب الدنیا وانما هو نوع آخر یصل الی المیت بمشیة اللہ تعالیٰ وقدرتہ۔

اور ظواہر حدیث و دیگر آثار و اخبار و اقوال اخیار جانب اقل ہیں۔

حدیث ۲۶ میں روایت دار قطنی سے زیادت لفظ فی الاثم گزری۔ یعنی مردہ و زندہ کی ہڈی توڑنی درد میں برابر ہے۔

علامہ حلبی شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

ثم جمع غفیر ذهبوا الی ان المراد	جماعت عظیم علما اس طرف گئی کہ مراد حدیث
ان کسر عظم المیت ککسر	یہ ہے کہ مردے کی ہڈی توڑنی درد و ایذا
عظمہ حیا فی التألم والتأذی۔	میں ایسی ہی ہے جیسے زندہ کی۔

امام ابو عمر ابن عبدالبر و شیخ محقق کا اس باب میں ارشاد قول ۴۰ و ۴۱ میں گزرا اور تینوں سید علامہ ابراہیم حلبی و احمد مصری و محمد شامی محشیان دُر کے اقوال اسی کے بعد مذکور ہوئے۔

حدیث ۲۴ میں بروایت صحیح مسلم شریف انھیں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزرا

اذا دفنتمونی فشنوا علی	جب مجھے دفن کرو تو مٹی مجھ پر آہستہ
التراب شنا	آہستہ نرم نرم ڈالنا۔

یہی وصیت حدیث ۳۲ میں علاء بن لجاج تابعی سے گزری ۱۰ اور وہیں اس پر شیخ محقق کا قول کہ

این اشارت است بآنکہ میت احساس میکند و دردناک میشود بآنچہ دردناک میشود بآن زندہ۔

حدیث ۱۶ میں امام سفیان کا ارشاد گزرا کہ

انہ لیناشد باللہ غاسلہ	مردہ اپنے نہلاتے والے کو قسم دیتا ہے
الا خففت علی۔	کہ مجھ پر آسانی کرنا۔

marfat.com

معتزلہ وغیرہم مخذولین کے ہیں۔ قول ۱۵ میں مقاصد و شرح مقاصد سے گزرا کہ بدن کو شرط ادراک جاننا اہلسنت کے خلاف معتزلہ کا اعتساف ہے۔ اسی طرح عامۂ کتب عقائد و تفسیر کبیر وغیرہا میں تصریح منیر۔ افسوس کہ اپنی بدمذہبی بنانے کیلئے معاذ اللہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عقائد فاسدہ کا معتقد و مظہر اور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پر ساکت و مقر بتاؤ اور دل میں خوفِ خدا نہ لاؤ۔

ثانیاً:۔ کیا خوب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت صرف سکوت بتانا کہہ رہا ہوں۔ وہ صراحتہً کلامِ اقدس کے معنے بتا چکا کہ ازاں جا کہ انبیاء کے اجسام باقی ہیں۔ لہٰذا سننے میں استبعاد نہیں کیا ظلم ہے کہ صاف صاف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ادراک روح کے لئے بقائے جسم کا شرط ماننے والا بتاؤ بدمذہبی کی بلا سے بچائے۔

ثالثاً:۔ طرفہ یہ کہ یہاں پیشی درود بذریعہ ملئکہ مقصود حدیث دوم میں شہود ملائک کی تصریح موجود اور خود اس کے ترجمے میں لکھا:

"گفت ابو درداء گفتم بطریق استفہام و استبعاد کہ پس از موت نیز عرض میکنند"

ذرا اس میکنند کا مرجع تو بولئے مگر اذہان صحابہ میں فنا و خرابی بدن کے بعد روح کی بے ادراکی تمھاری مقررہ بے ادراکی سے بھی فزوں تر تھی کہ ملائکہ کی بات سننے سمجھنے پر بھی تعجّب و استبعاد فرماتے۔ مگر امثال آیۂ کریمہ النار یعرضون علیھا سے کہ مکیہ ہے۔ اور اظہار فضل جمعہ و تنزیل فرض درود سے بہت پہلے نازل ہوئی۔ ان کے کان بے خبر تھے۔ ہاں بدن کی یہ حالت ضرور ہے کہ اسی کو وہ مفا موت عارض ہوتی ہے جو مطلقاً منافی شعور ہے۔ تنِ مردہ جب تک مردہ ہے نہ ملک کی بات سن سکتا ہے نہ بشر کی۔ اور وقت سوال وغیرہ عود سماع بعود حیات ہے۔ اس کا بھی استمرار ضرور نہیں تو بر قیاس عامۂ ناس کہ اس وقت تک خاصہ اجسام طیبہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء کا علم نہ تھا۔ بحال فنائے بدن بقائے ادراک جسمانی میں اشکال ہوا جس پر وہ سوال

marfat.com

میں فرماتے ہیں :-

"در ینجا سخن دیگر است کہ فرضًا اگر از ثبوت سماع تنزل کنیم باعتبار آنکہ سماع بجا سہ سمع میبا شد و سمع بخرابی بدن خراب شد بگویم از نفی سماع نفی علم لازم نمی آید و علم بروح بود کہ باقیست پس علم بمبصرات و مسموعات حاصل باشد نہ بروجہ ابصار و سمع چنانچہ بعض متکلمان سمع و بصر الٰہی تعالیٰ را بعلم مسموعات و مبصرات تاویل کردہ اند الخ"۔

اقول :- وباللہ التوفیق محصل ارشاد مبارک شیخ شیوخ علماء الہند قدس سرہٗ یہ ہے کہ سمع حقیقۃً بمعنے مطلق ادراک مخصوص باصوات ہے۔ عام ازیں کہ آلاتِ جسمانیہ کا توسط ہو یا نہیں ولہٰذا اللہ عزوجل کو سمیع ماننے میں کہ عقیدۂ ایمانیہ ہے محققین کے نزدیک کوئی تاویل و تجوز نہیں۔ اسلئے ہم قائل سماع حقیقی ارواح مفارقہ ہیں اگرچہ موت تعطیل آلات کردے۔ اور اگر سمع کے لئے یہ معنی نہ بھی مانیے بلکہ توسطِ آلات ہی سے مخصوص جانیے تو ہم علی السبیل التنزل کہیں گے کہ سمع نہ سہی، ادراک تام بروجہ جزئی تو ہے۔ اسی قدر سے ہمارا مدعا حاصل۔ اگرچہ بنام سمع تعبیر کریں جیسے بعض متکلمین نے سمع و بصر الٰہی جل وعلا کو یوں ہی تاویل کیا۔ اور مقدمۂ رابعہ میں تقریر فقیر غفرلہ المولی القدیر یاد کیجئے تو اس کا مسلک یہ ہے کہ بحمداللہ تعالیٰ نہ ہمیں دعوٰے سمع سے تنزل کی حاجت نہ روح مفارق یا معاذ اللہ حضرت عزت میں ارتکاب تاویل کی ضرورت سمع کے دونوں معنی مقرر و مسلم ہیں۔ اور ایک دوسرے کافی نہیں۔ معنی آلیت نہ کبھی مراد تھی کہ اب تنزل کریں نہ اس معنے میں اطلاق سمع محصور ہو سکے۔ کہ ناچار تاویل و تحمل کریں۔ خیر یہ طرز بحث کا تنوع تھا۔ اصل سخن کی طرف چلئے۔

فاقول :- جبکہ سمع کے جسمانی و روحانی دونوں معنی اور جسمانی کی نفی میں نہ ہمیں ضرر نہ مخالف کو نفع تو احتمال قاطع استدلال نہ کہ جب جسمانی ہی کا ارادہ راجح و واضح ہو پر ظاہر کہ ادراک اصوات کا یہی طریقہ معلوم معہود ہے تو باہمی محاورات عرفیہ میں ذہن اسی طرف تبادر کرے گا۔ آخر نہ دیکھا جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ

صریحہ ام المؤمنین احسن الاشہاد اوّل تو اسی حدیث میں جب علم مان رہی ہیں۔ تو ادراک روح کی خود قائل ہوئیں۔ پھر انکار سمع روح کے کیا معنے۔ اور حدیث غلام تنصون میتکم ابھی گزری کہ میّت کے سر میں زور سے کنگھی کرتے دیکھا تو فرمایا "کاہے پر اس کے بال کھینچتے ہو" اس سے قطع نظر کیجئے تو حدیث جلیل صحیح بستم کہ ابتدائے نوع دوم مقصد دوم میں مذکور ہوئے جس میں ام المؤمنین قسم کھا کر فرماتی ہیں۔ واللہ جب سے امیر المؤمنین عمر دفن ہوئے میں ان کی شرم سے بے تمام کپڑے پہنے مزارات طیبہ پر حاضر نہ ہوئی۔ قطعاً لاجواب ہے۔ جب ام المومنین بعد دفن ابصار مانتی ہیں تو روح کو قطعاً باقی و مدرک اور اس کے ادراکات کو شامل امور دنیویہ بھی جانتے ہیں۔ پھر انکار سماع ظاہر الامتناع بلکہ محل قرب میں حال سماع حال ابصار سے بداہتہً اخف ہے کہ اس کے شرائط اس کے شرائط سے ازید ہیں۔ شاہد میں معہود مشہود تو یہ ہے کہ باوصف حائل و حجاب ابصار زائل اور سماع حاصل۔ جب امّ المؤمنین ایسے کثیف و کثیر پردوں سے دیکھنا مانتی ہیں سننا کیونکر نہ مانیں گی۔ لہٰذا کوئی قائل بالفصل نہیں جو ابصار مانتا ہے سماع بھی مانے گا۔ اور جو سماع نہیں جانتا ابصار بھی نہ جانیگا۔

تیسری حدیث جلیل امّ المؤمنین منقول بہ نقل ائمہ اجلۂ ثقات وعدول رجال بخاری و مسلم مروی جامع ترمذی شریف یہ ہے:

حدثنا الحسین بن حریث (ثقۃ من رجال الشیخین) نا عیسٰی بن یونس (ثقۃ مأمون من رجال الستۃ کسائر السند) عن ابن جریج عن عبد اللہ بن ابی ملیکہ قال توفی عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بالحُبشی قال نحمل الی مکۃ فدفن فیہا فلما قدمت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اتت قبر عبد الرحمٰن بن ابی بکر فقالت ؎

وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ — من الدھر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی و مالکًا — لطول اجتماع لم نبت لیلۃ معا

marfat.com

تتمہ حدیث ہے:

نبی اللہ حی یرزق — خدا کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے

رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ — ہیں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ظاہر کہ پیش ہونے کے معنے نہ تھے مگر اطلاع دی جانی اس سے صحابہ کرام کے ذہن ادراک و اطلاع بذریعہ آلات جسمانی ہی کی طرف گئے۔ لہٰذا وہ سوال عرض کئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیات بدن ہی سے جواب دیئے۔

صاحب تفہیم المسائل کی جہالت کہ یہ حدیثیں ذکر کرکے لکھا:

"درین ہر دو حدیث دلیل ست بر آنکہ موتی را سماع نیست و بر آنکہ این امر مستقر بود نزد صحابہ زیرا کہ ایشان بر عرض و سماع درود بعد موت استعجاب کردہ استفسار نمودند آنحضرت[1] جواب دادند کہ چون انبیاء را حیات دنیاوی جاسی و جسد ایشان نیز باقی ست لہٰذا محل استبعاد سماع و عرض نیست۔

اقول اوّلاً: ۔ اگر یہ مراد کہ اُن سے عام لوگوں کے لئے بعد موت ادراک جسمانی نہ رہنا مستفاد تو ہمیں مسلم اور ہمیں کیا مفاد اور ادراک روح کا انکار ماننا اور اسی کو اذہان صحابہ میں مستقر جاننا معاذ اللہ انھیں بدمذہب ٹھہرانا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر سکوت تقریر و تسلیم بتانا ہے۔ ذی ہوش نے اتنا نہ دیکھا کہ صحابہ کرام نے فنائے جسد و بقائے ادراک میں تنافی ظاہر کی۔ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی تنافی سے جواب نہ دیا۔ بلکہ نفی منافی سے کہ انبیاء کے اجسام بھی زندہ ہیں۔ اب یہاں ادراک روح میں کلام ہو تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو صحابہ موت جسد سے روح کو بھی مردہ مانتے یا ادراک روح کیلئے بقائے بدن شرط جانتے فصول سابقہ و نیز مباحث قریبہ میں بار بار تکرار واضح ہو چکا کہ یہ دونوں قول اہل بدعت و ضالین

---

[1] اور وہ بھی بالان ہذا و التطفل بحمد اللہ الاوابد فانبتنا علی وجہ یحمد الوجہین و نرجو ان یوفق احسن التعبیر فلیتنبہ۔ واللہ الحمد و المنہ۔ [2] اقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ۔

واتاکم ماتوعدون غدًا مؤجلون
وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون.
رواہ مسلم ولفظ النسائی مکان
قولہ اتاکم انی مؤجلون وانا
وایاکم متواعدون غدا ومواکلون
ولابن ماجۃ من وجہ آخر واشار
الیہ النسائی ایضا بعد السلام
انتم لنا فرط وانا بکم لاحقون۔

اب تم کو للچا رہا ہے جس کا تم سے وعدہ ہے، تمھاری میعاد کل کے دن ہے۔ ہم اور تم آپس میں کل کے وعدے پر ہیں۔ اور اسی پر بھروسہ کئے ہیں۔ تم ہم سے پہلے پہنچ لئے، اور خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

کیونکر منکر ہوتیں، حالانکہ خود دریافت کر چکی تھیں کہ یارسول اللہ جب میں مدفونانِ بقیع کی زیارتوں کو جاؤں تو اُن سے کیا کہوں۔ حکم ہوا کہ سلام کرکے یوں کہو کہ انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

مسلم والنسائی وغیرھما عنھا فی حدیث طویل قالت قلت کیف اقول لھم یارسول اللہ قال قولی السلام علیکم اھل الدیار من المؤمنین المسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستأخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون۔

بالجملہ امّ المؤمنین صرف سماع جسمانی کا انکار فرماتی ہیں مگر ازیں جا کہ احادیث ثقات عدول شاہدانِ واقعہ کے رد کی طرف سبیل نہیں۔ جمہور علماء نے اس مسئلہ میں ان کا انکار قبول نہ کیا اور یہی مانا کہ اگرچہ تین دن گزر گئے۔ ان خبیثوں کے ناپاک جسم پھول پھٹ گئے تھے۔ اور شک نہیں کہ جسم مردہ ہرگز سننے کے قابل نہیں۔ مگر پھر بھی انھوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی گوش سر سے سنا کہ اللہ عزوجل نے ان کی زیادت حسرت کیلئے ان خالی جسموں کو اس وقت پھر زندہ فرمایا تھا اور اس میں آیات کی کچھ مخالفت نہ ہوئی کہ سنانا اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہوا۔ نہ وہ جلاتا نہ یہ ان کانوں سے سنتے۔ وصف موتی آیت میں ملحوظ

marfat.com

ادراس کا وہ جواب کاشف حقیقۃ الحال ہوا۔ الحمدللہ انی شقیقت تھی آپ کے اس
نئے نانکی جس پر بڑی دھوم سے دکان فخر بازکی کہ

چون از جواب مغالطات معترض فراغت دست داد لہٰذا تحقیق این مسئلہ
بطور دیگر ضرور افتاد۔

ماشاءاللہ اس شرط وجزاء کے ربط کو تو دیکھئے یہی بتا رہا ہے کہ سخت
گھبرائے ہوئے اور اعتراضات علامہ معترض قدس سرہ کو لاحل سمجھ رہے ہو۔ اگر واقعی
اعتراض اٹھ جاتے تو اگلی ہی تحقیق کی جان بچ جاتی۔ آپ کے اس فراغت دست کے
بعد پچھلی ضرورت پر ضرور افتاد کی افتاد کیوں آتی ع

نطق کا حوصلہ معلوم ہے بس جانے دو

فائدہ جلیلہ:۔ جب محاورات باہمی میں مطلق سمع سے یہ تبادر تو حدیث
قلیب کا ذکر ہی کیا ہے کہ اس کا تو سماع جسمانی میں نص صریح ہونا اوپر مبین ہو چکا، اور
ام المؤمنین محبوبۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیہا اجمعین حاضر واقعہ نہ تھیں۔
اور یہ ظاہر کہ آیات کریمہ متعلق باجسام ہیں۔ خصوصًا وما انت بمسمع من فی القبور۔
اگرچہ نفی سمع نہیں فرماتے مگر نفی اسماع ظاہر ہے اور اس واقعہ سے صراحۃً اسماے اجسام
مفہوم لہٰذا ام المؤمنین نے اُسے منافی آیات خیال فرما کر وہم وسہو کا حکم دیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یعلمون فرمایا۔ یعنی ان کی روحیں جانتی ہیں۔ راوی کو
لیسمعون یاد رہا کہ ان کے جسم سنتے ہیں۔ پر ظاہر کہ علم صفت خاصۂ روح ہے جس میں وہ
بدن کی محتاج نہیں بخلاف سمع متعارف بذریعہ آلاتِ بدنیہ کہ بے حیات بدن ناممکن
اور یہ وقت ان کافروں کی حیات جسمانی کا نہ تھا تو اس وقت اثبات اسماع اجسام منافی
آیات ہے۔ ہاں علم حاصل ہے کہ وہ روح سے ہے اور روح باقی ہے۔ یہ حاصل ارشاد
ام المؤمنین صلی اللہ تعالیٰ علی بعلہا الکریم وعلیہا وسلم ہے۔ اور اسی بناء پر مشائخ کرام نے
کہ قطعًا دربارۂ ابدان کلام فرما رہے تھے۔ اس سے استناد محض رجما بالغیب وخبرا
القتاد۔ بلکہ اُس کے ضلالت وبطلان اور ان کے بطالت وخذلان پر خود ارشادات صحیحہ

marfat.com

یں فرماتے ہیں :۔

فان قالت ما وجہ ذکر حدیث ابن عمر وحدیث عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وھما متعارضان فی ترجمۃ عذاب القبر قلت لما ثبت من سماع اھل القلیب کلامہ وتوبیخہ لھم ودل ادراکھم کلامہ بحاسۃ السمع علی جواز ادراکھم الم العذاب ببقیۃ الحواس فحسن ذکرھما فی ھذہ الترجمۃ ثم التوفیق بین الخبرین ان حدیث ابن عمر محمول علی ان مخاطبۃ اھل القلیب کانت وقت المسألۃ ووقتھا وقت اعادۃ الروح الی الجسد وان حدیث عائشۃ محمول علی غیر وقت المسألۃ فبھذا یتفق الخبران ۔

یعنی بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لاشوں سے خطاب کیا اور فرمایا سنتے ہیں اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جانتے ہیں دونوں اس باب عذاب قبر میں اسلیے ذکر کیں کہ جب انھوں نے حس گوش سے کلام سن لیا تو باقی حواس سے عذاب کا الم بھی ادراک کرلیں گے ۔ اور ان حدیثوں میں موافقت یوں ہے کہ ابن عمر کی حدیث خطاب وقت سوال نکیرین پر محمول ہے اس وقت بدن میں روح آجاتی ہے ۔ اور ام المؤمنین کی حدیث اور وقت پر محمول ہے جب بدن خالی رہ جاتا ہے یوں دونوں حدیثیں منفق ہوجائیں گی۔

دیکھو کیسی تصریح ہے کہ یہ سارا کلام ونقض وابرام سماع جسمانی کے بارہ میں ہے ۔

اس میں ہے :

قلت ھذا من عائشۃ یدل علی انھا ردت روایۃ ابن عمر المذکورۃ ولکن الجمھور خالفوھا فی ذلک وقبلوا حدیث ابن عمر لموافقۃ

یعنی میں کہتا ہوں یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ ام المؤمنین نے روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رد فرمایا۔ مگر جمہور علماء نے اس باب میں ام المؤمنین کا خلاف کیا۔

marfat.com

ثم قالت واللہ لو حضرتك ما دفنت الا حیث مت ولو شھدتك
ما زرتك۔

یعنی حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما برادر حقیقی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مکہ معظمہ کے قریب موضع حبشی میں انتقال فرمایا۔ ان کی نعش مبارک مکہ معظمہ لائے۔ جنۃ المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ جب ام المومنین مکہ معظمہ آئیں، اُن کے مزار مبارک پر گئیں۔ دو شعر (کہ تمیم بن نویرہ نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے مرثیہ میں کہے تھے) پڑھے کہ ایک مدت دراز تک جذیمہ (بادشاہ عرب و عراق و جزیرہ مقتول ملک جزیرہ زبا) کے دونوں مصاحبوں کی طرح (کہ چالیس سال تک صحبت بادشاہ میں یکجا رہے تھے) ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کہا یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ اب کہ جدا ہوئے گویا اس قدر طول یکجائی پر کسی شب ایک جگہ نہ رہے تھے۔ پھر اپنے برادر مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر یہ باتیں کیں:

"خدا کی قسم! اگر میں آپ کے انتقال کے وقت موجود ہوتی تو آپ وہیں دفن ہوتے جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا اور اگر میں اس وقت آپ کے پاس ہوتی تو اب آپ کی زیارت کو نہ آتی۔"

وہیں دفن ہونا اسی لئے کہ یہی سنت ہے، نعش کو دور لے جانا نہ چاہئے! اور زیارت کو نہ آنا یوں کہ زیارت قبور میں عورات کا حصہ کم ہے

ام المومنین اگر معاذ اللہ ادراک و سماع ارواح کی منکر ہوتیں تو اس کلام و خطاب کے کیا معنے تھے۔ کیا کوئی عاقل اینٹوں پتھروں سے باتیں کرتا ہے۔ اور کیونکر منکر ہوتیں۔ حالانکہ دیکھتی سنتی جانتی تھیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اموات سے سلام و کلام و خطاب فرمایا کرتے ہیں۔ خود روایت فرماتی ہیں کہ میری ہر شب نوبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر شب مقبرۂ بقیع پر تشریف لے جاتے، اور فرماتے:

السلام علیکم دار قوم مؤمنین — سلام تم پر اے ان گھروں والے مسلمانو!

marfat.com

اقول: ۔ کلام مشائخ سے استناد مخالف دو مقدموں پر مبتنی تھا۔ صغریٰ یہ کہ انکار سماع متنازع فیہ قول اکثر مشایخ حنفیہ ہے جس کے ثبوت میں وہ عبارات خمسہ پیش کیں۔ اور کبریٰ مطویہ مستورہ یہ کہ جو قول اکثر مشائخ حنفیہ ہے۔ فی نفسہ حق ہے۔ یا ہم پر اس کی تسلیم واجب ہے۔ تقدیر اوّل پر دلیل تحقیقی ہوگی اور دوسرے پر الزامی۔ بہرحال اس کا ثبوت کچھ نہیں۔ اگلے تین جواب ان کے صغریٰ کی ناز برداری میں تھے۔ یعنی کلامِ شیخ میں سماع متنازع فیہ کا انکار ہرگز نہیں۔ اب یہ جواب اور باقی اجوبہ کبریٰ مستورہ کی خدمت گزاری کو ہیں کہ اگر مکابرۂ واصرار وعناد واستکبار سے کسی طرح باز نہ آؤ اور خواہی نخواہی معانی صادقہ صحیحہ موافقہ احادیث صریحہ وعقیدۂ اہلسنت وکلمات آئمہ کرام وخود اقوال مشائخ اعلام کو چھوڑ کر بے دلیل بلکہ خلافِ دلائل واضح معنی کلام مشائخ ہی گھڑو کہ ارواح موتیٰ کو کسی طرح ادراک کلام نہیں ہوتا تو اب ہم ہرگز نہیں مانتے کہ اس قول کے قائل مشائخ اہلسنت ہوں، جن کے ارشاد ہم پر حجت ہوں۔ کیا مشائخ مذہب میں معتزلہ نہیں۔ درمختار کتاب النکاح فصل محرمات میں ایک مسئلہ کشاف زمخشری معتزلی سے نقل کیا۔ اس پر علامہ شامی نے ردالمحتار میں فرمایا:

نقل ذلك عنه لان الزمخشری من مشایخ المذهب وهو حجة فی النقل۔	یہ مسئلہ اس سے اسلئے نقل کیا کہ زمخشری مشایخ مذہب سے ہے اور اس کی نقل پر اعتماد ہے۔

پھر یہ منع بے شاہد نہیں بلکہ اس کی صاف سند واضح موجود۔ خود یہی امام ابن الہمام جن کے کلام سے اکثر مشائخ کی طرف انکار سماع کی نسبت نقل کرتے ہوئے اسی کلام میں فرماتے ہیں کہ

"میرے نزدیک اکثر مشایخ کا تلقین موتیٰ سے انکار کرنا اس پر مبنی ہے کہ وہ سماع موتیٰ سے منکر ہیں"

اور خود اسی کلام میں تلقین مذکور کو فرمایا:

"نسب الی اهل السنة والجماعة" اس تلقین کا مطلوب ہونا اہلسنت وجماعت

ہے یعنی میّت جب تک میّت ہے اُسے سُنا نہیں سکتے۔ اور بعد اعادۂ روح اب وہ میّت ہی نہیں تو آیات کا اصلا محل ورود نہ رہا۔

اقول: یہ تقریر کلام جانبین بحمد اللہ تعالیٰ سب تکلفات سے مجانب و منزہ ہے۔ اور اب امّ المؤمنین پر وہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ جب علم مانتی ہیں سماع کیوں نہیں مانتیں۔ علم روح کے لئے ہے سمع جسمانی بحالت موت جسم کیونکر ہو۔ اور اب خود امّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ امام احمد نے بسند حسن اُن سے اسی قصۂ بدر میں یہی لفظ روایت کئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما انتم باسمع لما اقول منہم۔ تم میرا فرمانا کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

(جسے علماء نے بشرط محفوظی رجوع ام المؤمنین پر محمول کیا تھا کہ جب متعدد صحابہ کرام حاضران واقعہ سے روایت سنی انکار سے رجوع فرمائی)۔ ممکن کہ اثبات سماع روح پر محمول ہو کر نفی و اثبات میں تنافی نہ رہے کہ شاذ و محفوظ کا قصہ چلے یعنی ام المؤمنین ان لفظوں پر انکار نہیں کرتیں۔ اُنھیں تو خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں بلکہ انکار[1] اس معنی پر ہے جو اوروں نے سمجھے۔ یعنی سمع جسمانی نہ مانو کہ خلافِ آیت ہے بلکہ مراد حضور سمع روح ہے میں بحمد اللہ تعالیٰ بعد اتضاح مراد اس کی ساعت نہیں رکھتا کہ قول ام المؤمنین کے جواب میں امام اسمٰعیلی و امام بیہقی و امام سہیلی و امام سبکی و امام عسقلانی و امام سیوطی و امام قسطلانی و مولینا قاری و شیخ محقق و علامہ زرقانی وغیرہم اکابر کے کلام نقل کروں۔ اگرچہ یہ سب اس وقت میرے پیشِ نظر ہیں۔ مگر ہاں امام عینی کی بعض عبارات نقل کروں گا کہ یہ وہی عینی شارح کنز ہیں۔ جن سے اس مسئلہ میں مخالف نے جہلاً استناد کیا۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر

---

[1] امام عینی کا بھی ایک کلام اس مسلک کی طرف ناظر فان ام المؤمنین لما وھمت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فی حدیث تعذیب المیّت ببکاء اھلہ وشبھت وھمہ فیہ یوھمہ فی حدیث التغلیب قال العینی وجہ المشابھۃ بینھما حمل ابن عمر علی الظاھر والمراد منھما ای من الحدیثین غیر الظاھر اھ بیدان الاظھر من کلامھا رضی اللہ تعالیٰ عنھا ھو المسلک الاوّل واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔

marfat.com

وانکار تلقین رانسبت بمعتزلہ بعض علمائے شافعیہ کردہ اند نہ حنفیہ چنانچہ در برجندی نوشتہ ولا یلقن بعد الدفن عندنا وعند الشافعی یلقن و زعم بعض اصحابہ انہ مذھب اھل السنۃ والاول مذھب المعتزلہ وایشان انکار تلقین اطلقاً نسبت بمعتزلہ کردہ اند نہ انکار بخصوصیت این وجہ کہ سماع موتی را نیست کما زعم المعترض۔

اقول اوّلا:۔ اس نابینائی کی کچھ حد ہے بھلا۔ جوہرہ ودرّ مختار وکشف الغطا وغیرہا تصانیف حنفیہ کو تو لاجی کہہ سکتے ہیں کہ میرے پیشِ نظر نہ تحصین تلخیص الادلہ کی عبارت تو خود ہی اپنے خصم کے کلام سے نقل کی کہ

"امام زاہد صفار کہ در طبقۂ ثانیہ از مجتہدین فی المذہب ست در کتاب تلخیص الادلہ نوشتہ وینبغی ان یلقن المیّت علی مذھب الامام الاعظم والمقتدی المکرم ومن لم یلقن فھو علی مذھب الاعتزال۔"

یعنی امام اعظم وپیشوائے مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر میت کو تلقین کرنی چاہئے۔ جو تلقین نہ مانے معتزلی ہے۔ اور آنکھیں بند کرکے کہہ دیا کہ

"بعض شافعیہ زعم کردہ اند نہ حنفیہ۔"

مگر امام اجل مجتہد فی المذہب زاہد صفار کہ صرف دو واسطے سے امام ابو یوسف وامام محمد کے تلمیذ رشید ہیں۔ سرکار کے نزدیک علمائے حنفیہ سے نہیں۔

ثانیاً:۔ شافعیہ کا نسبت کرنا حنفیہ کے نسبت کرنے کا کیا نافی ومنافی ہے۔ کہ عبادت برجندی سے نہ حنفیہ بھی نکال لیا۔ خود سرکار اسی تفہیم کے ص۱۱۷ پر فرماتے ہیں:

"از تخصیص شی بذکر نفی عما عداہ لازم نیاید در توضیح نوشتہ تخصیص الشی باسمہ لایدل علی نفی الحکم عما عداہ۔"

انھوں نے کلام شافعیہ میں دیکھ کر اُن کی طرف نسبت کیا۔ اس سے کب لازم کہ حنفیہ نے نسبت نہ کیا۔ اور بالفرض اُن کا لازم سخن یہ ہو بھی تو جب صراحۃً آنکھوں کے سامنے اجلہ حنفیہ کی تصریحات موجود تو کیا بعض علماء کے کلام سے نفی مفہوم ہونا محسوسات کو

marfat.com

من رواہ غیرہ۔

اور حدیث ابنِ عمر مقبول رکھی کہ اور صحابہ نے بھی اس کے موافق روایت کی۔

اسی میں ہے:

سامعین باذان رءوسھم کما ھو قول الجمھور۔

یعنی ان لاشوں نے وہ ارشاد اقدس اپنے جسمانی کان سے سنا۔ جمہور کا قول یہی ہے۔

جواب سوم جامع الجوابین۔

اقول:۔ قول مشائخ کہ میّت یا زید بعد موت نہیں سنتا۔ چار معنے کو محتمل کہ میّت حقیقی بدن مقفل ہے اور روح پر بھی اطلاق کرتے۔ اور زید عرفی بدن ہے اور روح متعلق بالبدن بھی اس کے معنے بہر حال موضوع میں بدن و روح دو احتمال ہوئے۔ یوں ہی سماع عرفی سمع آلات بدن ہے۔ اور اس کے دوسرے معنے ادراک تام اصوات بدرجہ جزئی اگرچہ بے ذریعۂ آلات تو محمول میں بھی دو احتمال ہوئے۔ اور حاصل ضرب چار:

۱۔ بدن مُردہ کو سمع آلات نہیں۔

۲۔ بدن مردہ کو ادراک اصوات نہیں۔

۳۔ روح مردہ کو سمع آلات نہیں۔

۴۔ روح مردہ کو ادراک اصوات نہیں۔

اور ہمارے کچھ مخالف نہیں نہ مخالف کو اصلا مفید۔ کلام کے اگر دو ہی معنے ہوتے، ایک موافق ایک مخالف تو مخالف کو اس سے سند لانے کا کوئی محل نہ تھا۔ نہ احتمالی بات پر مشائخ کرام کو منکر سماع متنازع فیہ کہنا صحیح ہو سکتا نہ کہ تین احتمالات صحیحہ چھوڑ کر از پیش خویش چوتھا احتمال جما لینا اور کلام کو بزور زبان خواہی نخواہی اپنی سند بتا دینا کیسی بیہودگی واضح ہے۔

جواب چہارم:۔ مذہب حنفیہ میں معتزلہ بکثرت پیرے ہوئے ہیں۔ یہ مشائخ کہ برخلاف عقیدۂ اہلسنت منکر سماع ہیں وہی معتزلہ ہیں۔ یہ جواب سیف اللہ المسلول مولینا المحقق معین الحق فضل الرسول قدس سرہ نے تصحیح المسائل میں افادہ فرمایا۔

marfat.com

اسے نسبت باین خصوص کا دعویٰ سمجھ لیا۔ یہ فہم سقیم اور ادعائے تفہیم ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہٰذا وانا اقول:۔ وباللہ التوفیق سب این وآن سے درگزرے تو اب دلائل ساطعہ قاطعہ حاکم ہیں کہ یہ قطعاً مذہب معتزلہ ہے مثلاً حجت اولیٰ کلام کا ہے میں مفروض ہُوا روح میں۔ سماع سے کیا مراد لیا۔ ادراک مطلق۔ اگرچہ بے ذریعۂ آلات اور یہ مزاخ دلیل کیا لا رہے ہیں کہ وہ مردہ ہے بے حس ہے۔ فہم وادراک کے قابل نہیں۔ ہزار بار سن چکے ہو کہ روح کی نسبت ان اعتقادات سے اہلسنت پاک منزہ ہیں۔ یہ معتزلہ وغیرہم ضالین ہی کے خیالات بدمزہ ہیں۔ خود آپ ہی اسی تفہیم میں فرماتے ہیں:

"مذہب بعض معتزلہ آنست کہ میت جماد ست در ان حیات وادراک نیست"۔

اور اُس میں فرمایا کہ

"بعض معتزلہ کہ از آیۂ کریمہ وما انت بمسمع من فی القبور در انکار تعذیب استدلال میکردند عینی در ہمیں شرح بجواب ایشان نوشتہ کہ عدم استماع مستلزم عدم ادراک نیست"۔

افسوس صاحب تفہیم المسائل کی بے ہوشی صـ۶۲ پر یہ اَن کہی بھی بلوا گئی:

"ہر چند بعضے گویند کہ شہداء را ہم حیات مثل انبیاء بجسد است مگر این قول مختار اہل تحقیق نیست آنچہ تحقیق ست این ست کہ حیات انبیاء بسلامت جسد و روح ہر دو ست وحیات شہداء صرف ببقائے روح است بلکہ تخصیص شہداء نیز باین معنی لغو ست زیرا کہ ارواح را مطلقاً خواہ روح شہید باشد یا روح عامہ مؤمنین یا روح کافر یا فاسق باین معنی مُردہ نتوان گفت مردگی صفت بدن است کہ شعور وادراک و حرکات وتصرفات بسبب تعلق روح باوے از وے ظاہر میشدند وحالا نمی شوند کذا فی التفسیر العزیزی وبعضی گویند کہ تحقیق ہمیں است کہ شہداء

وخلافہ الی المعتزلہ۔ کی طرف منسوب ہوا اور اس کا انکار معتزلہ کی طرف۔

اور کلام امام صفار سے صاف صریح تصریح گزری کہ منع تلقین مذہب معتزلہ ہے۔ کشف الغطا کا قول گزرا کہ جو تلقین نہیں مانتا معتزلی ہے۔ جوہرہ و درمختار کی عبارت گزری کہ اہلسنت کے نزدیک تلقین امر شرعی ہے۔ تو صاف ظاہر ہوا کہ یہ اکثر مشایخ منکران سماع وہی منکران تلقین معتزلی ہیں۔ یہ سند واضح بتفصیل تام تصحیح المسائل میں مذکور تھی۔ بایں ہمہ صاحب تفہیم المسائل نے مونہہ زوری سے گئی نکی کہا:

"از اکثر مشایخنا کہ ابن ہمام مشایخ را نسبت بخود کردہ معتزلہ مراد گرفتن از بس مستبعد ست و در کلام کدامی اہلسنت چنین واقع نشدہ و ابن ہمام را معتزلی قرار دادن کار معترض است۔ و آن مسئلہ کہ خلاف عقیدۂ حنفیہ اہلسنت باشد ایشان بر آن علی الاطلاق نخواہند گفت کہ این قول علمائے حنفیہ است کما لا یخفی علی من لہ ادنیٰ شروع الی الکتب پس ما دامیکہ وقوع لفظ اکثر مشایخنا در کلام اہلسنت و مراد بودن ازان معتزلہ ثابت نکنند چگونہ این توہین بمعرض تسلیم درآید۔

اقول: ۔ اس ساری تطویل لاطائل کا صرف اس قدر حاصل بے حاصل کہ کلام اہلسنت میں اکثر مشایخنا سے معتزلہ کا ارادہ مستبعد و خلاف ظاہر ہے یہ کہنا اس وقت اچھا معلوم ہوتا کہ یہ تو علامہ معترض نے یوں ہی بے سند فرما دیا ہوتا کہ یہاں معتزلہ مراد ہیں یا آپ جواب سند سے عہدہ برآ ہو لیتے اور جب کچھ نہیں تو منع مؤید بسند واضح صرف استبعاد و مخالفت ظاہر سے مندفع نہیں ہو سکتا۔ ہر ادنیٰ خادم علم جانتا ہے کہ ظاہر صالح دفع ہے نہ حجت استحقاق تو اس سے مقدمہ ممنوعہ پر اقامت دلیل چاہنا جہالت کہ وہ محل استحقاق ہے اور مقام دفع میں اگر منع سند مقصود ہو تو اور سخت تر جہالت کما لا یخفی علی اہل العلم۔ ہاں جواب سند کی طرف بھی ایک عجیب نزاکت سے توجہ فرماتے ہیں:

marfat.com

اب تدارا اپنے انکاری دھرم کی ایک ٹانگ تو توڑیے۔ شہدا ہی کے لئے سماع ثابت مانیے انھیں سے استمداد جائز جانیے کہ یہاں تو جسم و روح سب کچھ زندہ ہے کسی جھوٹے حیلے کی بھی گنجائش نہیں۔ جس طرح کہ تم خود اسی تفہیم کے ص۸۸ پر لکھ چکے ہو:

"در سماع انبیاء علیہم السّلام کلامی نیست کہ ایشان را حیات حاصل است"

نیز ص۸۹ پر آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

"جواب دادند کہ چون انبیاء را حیات دنیاوی حاصل و جسد ایشان نیز باقی است لہٰذا محل استبعاد سماع و عرض نیست"

طرفہ یہ کہ چراغی دیکھئے۔ عبارت تو یہ نقل کی اور دعویٰ وہ کیا کہ "بعضی گویند تحقیق ہمیں است" خیر وہ بعض ہی سہی اب اس اجماع کی تو خیر نہ رہی جو بکمال وقاحت ص۹۳ پر فرمایا:

"بالجملہ از کتاب و سنت و اجماع امت ثابت کہ موتی را سماع حاصل نیست"

مگر تم کیا شرماؤ۔ ہر رنگ کی کہہ دینے کے قدیم دھنی ہو منہ پر یہی جو لکھ گئے:

"و آنکہ از عبارت مرقاۃ سماع سائر اموات سلام و کلام را و عرض اعمال اقارب بر انہا در بعض ایام آرند جوابش آنکہ مراد از سلام و کلام سلام و کلام زائران است نہ دیگران"

سچ ہے بوکھلائے ہوؤں کا کیا کہنا ؎

وہ شرمائی ہوئی نظریں وہ گھبرائی ہوئی باتیں
نکل کر گھر سے وہ گھر نا تیرا امیدوار اس میں

حجت ثانیہ: پھر مشائخ نے جب وقت سوال سماع مانا تو اس کی وجہ یہ بتائی کہ اب روح جسم میں دوبارہ آئی۔ جب کلام روح کی طرف آئیں تو اس جواب کا صاف یہ حاصل کہ روح جب تک بدن سے جدا تھی۔ بے حس و بے ادراک تھی۔ جسم میں آنے کے باعث اس وقت پھر مدرک ہو گئی۔ یہ صراحۃً بدن کو شرط ادراک ماننا

مٹادے گا قاعدہ اجماعیہ عقل ونقل میں تو مثبت کو نافی پر مقدم رکھتے ہیں۔ دو علمائے معتمدین سے ایک فرماتا حنفیہ نے ایسا نہ لکھا دوسرا فرماتا لکھا تو لکھنا ہی ثابت ہوتا کہ اس نے نہ دیکھا لہٰذا انکار کیا اور نہ دیکھنا کوئی حجّت نہیں ومن علم حجۃ علی من لم یعلم نہ کہ ثبوت عیانی کو نفی بیانی سے دیدہ نادیدہ کردیں۔ یعنی اگر یہ ہم آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ اکابر علمائے حنفیہ نے لکھا مگر فاضل برجندی جو لکھ چکے ہیں کہ شافعیہ نے کہا لہٰذا مجبوری ہے اب حس ومشاہدہ کی تکذیب ضروری ہے۔ سچ ہے آدمی وہابی ہوکر جماد لایسمع ولا یفہم ہوجاتا ہے۔

ثالثاً:۔ طرفہ جہالت یہ کہ مطلق انکار جانب معتزلہ منسوب ہے نہ اس خصوصیت سے تصحیح المسائل میں کب فرمایا تھا کہ انکار باین خصوص منسوب بمعتزلہ ہے۔ اے ذی ہوش! حاصل کلام تو یہی تھا کہ انکار تلقین مذہب معتزلہ ہے، اور امام ابن الہمام اس کا مبنی بیان فرماتے ہیں کہ یہ لوگ منکر سماع تھے۔ لہٰذا تلقین سے منکر ہوئے تو ظاہر ہوا کہ منکرین سماع معتزلہ ہیں۔ اگر سرے سے بخصوص انکار سماع جانب معتزلہ نسبت ہوتی تو اس توسیط کی کیا حاجت تھی۔ ویسے ہی نہ کہہ دیا جاتا کہ دیکھو انکار سماع قول معتزلہ بتایا گیا۔ ہاں اس پر ایک شبہ ہوتا تھا کہ بعض اہلسنّت[1] بھی تو منع تلقین کی طرف گئے۔ اور جب اس کا مبنی وہ ہے تو یہ بھی اُس کے قائل ٹھہریں گے۔ تصحیح میں اس وہم کے رفعہ کو توجیہ فرمادی کہ ان کا انکار انکار سماع پر مبنی نہیں بلکہ ان کے نزدیک تلقین کا بیکار یا ناثابت ہونا ذی ہوش

---

[1] اقول۔ سابقاً مذکور ہوا کہ ظاہر ہدایہ سے منع ثابت نہیں اور امام صفار خود مذہب امام اعظم پر تلقین تھے اور منکر کو معتزلی جانتے ہیں اور شک نہیں کہ معتزلہ قدیم سے شامل اہل مذہب ہیں اور انھیں بربناء جمادیت موتی انکار تلقین لازم۔ ابتداءً وہی لوگ اپنے مذہب فاسد کی بناء پر منکر تھے۔ لہٰذا امام صفار اُس حصر پر حاکم بعد کو ہر زمان بعض متاخرین اہلسنت نے کلمات مشائخ مذکورین میں انکار اور ظاہر ہدایہ میں عدم ثبوت دیکھ کر انکار کیا اور بعدم فائدہ یا عدم ثبوت سے رنگ توجیہ دیا۔ لہٰذا اب انکار دو طرف منقسم ہوگیا۔ برجہ جمادیت خاص بمعتزلہ اور بعض اہلسنت کا بوجوہ دیگر جیسا کہ کلام امام نسفی وغیرہ سے گزرا۔ فاعلمہ تعلی ان لا یتجاوز الواقع عنہ۔

۱۲ منہ ۔

marfat.com

يقع كثيرا ان مؤلف ما يذكر شيئا خطأ في كتابه فيأتي من بعده من المشايخ فينقلون تلك العبارة من غير تغيير ولا تنبيه فيكثر الناقلون لها و اصلها لواحد مخطئ كما وقع في هذا الموضع ولا عيب بهذا على المذهب لان مولينا محمد بن الحسن ضابط المذهب لم يذكر على هذا الوجه وقد نبهنا على مثل ذلك في الفوائد الفقهية في قول قاضي خان وغيره ثم تبهت على ان اصل هذه العبارة للناطفي اخطأ فيها ثم تداولوها۔

ہے اور کبھی بکثرت واقع ہوتا ہے کہ ایک مصنّف براہ خطا ایک بات اپنی کتاب میں ذکر فرماتا ہے۔ پھر بعد کے آنے والے مشایخ اسے ویسے ہی بلا تنبیہ نقل کرتے چلے جاتے ہیں تو اُس کے ناقل بکثرت ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اصل میں ایک شخص کی غلطی تھی جیسا یہاں واقع ہوا۔ اور اس سے مذہب پر کوئی طعن نہیں آتا کہ ہمارے سردار امام محمد محرر مذہب نے اس طور پر ذکر نہ کیا۔ اور اسی طرح کے ایک واقعے پر ہم نے فوائد فقہیہ میں تنبیہ کی کہ امام قاضیخان وغیرہ یعنی صاحبِ خلاصہ و صاحب ذوالجیہ وغیرہم نے ایک حصر فرمایا اور وہ غلط تھا۔ پھر میں نے آگاہ کر دیا کہ یہ اصل خطا ناطفی سے واقع ہوئی۔ ان کے بعد مشائخ اسے یونہی نقل کرتے رہے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہٗ اس قسم کا ایک واقعہ عظیمہ امام اجل ابو جعفر طحاوی کی طرف ایک ترجیح و افتا کی نسبت میں واقع ہوا جس میں تداول و توارد نقول آج تک چلا آیا۔ اور ہمارے زمانے تک کسی نے اس پر متنبہ نہ فرمایا یہاں تک کہ سب میں متأخر محقق مبصر علامہ شامی کو بھی وہی راستہ بھایا مگر فقیر غفر لہٗ المولیٰ القدیر نے بدلائل ساطعہ قاطعہ امام طحاوی کا فتوٰی نہ اس پر بلکہ قطعاً اس کے برعکس ہونا خود کلام امام ممدوح کے اٹھارہ نصوص و دلائل سے ثابت کر دکھایا اور اس بارے میں محض بغرض اظہارِ حق و حفظ مذہب و دفع تشنیع مخالفین ایک خاص رسالہ المزهر الباسم في حرمة الزكوة

را ہم حیات مثل انبیاء بجسدا ست چنانچہ در تفسیر روض الجنان تحت آیۂ کریمہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء می نویسد علماء در تفسیر آیت واحوال شہدا خلاف کردند عبداللہ بن عباس و حسن بصری گفتند ایشان زندہ اند بارواحہم واجسادہم بامداد و شبانگاہ روزی بایشان میرسد وایشان خرم اند بآنچہ خدا بایشان میدہد چنانچہ در دیگر آیت فرمودہ من قولہ تعالیٰ یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ وبعضے دیگر گفتند ارواح ایشان زندہ باشد وروزی برایشان عرض میکنند بامداد وشبانگاہ چنانکہ بارواح آل فرعون آتش عرضہ میکنند فی قولہ تعالےٰ النار یعرضون علیھا غدوا و عشیا وعلمائے تحقیقان بیشتر برقول اوّل اند۔ انتہیٰ۔"

کیوں مُلّا جی اب بسنت کی خبریں کہیے۔ جب اہلسنت کے نزدیک ہر فاسق و کافر کی روح زندہ ہے۔ موت صرف بدن کے لئے ہے اُسی کے ادراکات زائل ہوتے ہیں، تو اب سماعِ موتیٰ میں کیا مجال مقال رہی۔ جوابات سابقہ کی تقریر کیسی روشن طور پر ثابت ہوگئی۔ تفہیم المسائل کی ساری عرق ریزی کیسی خاک میں ملی۔ اب یہ کلام مشائخ جس میں موت و بے فہمی و بے حسی کی تصریحیں ہیں، روح پر محمول ہوکر مشائخِ اہلسنت کا کلام نہ ہوا کیسا واضح ومنجلی والحمد للہ العظیم العلی۔

اور **عجیب لطیفہ** یہ کہ ساتھ ہی خوش وقتی میں آکر تفسیر روض الجنان کی عبارت بھی نقل فرما گئے۔ جس نے رہی سہی ڈھول سے کھال بھی کھوئی اُس میں صاف تصریح ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس وحضرت امام حسن بصری واکثر علمائے محققین شہداء کے اجسام بھی زندہ مانتے ہیں۔ اور اسی کو ظاہر آیۂ کریمہ سے مؤید کیا اور بعض کی طرف سے اس کا جو جواب نقل کیا۔ بظاہر کہ نری تاویل ہی تاویل ہے کہاں۔ ارشادِ الٰہی میں یرزقون روزی دیئے جاتے ہیں۔ اور کہاں یہ معنی کہ روزی انھیں دیتے نہیں دکھا دیتے ہیں ع

شربت بنمایند وچشیدن نگذارند

بقدر ادراک الم عذاب ولذت تنعم عندالایلام والتعذیب پیدا کند وآں مستلزم سماع نیست۔"

ہمارے کلمات سابقہ کے ناظر پر اس عذر بدتر از گناہ کی حقیقت خوب منکشف ہے پھر بھی ملّا جی کی خاطر کیجیے کلام کو چند عوائد جلیلہ سے ترصیف تازہ دیجیے۔ اور باذنہ تعالٰے ازالۂ ہر گونہ اوہام کا ذمہ لیجیے۔

فاقول: ۔ وبحول اللہ اصول

عائدۂ اولیٰ نجدی صاحبو! ناحق اہلسنت کا دامن پکڑتے اور اپنے مذہب کی جان زار کے پیچھے پڑتے ہو۔ اہلسنت کے یہاں تمھاری گزر نہیں وہ کہ وقت تنعیم وتعذیب اعادۂ حیات کاملہ خواہ ناقصہ مانتے ہیں۔ بدن کے لئے مانتے ہیں نہ روح کے لئے کہ وہ تو ان کے نزدیک مرتی ہی نہیں۔ اگر تم لوگ صرف سماع جسم یا سماع جسمانی بذریعۂ آلات جسم کے منکر اور سماع روح بے توسط بدن کے معترف ومقر ہوتے تو ضرور اہلسنت سے موافق اور اُن کے اس مسئلہ سے انتفاع کے مستحق ہوتے۔ مگر یوں خلاف ہی کب باقی رہتا۔ یہ تو خاص ہمارا مذہب وعین مراد چشم ما روشن دل ما شاد تھا۔ مگر حاشا تم ہرگز اسکے قائل نہیں۔ اس میں تمھارا مطلب کہ اولیائے مدفونین سے طلب دعاء پھر کو نداہے، کب برآتا۔

کیوں ملّا جی! ذرا نگاہِ رُوبرو، کیا آپ وہی نہیں ہیں جو اسی تفہیم کی اسی مبحث میں بکمال وقاحت وشوخ چشمی اپنا مذہب نامہذب بزور زبان بنانے کے لئے ایک گڑھی ہوئی فرضی کتاب خیالی تصنیف "غرائب فی تحقیق المذاہب"[1] سے سند لائے۔ اور اُس کی وساطت سے سیدنا امام اعظم وہمام اقدم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر جیتی افترا اٹھائے۔ آپ اگرچہ خیالی[2] علماء گڑھ لینے، فرضی[3] کتابوں کی ساختہ عبارتیں پیش کر دینے کے نچتہ ماہر کار

---

[1] مثل ناصر فاکہانی جس کے مطالبہ پر یکساں حیا داری صاف کہہ دیا۔ گو ناصر فاکہانی نباشد کلام در کلام است ۱۲ منہ

[2] مثل القول المعتمد فی الکلام مع عمل المولد جس میں تک بھی ٹھیک ملانی نہ آئی۔ معتمد بفتح میم اور مولد بکسر لام اور مولد پڑھیے یا اسمیں کلام کی جگہ جس مولد کے ساتھ گفتگو وکلام ع "باحیا باش وآنچہ خواہی کن" ۱۲ منہ

marfat.com

ہے کہ سر بارسن چکے کہ یہ مذہب نامہذب معتزلہ ہے۔ اب یا تو اکثر مشایخنا کی طرف نسبت غلط مانیے تو اپنی ہی سند بگاڑیئے۔ اپنے ہی پاؤں میں تیشہ مارئیے۔ ورنہ یقیناً قطعاً اُن سے وہی معتزلہ مراد ہیں۔ بعد قیام حجج قاطعہ کے حیلوں حوالوں ٹالے بالوں کی کیا گنجائش ہے۔ نہ اب اس سوال کا موقع کہ پھر یہ شراح اسے کیوں بے اظہار خلاف نقل کرلائے۔

اقول: ۔ ویسے ہی نقل کرلائے۔ جس طرح امام عبدالرشید بن ابی حنیفہ ولوالجی و امام طاہر بن احمد بخاری وغیرہما اجلہ کرام نے بشر مریسی معتزلی کا قول یوں نقل کردیا گویا یہی اصل مذہب ہے۔ جس طرح علامہ محقق زین العابدین بن ابراہیم وفہامہ مدقق علاؤالدین محمد دمشقی نے ابوعلی جبائی معتزلی کا قول یوں ذکر کردیا گویا یہی مذہب مشایخ ہے۔ جس کا بیان فائدۂ جمیلہ فصل سیزدہم میں گزرا۔ خود انھیں امام ابن الہمام نے فتح القدیر باب نکاح الرقیق میں ایک مسئلہ محیط سے نقل کیا۔ پھر فرمایا:

"ھکذا توارد ھا الشارحون" — شارحین یکے بعد دیگرے یوں ہی لکھتے چلے آئے۔

پھر فرمایا، یہاں مقتضائے نظر اس کے خلاف ہے۔ پھر اسے بیان کرکے فرمایا:

"فھذا ھو الوجہ وکثیرا ما یقلد الساھون الساھین۔" — سخن موجہ یہی ہے اور اکثر ہوتا ہے کہ بھولنے والے بھولنے والوں کی پیروی کرلیتے ہیں۔

علامہ بحر نے بحرالرائق آخر کتاب البیوع باب المتفرقات میں ایک مسئلہ پر اعتراض کیا کہ اس میں مصنفین نے خطاء کی اور یہاں خطا زیادہ قبیح واقع ہوئی۔ پھر فرمایا:

"وانا متعجب لکونھم تداولوا ھذہ العبارات متونا وشروحا وفتاوی ولم یتنبھوا لما اشتملت علیہ من الخطاء بتغیر الاحکام واللہ الموفق للصواب وقد" — یعنی مجھے تعجب ہے کیونکر ان عبارتوں کو متون وشروح وفتاوی سب میں ایک دوسرے سے لیتے نقل کرتے چلے آئے اور اس میں خطا پر متنبہ نہ ہوئے کہ احکام بدلے جاتے ہیں۔ اور اللہ ہی صواب کی توفیق دینے والا

بعض اصحاب فقیر سلمہم اللہ تعالیٰ نے ایک لحیم شحیم وہابی ہیڈ مولوی کے رد میں مبسوط رسالہ "نشاط المسکین علی حلق البقر السمین" لکھا۔ اس میں اس عبارت غرائب کی دھجیاں بروجہ احسن اڑا کر اخیر میں ملّا قنوجی کے اسے نقل کر کے انتہی لکھ دینے پر عجیب لطیفہ لکھا ہے۔ جس کا ذکر خالی از لطف نہ ہوگا۔ قال سلمہ اللہ تعالیٰ ابھی سے انتہی لکھ دی۔ اسکے بعد تو فرضی صاحب غرائب نے اس قول کی محدثانہ سند گھڑی ہے:

"حیث قال بعد ما ثقلتم حدثنا بذلک المعدوم بن مسلوب العرعی ثنا ابوالفقدان الخیالی ثنا موھوم بن مفروض اللیسی ح بنا الکذاب بن المفتری نا الوضاع الزوری انا من[۲] لا یتق بہ الا نجدی کلاھما عن ابی التلبیس الضلالی من بنی ضلال قبیلۃ من بنی المختلق قال سمعت ھاتفا من الھواء یھتف بذلک فلا ادری احفظت ام نسیت لکن اشھدوا ان الذی یحدثکم بھذا کذاب مبین"

ہم کہتے ہیں الکذوب قد یصدق بیشک یہ پچھلا فقرہ اُس نے سچ کہا: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اھ۔ کلامہ سلمہ ربہ۔

بقیہ سابقہ:-

ولیس سوالی منکم الا الدعاء فھل دریتم ام غفلتم فسمع ابو حنیفۃ یقول مخاطبۃ لھم فقال ھل اجابوا لک قال لا فقال لہ سبحانک وتربت یداک کیف تکلم اجسادا لا یستطیعون جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرأ وما انت بمسمع من فی القبور انتھی ۱۲ تفہیم المسائل ص۹

جو لفظ سرخی سے لکھے ہیں تفہیم میں یوں ہیں۔ انھیں کوئی غلطی ناسخ سمجھے۔ نہ وہ ناسخ تفہیم کی خطاء ہیں۔ بلکہ خود مصنف تفہیم وضاع اول کی۔ اسلیے کہ غلطنامہ تفہیم میں بھی ان کی تصحیح نہ کی۔ اور تفہیم ص۶۶ میں ہے۔ احتمال غلطی کاتب ہم مرتفع اور صحیح نامہ و غلط نامہ کتاب مطبوعہ ہم بغلطی این لفظ تعرض نگردہ اھ بھلے مانس کو بیطق و یقوہ و یذکر و یحدث و یشافہ و یجادر وغیرہا یاد نہ تھے۔ ورنہ انھیں بھی بخاطب و تکلم و یقول کے ساتھ نتھی کر دیتا ۱۲ منہ۔

[۲] ھذا وان کان نیصا لکن لا یغیر انہ فی المتابعات فقد رواہ — الضلالی موھوم مفروض کما سمعت — بن مفقود واخرون

علی بنی ہاشم ۱۳۰۷ھ معرض تصنیف میں لایا وللہ الحمد حمداً کثیراً علی ما وھب من جزیل العطایا۔

ما نحن فیہ میں اگر کلام مشایخ کے یہ معنی لو جس سے موت و بے ادراکی روح ثابت ہو تو یہاں تو امر آسان تر ہے کہ اصل مسئلہ میں کوئی وقت نہیں۔ صرف بیان دلیل میں محض بے حاجت یہ تخلیط واقع ہوئی اس تقدیر پر یہاں بھی قطعاً جزماً یہی ہوا کہ مشایخ مذہب سے معتزلہ نے یہ دلیل ذکر کی۔ پھر بعض مشایخ اہلسنت نے سہواً نقل کر دی۔ پھر نقول در نقول ہوتی چلی گئیں۔ تنقیح و تنبیہ کی طرف توجہ رہ گئی۔ اب متاخرین اکثر مشایخنا کہا ہی چاہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود ان علمائے اعلام اہلسنت کے کلام جا بجا اس کے خلاف واقع ہوئے جس کے پچیس شواہد دلیل اوّل میں سُن چکے۔ یہاں سہواً معتزلہ کا قول لکھ گئے تھے اور خود یہیں اور دیگر مواقع میں جا بجا اپنا عقیدۂ حقہ متعدد وجوہ سے ظاہر ہوا۔ وللہ الحمد۔

کیوں ملّاں تفہیمی صاحب! اب اپنے اعذار باردہ و استبعادات کا سدہ دیکھئے کدھر گئے۔ وباللہ التوفیق۔

اور حقیقتہً یہ سب تمھاری خرمیاں ہیں۔ نہ تم معانی حقہ صحیحہ صادقہ چھوڑ کر بزور زبان و زور و بہتان یہ معنے باطل گڑھو۔ نہ اس جواب کی حاجت ہو انصافاً اپنے استبعادوں کو آپ ہی بیٹھ کر رد کرو۔ ہمارے نزدیک نہ مشایخ کرام نے خطا کی نہ ان کا کلام حاشا کسی عقیدۂ اہلسنت نہ اپنے کسی کلام دیگر کے معارض نہ یہاں باہم متناقض جس کی تحقیق ظاہر و پرسن چکے۔ وللہ الحمد۔

جلیلہ عظیمہ:۔ رہی ملّا جی کی پچھلی نزاکت کہ

"انکار سماع موتی بطوریکہ ما می کنیم مذہب معتزلہ فہمیدن محض غلط است زیرا کہ مذہب بعض معتزلہ آنست کہ میّت جماد است دران حیات و ادراک نیست پس تعذیب آن محال است و اہلسنت گویند کہ ہر چند در میت حیات نیست مگر جائز ست کہ خدائے تعالیٰ دران نوعی از حیات

جلیلہ عظیمہ تفہیم اسماعیل کی پچھلی نزاکت

ہے۔ اگر کہے معتزلہ تو روح کے لئے موت منافی مطلق ادراک مانتے ہیں۔ ولہٰذا عذابِ قبر محال جانتے ہیں۔ اور یہاں مراد وہ موت ہے جسے صرف ادراک صور و اصوات دنیاوی سے تنافی ہو نہ برزخیہ سے۔

اقول اوّلاً:۔ یہ تخصیص محض بے دلیل و باطل ہے موت بھی مانو منافی ادراک بھی جانو۔ جیسا کہ کلام مشائخ میں مصرح ہے۔ پھر اُسے ادراک بعض دُون بعض سے خاص کرد یہ جہل اقبح ہے۔ موت کہ منافی ادراک ہے۔ ہر ادراک کے منافی ہے اور نہیں تو کسی کی نہیں۔ خود اسی تفہیم المسائل میں براہ جہالت اپنی سند سمجھ کر نقل کیا:

"در مدارک نوشتہ توفیہا اماتہا وھو ان یسلب ما ھی بہ حیۃ حساسۃ دراکۃ"[1]

پھر لکھا:

امام راغب در مفردات گفتہ کہ الموت زوال القوۃ الحساسۃ۔

کیوں حضرت جب رأسا حس و ادراک کی قوت ہی زائل ہوگئی مدرکہ ہی چل دی تو اب ادراک بعض کاہے سے ہوگا یارب یہ موت کونسی کہ آدھی کی شنوا آدھی سے بہری۔ آدھی کی بینا آدھی سے اندھی۔ ایک فرد ادراک بھی باقی ہے تو حیات ثابت ہے۔ اور موت منتفی کہ حیات باجماع[2] عقلاً شرط ادراک ہے اور موت منافی مشروط۔ نہ بے شرط متحقق ہوگا نہ منافی منافی سے ملتصق۔

ثانیاً:۔ یوں بھی اعتزال سے مفر کہاں۔ جب باوصف موت ادراکات امور برزخ علم و سمع و بصر باقی مانے تو اور معتزلہ کا مذہب نہ سہی طوائف معتزلہ سے فرقہ صالحیہ کا مشرب سہی۔ جس کا ذکر آپ نے اسی تفہیم المسائل میں بشدت سفاہت

---

[1] صحیح ہمچناں است و در تفہیم المسائل این راہی جثہ ساختہ و در غلط نامہ ہم بہ تصحیحش نہ پرداختہ پر غلط است ۱۲ منہ۔

[2] ای و من خالف فقد خرج من المعقول فکان لہ یلیق من اھل العقول وھم الشوذمۃ الذلیلۃ الصالحیۃ ۱۲ منہ۔

ہیں۔ جن کے حال صواعق و تفہیم و غایۃ الکلام کے مطالعے سے آشکار ہیں۔ بعض احباب فقیر نے خاص آپ حضرات کی ایسی ہی دیانتوں کے بیان میں رسالہ "سیف المصطفٰے علی دیان الافتراء" لکھا۔ اور اُس میں ایک سو ساٹھ دیانات کبرائے طائفہ کو جلوہ دیا مگر اس گرہٹ کی ابتداء شاید سرکار سے نہ ہو۔ تفہیم سے پہلے ایک سہسوانی وہابی صاحب رسالۂ سراج الایمان میں اس کے باری ہوئے ہیں۔ بہرحال یہ گندی بو کا عطر فتنہ سہسوان کی گھانی سے ہو یا قنوج کی، ذرا ایمان سے بتائیے کہ آپ حضرات کی اس خانگی ساخت پر دنیا میں کوئی اور بھی مطلع ہے؟ کہیں اس کتاب کا نام و نشان بھی ہے؟ کسی اور نے بھی اس سے استناد کیا یا کہیں اس کا نام لیا ہے۔ اللہ اللہ صدہا سال سے مسئلہ سماع و مسئلہ استمداد زیر بحث رہے۔ صدہا کتابوں میں ان کے بیان آئے۔ آج تک کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ کہ خود امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان میں نص صریح موجود ہے۔ اب گیارہ سو برس بعد ان حضرات کو امام کا ارشاد معلوم ہوا۔ اور وہ بھی کس کتاب میں جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے اس کا نام سنا۔ خیر اب تو یہ باحیا متدین حضرات کب کے مرکر حمار لایفہم ولا یتکلم ہو گئے۔ اہلسنت نے اُن کی حیات ہی میں مطالبہ کیا تھا کہ حضرات یہ ساختہ عبارت فتاوٰی غرائب میں تو ہے نہیں۔ جواب دیا کہ یہ اور رسالہ "غرائب فی اختلاف المذاہب" ہے اور کبھی کہا "فی تحقیق المذاہب" ہے۔ عرض کی گئی۔ آپ کے پاس ہے یا کہیں اور دیکھا۔ کہا مفتی سعداللہ صاحب کے یہاں ہے۔ مفتی صاحب مرحوم سے پوچھا گیا۔ انھوں نے فرمایا میں اصلاً اس کتاب سے واقف نہیں۔ اللہ اللہ! حیا کا پایا، یہاں تک پہنچا اور پھر ع

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

مقدس متدینوں کو عبارت بھی گھڑنی نہ آئی۔ سہل سہل محاورہ و قواعد کی مطابقت نہ پائی۔ اُس کے الفاظ و بندش کی رکاکت خود ہی کافی شہادت ہے کہ بے علم ہندیوں کی اوندھی گھڑت ہے۔ عبارت[1] حاشیہ پر ہے۔ ہر صاحب ذوق سلیم دیکھے اور دادِ انصاف دے۔

---

[1] در غرائب فی تحقیق المذاہب مرأی الامام ابوحنیفہ من یاتی القبور باھل الصلاح یسلم ویخاطب بحکم ویقول یا اھل القبور ھل لکم من خبر وھل عندکم من اثر الی ان اتیتکم ونادیتکم من شھور (باقی آگے)

اسی کے سماع بحال موت سے انکار رکھتے ہیں۔ اب ٹھکانے سے آگئے۔ مگر ہیہات کہاں تم اور کہاں حق کا قبول۔ واللہ المستعان علیٰ کل مستکبر جہول۔

ثالثاً:۔ صریح جھوٹے ہو کلام مشائخ میں نشان تخصیص مفقود بلکہ اس کے بطلان پر تنصیص موجود کیا انھوں نے موت کو منافی ادراک بتا کر شبہہ عذاب قبر وارد نہ کیا۔ کیا عود حیات سے اُس کا جواب نہ دیا۔ کیا خود ملا تفہیمی نے اپنے پاؤں میں تیشہ زنی کو نہ کہا کہ

"مقصود فقہاء نفی سماع عرفی و حقیقی مقصود می بود حاجت جواب دادن از مسئلہ عذاب قبر نبود"

فہل ھذا الا توجیہ بما لا یرضیٰ بہ قائلہ۔

تو قطعاً ثابت کہ وہ اس موت کو منافی مطلق ادراک مانتے اور اس کے ہوتے امور برزخ کا ادراک بھی منتفی جانتے ہیں۔ تو جب کلام روح پر محمول ہوا قطعاً آفت اعتزال سے نامعزول ہوا۔

عائدۂ ثالثہ:۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہاں سے واضح ہوا کہ عدم ادراک امور دنیویہ میں عذر باطل حجاب و حائل خشت و گل اور ملا تفہیمی صاحب کا عذر طمطراق اشتغال و استغراق کہ صـ ۶۲، ۶۳ میں لکھا:

"ارواح طیبہ مجردہ از ابدان بجہت استغال عبادت رب حقیقی و استغراق بکیفیت آن التفات باکوان و حوادث این عالم ندارند"

محض مہمل و ناروا و پادر ہوا تھے۔

اقول:۔ جب تم لوگ کلام مشایخ سے مستدل اور اُس کے اس معنی محال پر حامل ہو تو تمھیں ان اعذار باردہ کی کیا گنجائش۔

اوّلاً:۔ مشایخ تو نفس موت کو منافی ادراک اور اس کی وجہ انتفائے اصل قوت حساس و درّاک مان رہے ہیں۔ اور ان اعذار کا یہ حاصل کہ قوت مدرکہ تو موجود و کامل مگر حجاب حائل یا التفات زائل۔

ف عذر حائل و حیلۂ استغراق کا رد

marfat.com

اچھا سب جانے دو اگر سچے ہو تو لکھ دو کہ ہاں مردے احیاء کا کلام ضرور سنتے ہیں مگر نہ گوش بدن بلکہ قوت رُوح سے۔ کیا تم اسے کہہ سکتے ہو ہرگز نہ کہو گے۔ اب پردہ کھل گیا اور صاف ادراک رُوح کا انکار ظاہر ہُوا اور اپنے اسی دعوٰی پر کلام مشائخ ڈھالا۔ اور وہ موت و بے ادراکی و بے حسی کا سارا نزلہ روح پر لا ڈالا۔ تو اب کیا محل انکار ہے کہ یہ قطعاً مذہب معتزلہ فجار ہے۔ رہا یہ کہ وہ منکر عذاب ہیں۔ تم قائل عذاب اس تفرقے سے تمہارا اُن کا وُہ اتفاق زائل نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی پورا[1] وہابی اپنی نجدیت کے زور میں دعوٰی کر بیٹھے کہ سیدنا عیسٰی نبی اللہ صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ ضرور سولی دیئے گئے۔ یہود عنود نے انھیں قتل کیا تو اس سے یہی کہا جائے گا کہ تیرا یہ قول مذہب نصاریٰ ہے۔ کیا وُہ اس کے جواب میں کہہ سکتا ہے کہ سولی دیا جانا جس طرح وُہ مانتا ہے مذہب نصاریٰ سمجھنا محض غلط ہے۔ اسلئے کہ مذہب نصاریٰ یہ ہے کہ وہ کفارہ ہونے کیلئے سولی دیے گئے۔ معاذ اللہ۔ تین دن جہنم میں رہ کر خدا کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھے اور وہ شخص کہتا ہے کہ ہرچند سولی دیئے گئے۔ مگر کفارہ وغیرہ خرافات ہیں۔ کیا اس فرق کے سبب اس کا وہ قول مذہب نصاریٰ ہونے سے خارج ہو جائے گا۔

عائدہ ثانیہ:- وکانھا الاولٰی بعبارۃ اخصر میّت میں حیات نہیں اس سے مراد روح ہے یا بدن اگر بدن تو بحث سے محض بیگانہ اور اگر روح تو تم ہی مان کر اہلسنت سے خارج و بری اور اُن کی طرف اُس کی نسبت کر کے کذاب و مفتری ہوئے۔ اہلسنت ہرگز رُوح کو بے حیات نہیں مانتے۔ اگر کہیے موت مجازی تو مانتے ہیں۔

اقول:- ہاں مگر اُس کا اثر ادراکات روح پر اصلاً نہیں۔ کما مر مرارا خود مُلّا جی کی عبارت بے ہوشی مظہر حوالہ تفسیر عزیزی ابھی گزری اور تم صراحۃً وُہ موت مان رہے ہو جو نافی و منافی ادراک ہے۔ اسی کو کلام مشائخ سے نقل کرتے اور اسی پر انکار سماع کی بناء رکھتے ہو تو قطعاً موت حقیقی مراد لیتے ہو، اور اُسے روح کیلئے ماننا ہی اعتزال

[1] وہابیت کا کمال ہی نجدیت ہے ۱۲ منہ

شرح عقائد نسفی میں ہے:

"القضایا منہا ما ھی ممکنات فلا طریق الی الجزم باحد جانبیھا فکان من فضل اللہ ورحمتہ ارسال الرسل لبیان ذٰلک"

تفسیر کبیر میں ہے:

"کل ما جاز وجودہ وعدمہ عقلا لم یجز المصیر الی الاثبات او الی النفی الا بدلیل سمعی"

لاجرم اشتغال کے سبب عدم سماع کا شگوفہ مہمل و بیکار ہو کر رہ گیا۔ اور شرع مطہر سے جداگانہ دلیل کی حاجت رہی کہ یہ تلذذ و تألم مانع سماع ہیں۔ اگر دلیل نہیں اور بیشک نہیں تو آپ کا خذلان و خسران ظاہر و عیاں، ورنہ وہ دلیل ہی نہ دکھائیے عبث و ناتمام باتوں میں کیوں وقت گنوائیے۔

سابعًا:۔ اگر یہ اشتغال مانع سماع ہوتا۔ خواہ تمہاری ہوسات عاطلہ خواہ جہال فلاسفہ کے مقدمۂ باطلہ سے جس کی دھجیاں امام فخر الدین رازی وغیرہ علماء اڑا چکے کہ نفس آنِ واحد میں دو چیزوں کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ تو واجب کہ اہل برزخ کو کلام ملائک کا بھی سماع نہ ہوتا کہ استغراق مانع کے آگے سماع سماع سب ایک ہے حالانکہ تالی قطعًا باطل ہے تو یونہی مقدم۔ غرض استغراق کو امور برزخیہ و دنیویہ میں فارق بنانا چاہا تھا، وہ خود محتاج فارق ہے۔

ثامنًا:۔ العظمۃ للہ والفراغۃ الی اللہ، وہ موت کا تازہ صدمہ اٹھائے ہوئے روح جس[1] کا ادنٰی جھٹکا سو ضرب شمشیر کے برابر، جس کا صدمہ[2] ہزار ضرب تیغ سے سخت تر۔ بلکہ ملک الموت[3] کا دیکھنا ہی ہزار تلوار کے صدمے سے بڑھ کر۔ وہ نئی جگہ وہ نری تنہائی وہ ہر طرف بھیانک بیکسی چھائی، اس پر وہ نکیرین کا اچانک آنا، وہ سخت ہیبت ناک

---

[1] ابن ابی الدنیا عن الضحاک بن حمزۃ مرسلا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ [2] الخطیب فی التاریخ عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والحارث بن ابی اسامۃ بسند جید عن عطاء بن یسار مرسلًا ۱۲ [3] ابو نعیم فی الحلیۃ عن واثلۃ بن الاسقع عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲۔

marfat.com

مقابل اہلسنت کیا تھا کہ

"درشرح مواقف نوشتہ کہ تجویز قیام علم وقدرت وارادہ وسمع وبصر میت مذہب فرقہ صالحیہ از معتزلہ است"

ذی ہوش کو اتنی نہ سوجھی کہ اہلسنت نے کس دن موصوف بالموت موصوف بالادراک مانا تھا وہ تو جس کے لئے ادراکات مانتے ہیں اُسے ہرگز میّت نہیں کہتے، ہمیشہ زندہ جانتے ہیں۔ مگر ہاں اب آپ نے روح کو بھی میّت مانا اور عذابِ قبر ٹھیک کرنے کیلئے ادراکات برزخیہ بھی ثابت کئے۔ یہ عین مذہب طائفہ صالحیہ ہے۔ وہ بھی اسی طور پر قائل عذابِ قبر ہوئے ہیں۔ اسی مستخلص الحقائق مستند مائۃ مسائل کی عبارت جواب اول کی دلیل ہفتم میں گزری کہ صالحی کے نزدیک میت باوصف موت معذب ہوتا ہے نیز اسی کفایہ کی اسی بحث میں ہے:

"عن ابی الحسن الصالحی یعذب المیت من غیر حیاۃ اذا لحیاۃ عندہ لیست بشرط لثبوت العلم۔

نیز وہی امام عینی عمدۃ القاری میں بعد ذکر مذہب صالحی فرماتے ہیں:

"وھذا خروج عن المعقول لان الجماد لاحس لہ فکیف یتصور تعذیبہ۔

اگر کہئے ہم یہ ادراکات بعود حیات مانتے ہیں۔ بخلاف صالحی۔

اقول: ذرا ہوش میں آکر۔ بھلا اس عود حیات سے پہلے بھی روح کو ادراک امور برزخیہ تھا یا نہیں۔ اگر نہیں تو حجاب منکشف اور عذر منکشف ثابت ہوا کہ تم نے رُوح کو وُہی موت مانی جو منافی مطلق ادراک ہے۔ اب عام معتزلہ میں جا ملے۔ اور اگر ہاں تو عود حیات کا حیلہ اٹھ گیا۔ رُوح میت بحال ممات بعود حیات صاحب ادراکات تھی۔ اب معتزلہ صالحیہ میں جا ملے مفر کدھر۔ کیا یاد کروگے کہ کسی سے پالا پڑا تھا۔ ہاں بفراسن میں ہے کہ ان سب اقوال وابحاث کو در بارۂ بدن مانیے۔ اور روح کو اس تمام برودمات سے پاک ومحفوظ جانیے۔ بدن ہی کو مشایخ مردہ وبے فہم کہتے۔ اور

marfat.com

ایسے عظیم وقت میں شاید آپ کا استغراقی خیال تو یہی حکم لگائے کہ کھلے میدان میں توپ کی آواز بھی سننے میں نہ آئے مگر مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح حدیثیں ارشاد فرما رہی ہیں کہ ایسی حالت میں اتنے پردوں میں مردہ ایسی خفی آواز جوتوں کی چاپ سنتا ہے۔ جس کا تمھیں خود اعتراف ہے۔ اور وہی امام عینی مستند ماتہ مسائل شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں:

"فیہ ذھول عما ورد فی بعض الاحادیث ان صاحب القبر کان یسأل فلما سمع صریر السبتیتین اصغی الیہ فکاد یھلك لعدم جواب الملکین فقال لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القھما لئلا تؤذی صاحب القبر ذکرہ ابو عبد اللہ الترمذی"

"یعنی اس قائل کو یاد نہ رہا وہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ قبر والے سے سوال ہو رہا تھا اتنے میں جوتوں کی چاپ اس نے سنی۔ ادھر کان لگائے۔ جواب میں دیر ہوئی، قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جوتا پہن کر چلنے والے سے فرمایا انھیں اتار ڈال کہ مردے کو ایذاء نہ پہنچے۔ یہ حدیث امام ابو عبد اللہ محمد ترمذی نے ذکر فرمائی"

اور پھر وہ سننا بھی کاہے سے گوش سر سے جس کا ادراک بنسبت ادراک روح بہت قاصر و مقصور تو بداہۃً ثابت کہ احوال برزخ آپ کے اوہام عادیہ سے منزلوں دور اور عادات معہودۂ دار دُنیا پر اُن کا قیاس باطل و مہجور۔

عائدۂ رابعہ:۔ ادراکات رُوح مشروط بجسم ہیں یا نہیں علی الاوّل صحت اعتزال و علی الثانی تعلقات بدنیہ کی کمی بیشی سے اُس کے ادراکات میں تفاوت کس لیے توضیح مقام یہ کہ وہ جو ملا تفہیمی نے اہلسنت سے نقل کیا کہ ادراک الم و لذت کے لئے وقت تنعیم و تعذیب (جسے وقت ایلام و تعذیب کہا اور ان کے نصیبوں لذّت کے حصّے کا بھی الم ہی رہا)۔ ایک نوع حیات میّت میں آجاتی ہے۔ اور اس سے سماع لازم نہیں (قطع نظر اس سے کہ فقرۂ آن مستلزم سماع نیست عبارات مستندہ میں نہیں) یہ قول اہلسنت بھی قطعًا بدن ہی کے حق میں ہے کہ قبر میں عود حیات اُس کیلئے ہوتا ہے اور

ثانیاً:۔ وہ اس موت کو معانی مطلق ادراک بے تخصیص امور دنیویہ جان رہے ہیں اور تمھارے اعذار انھیں امورِ خارجیہ سے خاص۔

ثالثاً:۔ حائل وحجاب بدن پر ہے اور کلام روح میں۔

رابعاً:۔ پردۂ وحیلولت صرف مدفون کے لئے ہے۔ صرف بعد دفن صرف تا عدم انکشاف اور کلام عام بلاخلاف۔

خامساً:۔ تمھارے حاجب وحائل کا پردہ تو اُسی دن چاک ہوچکا جس دن مشائخ نے وقت سوال سماع آواز لغال تسلیم کیا۔ اور ملّا تفہیمی نے "در وقت سوال وجواب ہمہ قائل سماع اند" کا مژدہ دیا۔

سادساً:۔ عبادت سے اشتغال اور اُس کی کیفیت میں استغراق تو سب اموات کو عام نہ مانیے گا۔ یوں کہئے کہ منعم ہے تو لذّت نعمت یا معاذ اللہ معذب ہے تو عذاب کی شدت میں مستغرق ہونا مانع سماع ہے۔

میں کہتا ہوں[1] اس لذت یا الم کی حالت میں سماع محال ہے یا ممکن بر تقدیر اوّل دلیل استحالہ ارشاد ہو اور زیادہ تفصیل چاہئے تو مقصد اوّل نوع اوّل سوال اوّل کی تقریر یاد ہو بر تقدیر ثانی ممکن کی جانبین وجود وعدم یکساں اور بر زخ غیب اور غیب پر رجماً بالغیب حکم لگانا ضلالت وعیب اتم الحرمین ارشاد میں فرماتے ہیں:

"لا یقدر الحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما غاب عنا الا بسمع"

---

[1] تنبیہ اقول تبلّغ روح وادراکات روح بعد فراق میں اگر استصحاب ناکافی سمجھ کر ہمیں مدعی بھی مانیے، تو یہ دعوٰی ایسے نصوص قواطع واجماع ساطع سے ثابت جس میں موانق مخالف کسی کو مجال تامل نہیں۔ آخر مخالفین بھی تنعیم وتعذیب وادراکات امور برزخیہ مانتے ہیں۔ اس کے بعد مسئلہ نزاعیہ میں بداہتہً ظاہر ہمارے ساتھ ہے جب مدرک باقی ادراک باقی پھر جو نفی بعض مانے مدعی تخصیص وہ ہے دلیل پیش کرے اور اگر بالفرض بنظر ظاہر الفاظ عکس ہی مانیے تو ہمارا دعوٰی سماع ہے اور دلیل سمع۔ جسکا وجوب تسلیم واجب التسلیم اور ورود مقصد دوم وسوم میں روشن ہوگیا تو کسی مقدمے پر منع کی گنجائش نہیں۔ اور دعوٰی پر تو منع کے معنے ہی نہیں خصوصًا بعد اقامت دلیل لاجرم یا عذار بغصب منتسب استدلال ہیں اور اب بتقانون مناظرہ وظائف منعکس فاحفظ تحفظ ۱۲ منہ۔

marfat.com

ملّا جی اب تو ہمیں اجازت دیجئے کہ آپ ہی کے صفحہ عکس[1] حلق کے شکم زاد بول آپ ہی کے منہ پر پلٹ دیں کہ بیچارہ ،

"قنوجی عیارہ پختہ جنون خام کارہ کہ از روی کیش خویش کور و کر بل نعشت و حجر بلکہ از انہم بتر شدہ است بتصور اینکہ من ہر چہ خواہم نگاشت عامۂ مؤمنین بران اعتماد خواہند ساخت ہر چہ در شکم داشت از دہان برآورد افسوس کہ مامردمان رعایت این بیچارہ کہ شبہا دریں باب محنت کشیدہ بکردہ تغلیط وی ظاہر کردیم پس این معاملہ طشت از بام شد"

والحمد للہ ربّ العٰلمین وقیل بعداً للقوم الظّٰلمین ۔

جواب پنجم :۔ فرض کیا کہ وُہ معتزلہ نہیں ، مشایخ اہلسنت ہی ہیں ۔ مگر یہ مسئلہ کچھ فقیہہ نہیں ! صاحب مأۃ مسائل کو اقرار ہے کہ فقہ سے جُدا متعلقہ بہ اخبار ہے ۔ سائل نے سوال کیا تھا :

سماعت موتی کلام احیاء در شرع جائز است یا گناہ کدام گناہ آپ اس کے جواب میں اظہار علم فرماتے ہیں کہ عادت دتکیہ کلام سائل آنست کہ در ہر جامی پرسد جائز است یا گناہ کدام گناہ در نیمقام پرسیدن باین عبارت نمی سزد زیرا کہ جواز و گناہ در افعال و اعمال میشود و این متعلق باخبار است

اور جب مسئلہ علمِ فقہ سے ہے ہی نہیں تو حنفیت و شافعیت کی تخصیص یا تقلید بعض یا اکثر مشایخ سے اسے تعلق یعنی چہ متعلق باخبار ہے ۔ اخبار و احادیث کے خلاف غیر ماخذ سے اخذ کیا معنے غرض تمہید یہ اٹھا کر برخلاف نصوص صریحہ احادیث صحیحہ جواب یوں دینا :

"پس جواب این است کہ نزد اکثر حنفیہ سماعت موتی ثابت نیست"

اور پھر اُس میں بھی تصریحات جلیلۂ اصل ماخذ کے مقابل یہ توسع کہ ،

"چنانکہ از کافی و فتح القدیر حاشیۂ ہدایہ صراحۃً و اشارۃً کہ قریب بتصریح است معلوم میشود"

[1] وسنام نجومیہ میں ۱۳۸ کو فلح لکھتے ہیں جس کا عکس حلق ۱۲ منہ ۔

صورتیں دکھانا کہ آدمی دن کو ہزاروں کے مجمع میں دیکھے تو حواس بجا نہ رہیں۔ کالا رنگ[1] نیلی آنکھیں[2] دیگوں[3] کے برابر بڑی۔ برق کی طرح[4] شعلہ زن، سانس[5] جیسے آگ کی لپٹ، بیل[6] کے سینگوں کی طرح لمبے نوکدار[7] دانت۔ زمین پر گھسٹتے سر کے پیچیدہ[8] بال۔ قد قامت جسم وجسامت بلا قیامت کہ ایک[9] شانے سے دوسرے تک منزلوں کا فاصلہ۔ ہاتھوں[10] میں لوہے کا وہ گرز کہ اگر ایک بستی کے لوگ بلکہ جن[11] وانس جمع ہو کر اٹھانا چاہیں نہ اٹھا سکیں، وہ گرج[12] کڑک کی ہولناک آوازیں۔ وہ دانتوں[13] سے زمین چیرتے ظاہر ہونا۔ پھر ان آفات پر آفت یہ کہ سیدھی طرح بات نہ کرنا، آتے ہی جھنجھوڑ[14] ڈالنا، مہلت نہ دینا۔ کڑکتی[15] جھڑکتی آوازوں میں امتحان لینا۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ارحم ضعفنا یا کریم یا جمیل صل وسلم علی نبی الرحمۃ وآلہ الکرام وسائر الامۃ آمین آمین یا ارحم الرحمین۔

---

[1] (حدیث) الترمذی فی مسندہ وابن ابی الدنیا والآجری فی الشریعۃ وابن ابی عاصم فی السنۃ والبیہقی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) البیہقی فی عذاب القبر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ [2] حدیث اول وسوم۔ ابن المبارک فی الزہد وابن ابی شیبۃ والآجری والبیہقی عن ابی الدرداء وعن قولہ ۱۲ [3] (حدیث ۴) الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ [4] (حدیث ۲، ۵) ابو یعلی وابن ابی الدنیا عن تمیم الدارمی (۶) و ابوداؤد فی البعث والحاکم فی التاریخ والبیہقی فی عذاب القبر عن امیر المؤمنین عمر (۷) وابن ابی الدنیا عن ابی ہریرۃ (۸) وہو وابو نعیم والدیلمی والبیہقی عن عطاء بن یسار مرسلاً کلہم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ [5] حدیث پنجم ۱۲ [6] حدیث چہارم وپنجم ۱۲ [7] حدیث دوم وششم وہفتم [8] حدیث سوم ۱۲ [9] حدیث پنجم ۱۲ منہ [10] حدیث ششم وہفتم ۱۲ [11] حدیث پنجم ۱۲ [12] حدیث دوم چہارم پنجم ششم ہفتم ہشتم ۱۲ [13] حدیث دوم ششم ہفتم ۱۲ [14] حدیث دوم وہشتم [15] (حدیث ۹) احمد وطبرانی فی الاوسط والبیہقی وابن ابی الدنیا عن جابر (۱۰) وابن ابی عاصم وابن مردویہ والبیہقی بوجہ آخر عنہ (۱۱) والآجری فی الشریعۃ عن ابن مسعود کلاہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۱۲ منہ ۔

marfat.com

عقائد میں کتاب وسنت واجماع امت وسوادِ اعظم اہلسنت کا اتباع ہے۔ اس لئے کہ سردار رسول نے ہمیں بتا دیا کہ اجماع ضلالت پر ناممکن اور سوادِ اعظم کا خلاف ابتداع ہے۔

اب "کتاب مجید" دیکھئے تو بلاشبہ ثابت فرما رہی ہے کہ روح میّت نہیں، روح بے ادراک نہیں، روح کے ادراک بدن پر موقوف نہیں، رُوح فنائے بدن کے بعد باقی و مدرک رہتی ہے۔ برخلاف ان عبارات مشائخ کے جنھیں تم نے روح پر حمل کرکے صریح کتاب اللہ کے خلاف کر دیا۔ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنیے تو کیسی صریح وصحیح وجلیل وجزیل حدیثیں سماع موتیٰ ثابت فرما رہی ہیں جنھیں سُن کر پتھر بھی موم ہو جائے۔

اجماع مانگیے تو اُس کی نقول اوپر منقول سوادِ اعظم درکار، تو اس کا نمونہ مقصد سوم سے آشکار۔ یارب پھر خلاف کی طرف راہ کدھر۔ بھلا یہ تو برزخ ومعاد کا مسئلہ ہے، جن کے لئے کوئی فصل وباب کتب فقہ میں نہ پائیے گا کہ وہ بحثِ فقیہہ سے یکسر جدا ہیں کسی قول یا فعل کا موجب کفر ہونا تو خود افعال مکلفین ہی سے بحث ہے۔ اس کے بیان کو کتب فقہ میں باب المرتد مذکور اور صدہا اقوال وافعال پر انھیں مشائخ کے بیشمار فتوائے کفر مسطور۔ مگر محققین محتاط تارکین تفریط وافراط باآنکہ سچے دل سے حنفی مقلد اور ان مشائخ کرام کے خادم ومعتقد ہیں زینہار اُن پر فتویٰ نہیں دیتے اور حتی الامکان تکفیر سے احتراز رکھتے بلکہ صاف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روایت ضعیفہ اگرچہ دوسرے ہی مذہب کی دربارۂ اسلام مل جائے گی۔ اسی پر عمل کریں گے اور جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہو لے کافر نہ کہیں گے۔

وہی درمختار جس میں اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ الخ تھا، اسی میں ہے:

الفاظ تعرف فی الفتاوی	یعنی الفاظ کفر کتب فتاوٰی میں معروف
بل افردت بالتالیف مع انہ	ہیں بلکہ ان کے بیان میں مستقل کتابیں
لا یفتی بالکفر بشیٔ منھا الا فیما	تصنیف ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ کہ

marfat.com

اگر حدوث زیادت تعلق بالبدن وقت انعام وایلام وسوال کو رُوح کے لئے عودِ حیات سے تعبیر بھی کیجئے تو اس سے اگر فرق پڑے گا تو ادراکاتِ جسمانیہ میں جس کا حاصل تفاوت آلیت بدن کی طرف آئل مگر اہل سنت کے نزدیک ادراکاتِ رُوح بدن پر موقوف نہیں تو وُہ ان تعلقات حادثہ سے پہلے بھی ویسے ہی مدرکہ عالمہ مبصرہ سامعہ تھی، جیسی ان کے بعد یہ تفاوت کہ ایک نوع حیات ملتی ہے جس سے ادراک لذت والم تو ہو اور سماع نہ ہو وہاں ناشی نہیں۔ آخر یہاں گھٹا بڑھا کیا یہی بدن سے تعلق پھر اس سے ادراکات روح کو کیا علاقہ تھا کہ اُس کے تفاوت سے وہ متفاوت ہوں بخلافِ بدن کہ اُس کے ادراکات بنفسہٖ نہیں بلکہ تعلق روح ہی کے باعث ہیں۔ اور تعلقات متفاوت تو وقت مفارقت سلب کلی ادراک ہوگا۔ اور جتنا تعلق بڑھتا جائے گا ادراک بڑھے گا۔ لہٰذا ممکن کہ تعذیب وتنعیم کے لئے تعلق کے مدارج متوسطہ سے وُہ درجہ دیا جائے کہ بدن صرف ادراک لذّت والم کا آلہ قرار پائے۔ اُس کے ذریعہ سے سماع وابصار ہا تحقق نہ آئے۔ اور سوال وکلام کے لئے اس سے اعلیٰ درجہ ملے جسکے باعث سمع بدن کا بھی رستہ کھلے اور وجہ وہی کہ یہ سب امور روح وجسم دونوں سے متعلق ہیں۔ تنعیم وتعذیب میں مشارکت بدن کو صرف اسی قدر درکار اور سوال میں شرکت کو سمع بھی مطلوب۔ غرض کلام اہلسنت بدن پر محمول کیجئے۔ اور یقیناً یہی ہے تو آپ کا مطلب فوت، محنت رائیگاں، اور خواہ مخواہ روح کے گلے باندھیے۔ تو ضلال اعتزال نقد وقت ہے مفر کہاں۔

بالجملہ بحمداللہ تعالیٰ توفیق الٰہی رفیق اہلسنت اور خذلان وحرمان نصیب اہل بدعت ہے۔ جو تیر اُن کی کمان سے وصل پاتے ہیں فصل سے پہلے اُنہی کے مُنہ پر پلٹا کھاتے ہیں۔ علمائے اعلام کے جتنے کلام بہزار جانکاہی اپنی دلیل بنا کر لاتے ہیں۔ وُہ اُنہی کے دشمن قاتل اور اہلسنت کے سچے دلائل بن جاتے ہیں۔ الحمدللہ اب ملّاجی کا ہاتھ یکسر خالی ہوگیا۔ اس ساری بحث میں ان کی تمام چہ میگوئیوں کا حرف بحرف قلع قمع ہولیا۔

marfat.com

بین اجماع ہرگز نہ ہوگا۔ اور معاذ اللہ ان میں سے کسی کا انکار ہو تو اجماع رک نہیں سکتا۔ لہٰذا تمام فتاوی و نقول سے قطع نظر کر کے مسائل اجماعیہ میں حصر فرما دیا جب یہاں یہ حال ہے تو ہمارا مسئلہ جس میں نہ فعل مکلف نہ حلت و حرمت بلکہ ایک امر برزخ کے ثبوت و عدم ثبوت کی بحث ہے کیوں کتاب و سنت و اجماع امت و سواد اعظم سادات ملت سے منقطع ہو کر مرہون نقول بعض کتب فقیہہ ہونے لگا ھٰذا ھو حق التحقیق والحق احق بالتصدیق۔

جواب ششم۔ اقول: سب جانے دو۔ یہ بھی مانا کہ یہ قول مشایخ یہاں حجّت اور فی نفسہ قابل قبول و متابعت ہے۔ اب اس سے زیادہ تو تنزل کا کوئی درجہ نہیں۔ تاہم ہم پر اس سے احتجاج اصلا موجہ نہیں۔ کسی دلیل کا فی نفسہ کافی و صالح تعویل ہونا اور بات، اور اس سے ثبوت و اتمام حجت ہو جانا اور مثلاً قیاس دلیل شرعی ہے۔ مگر نص کے آگے نامقبول حدیث صحیح آحاد حجت شرعیہ ہے۔ مگر اجماع کے سامنے غیر معمول و علیٰ ہٰذا القیاس ولہٰذا حدیث کی صحت حدیثی و صحت فقہی میں زمین آسمان کا فرق ہے جس کی تحقیق انیق فقیر کے رسالہ "الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی" میں ہے۔ ان مشائخ کے اگر یہ قول ہیں تو صدہا اکابر اعلام کے ارشاداتِ جلیلہ ہماری طرف ہیں۔ جن کا ایک نمونہ مقصد سوم نے ظاہر کیا اور اُن میں اجلۂ ائمہ و مشائخ و علمائے حنفیہ بھی ہیں۔

تم نے پانچ متاخرین کے قول ذکر کئے۔ ہم نے پچاس سے زائد ائمہ و علمائے حنفیہ مجتہدین فی المذہب و فقہاء النفس و عمائد محققین سلف و خلف کے ارشادات

---

[1] اس کا سوال شہر ارکاٹ سے آیا تھا۔ لہٰذا تاریخی لقب "اعز النکات بجواب سوال ارکات" ہے۔ یہ رسالہ غیر مقلدوں کے اس مشہور مغالطہ کے رد بلیغ میں ہے کہ امام اعظم نے خود فرما دیا ہے۔ جب حدیث صحیح ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ ایک غیر مقلد نے یہ اعتراض بہت طمطراق سے چھاپا اور حنفیہ سے طالب جواب ہوا۔ یہاں بھی وہ پرچہ بھیجا جس کے جواب میں بفضلہ تعالیٰ یہ مختصر و نافع رسالہ تحریر ہوا ۱۲ منہ [2]

---

[2] یہ رسالہ مکتبہ قادریہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور سے مل سکتا ہے۔

marfat.com

محض بیجا و بے محل واقع ہُوا۔ اس جواب کی طرف بھی تصحیح المسائل میں اشارہ فرمایا۔ حیث قال:

"در حقیقت این مسئلہ از علم فقہ ہم نیست چنانچہ مجیب نیز درینجا اقرار نمودہ"۔

اقول: ۔ صدر کلام میں واضح ہو چکا کہ یہ کلام ہمارے آئمہ، مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں۔ استدلال مسئلہ منصوصہ میں طبع آزمائی مشایخ ہے۔ فقہیات میں آئمہ، کرام کے بعد مشائخ اعلام کی تقلید بھی علی الراس والعین کہ علینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ کما لو افتونا فی حیاتھم مگر ع

ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانے دارد!

موافق مخالف سب اہل عقول کا قدیمی معمول کہ ہر فن کی بات اسی کی حد تک محدود مقبول۔ تحقیق حلال و حرام میں فقہ کی طرف رجوع ہوگی۔ اور صحت و ضعفِ حدیث میں تحقیقات فن حدیث کی طرف طبی مسئلہ نحو سے نہ لیں گے نہ نحوی طب سے۔

علماء فرماتے ہیں، شروح حدیث میں جو مسائل فقہیہ کتب فقہ کے خلاف ہوں مستند نہیں۔ بلکہ تصریح فرمائی کہ خود اصول فقہ کی کتابوں میں جو مسئلہ خلافِ کتب فروع ہو معتمد نہیں۔ بلکہ فرمایا، جو مسئلہ کتب فقہ ہی میں غیر باب میں مذکور ہو، مسئلہ مذکورہ فی الباب کا مقاوم نہ ہوگا کہ غیر باب میں کبھی تساہل راہ پاتا ہے۔ وقد بینا کل ذٰلک فی رسالتنا المبارکۃ انشاء اللہ تعالیٰ فصل القضاء فی رسم الافتاء۔

تو جو فرق مراتب گما کر خلط مبحث کرے جاہل ہے یا غافل ذاہل برزخ و معاد امورِ غیبیہ ہیں جن میں قیاس و اجتہاد کو دخل نہیں۔ اُن کا پتہ تو نبی امین الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ارشاد سے چل سکتا ہے۔ نہ مشایخ کی رائے سے بلکہ علمائے کرام کو اس میں اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں؟ اللہ کو ایک رسول کو سچا، جنت و نار کو موجودہ، سوال و جواب و نعیم قبر کو حق جاننے میں انہیں کا کوئی محل نہیں کہ فلاں فلاں مشایخ ایسا فرماتے تھے محض اُن کے اعتبار پر مان لیا ہے۔ ہاں!

marfat.com

پھر ثبوت سماع موتٰی میں کیا محل کلام رہا۔ جب قوت سماع حاصل اور خود خارج کی آواز سُننا سمجھنا ثابت تو آواز آواز سب ایک سی اور فرق تحکم باطل وعلی التنزل یہ ایجاب جزئی اس سلب کلی مشایخ کا ضرور نقیض ومبطل تو جس کلام کو خود باطل مان چکے اُس سے استناد ہوس عاطل۔

تاسعًا:۔ بحث ایک امر کے وجود وعدم نفس الامری میں ہے وہ مشایخ نافی اور یہ آئمہ مثبت ہیں۔ مثبت مقدم۔

عاشرا:۔ اگر بالفرض دونوں پلے ہر طرح برابر ہوں تو امر مستوی رہا اور سماع ماننے میں نفع بے ضرر ہے کہ جب مردوں کو مدرک جانیں گے۔ قبور کے پاس کلام بیجا سے باز رہیں گے۔ افعال منکرہ سے حیا کریں گے اور پتھر جانا تو بیباک ہوں گے۔ یُوں بھی انکار سماع میں ضرر واندیشۂ ضیر ہے اور اثبات سماع محض نفع وخیر ہے۔ ختم اللہ تعالٰی لنا علٰی محض نفع وخیر وحفظنا من کل ضر وضیر والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد والہٖ وصحبہٖ اجمعین آمین ٥

وہ تین جواب اُن کے صغرٰی پر عائد تھے۔ یہ تین اُن کے کبرٰی پر وارد اور اُوپر گزارش ہو چکا کہ یہ ارخائے عنان ہے۔ حق تحقیق وحقیقت حق جواب اوّل سے عیاں ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین ٥

فقیر نے اس مسئلۂ یمین وکلام ام المؤمنین کے متعلق بحث کو زیر حدیث ٥م وحدیث ٥١ بشرط جواب مولوی مجیب صاحب دور آئندہ پر محوّل رکھا تھا۔ مگر اللہ عزّوجل دارین میں جزائے خیر وافی ووافر عطا فرمائے مولٰنا المکرم ذی الفضل والکرم ناصر سنن کاسر فتن محبّ دین متین صدیقنا مولوی محمد عمر الدین سنی حنفی قادری مجیدی نزیل بمبئی سلمہ اللہ تعالٰی کو کہ اس بحث نفیس وجلیل ومہم کی تحریر وتحبیر پر مصر ہوئے۔ جس کے باعث ہنگام طبع کتاب دونوں مقام مذکور میں ان مباحث کی طرف عود کے وعدے بڑھائے گئے۔ خیال تھا کہ ایک آدھ جز لکھ دیا جائے گا۔ جو مقصد سوم کی کسی

marfat.com

اتفق المشایخ علیہ کما سیجئی قال فی البحر وقد التزمت نفسی ان لا افتی بشیء منہا۔

ان میں سے کسی کی بنلو پر فتوای کفر نہ دیا جائے گا۔ مگر جہاں سب مشایخ کا اتفاق ثابت ہو جیسا کہ عنقریب کلام مصنف میں آتا ہے۔ بحر الرائق میں فرمایا میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ان میں سے کسی پر فتوی نہ دوں۔

تنویر الابصار میں ہے:

لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن ولو کان فی کفرہ خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ۔

کسی مسلمان کے کفر پر فتوی نہ دیا جائے جبکہ اس کا کلام اچھے پہلو پر اتار سکیں یا کفر میں خلاف ہو۔ اگرچہ ضعیف ہی روایت ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"قال الخیر الرملی اقول ولو کانت الروایۃ لغیر اھل مذھبنا ویدل علی ذلک اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعا علیہ۔

یعنی علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار نے فرمایا کہ اگرچہ وہ روایت دوسرے مذہب مثلاً شافعیہ یا مالکیہ کی ہو۔ اس لئے کہ تکفیر کیلئے اس بات کے کفر ہونے پر اجماع شرط ہے۔

یہ علامہ بحر سایب البحر ..... علامہ خیر رملی و مدقق علائی در بارۂ تقلید جیسا تصلب شدید حق وسد ید رکھنے والے ہیں انکی تصانیف جلیلہ بحر و اشباہ و رسائل زینیہ و در و فتاوی خیریہ وغیرہا کے مطالعہ سے واضح مگر یہاں انکے کلمات دیکھئے کہ جب تک اجماع نہو فتوی مشایخ پر عمل نکریگے ہم نے التزام کیا ہے کہ اس پر فتوی نہ دیں گے تو وجہ کیا وہی کہ یہ بحث اگرچہ افعال مکلفین سے متعلق ہے مگر فقہ کا دائرہ تو حیثیت حلال و حرام تک منتہی ہو گیا آگے کفر و اسلام اگرچہ یہ اعظم فرض وہ اخبث حرام مگر اصالۃً اس مسئلہ کا فن علم عقائد و کلام وہاں تحقیق ہو چکا ہے۔ کہ جب تک ضروریات دین سے کسی شے کا انکار نہ ہو کفر نہیں تو اونکی خبر

مصداق منیف ہوئے اور عالی ہمتانِ زمن محبّانِ دین وسنن حاجی اسحاق آدم صاحب صباغ پلنبدری وحاجی ابو حاجی حبیب صاحب پلنبدری میمن امین حفظہما اللہ تعالیٰ عن الفتن والمحن کو جن کی ہمتِ بلند سے اصل کتاب اور جامع فضائل قامع رذائل۔ مولٰینا مولوی محمّد اسمٰعیل صاحب قادری نقشبندی شاذلی سلمہ اللہ العلی الولی کو جن کی سعی جمیل سے یہ اجزائے تذییل جلیل منطبع اور اہلسنت ان جواہر دنیہ سے منتفع ہوئے۔ دُعائے عفو وعافیت وخیر وبرکات دنیا وآخرت سے یاد فرمائیں۔

صحیح حدیث میں ہے پس پشت اپنے بھائی مسلمان کے لئے دُعاء پر ملآئکہ کہتے ہیں:

آمین ولک بمثل۔ تیری یہ دُعا قبول اور اسکے مثل تجھے بھی حاصل۔

والحمد للہ ربّ العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیّدنا ومولٰینا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

الحمدللہ! آج اس رسالہ سے "تصانیف فقیر" کا عدد ایک سو اسّی ہوا۔ اکرم الاکرمین جل جلالہٗ قبول فرمائے۔ اور فقیرِ حقیر واہلسنت کیلئے دارین میں حجّت نجات بنائے آمین۔

حسنِ اتفاق یہ کہ یہ رسالہ سمع ارواح کے باب میں ہے اور شمارِ تصنیف میں ایک سو اسّی، اور اسمائے الٰہیہ میں صفت سمع پر دالّ اسم پاک سمیع ہے اس کے عدد بھی یہی۔ ۱۸۰

نسأل السّمیع ان یسمع دعواتنا ویستر عوراتنا ویؤمن روعاتنا ویقضی حاجاتنا ویغفر سیاٰتنا ویصلی ویسلم و یبارک علیٰ سیّدنا الکریم النبی المکین محمّد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ کان ذلک لیوم ھو اوّل[1] النّصف الاٰخر من اٰخر النّصف

---

[1] یہ اجتماع بھی حسنِ اتفاق سے ہے۔ ہزار دوم کی صدی چہارم کا عشرہ دوم ۱۳۱۱ھ کے شروع سے ۱۳۲۱ھ کے آغاز تک ہے۔ اور اس عشرہ کے نصف اخیر کا اوّل ابتدائے ۱۳۱۶ھ اور سال کے نصف اوّل کا اخیر ماہ جمادی الآخرہ اسکے نصف اخیر کا اول تاریخ ۱۶۔ تو حاصل یہ ہوا کہ ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۶ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ آمین ۱۲ منہ

marfat.com

دکھا دیئے۔ جن میں خود اُن پانچ سے بھی امام نسفی و امام عینی و امام ابن الہمام شامل۔ اُدھر اگر ایک کتاب میں اکثر مشایخنا کا لفظ لکھا ہے۔ تو ادھر متعدد کتب میں اجماع اہلسنت مذکور ہوا ہے۔ اب دو راہیں ہیں تطبیق و ترجیح۔ ان میں تطبیق ہی اولیٰ و اوّل اور بتصریح علماء حتی الوسع اسی پر معوّل، اسے اختیار کیجئے تو بحمداللہ سبیل واضح ہے کہ اثبات سماع روح کے لئے ہے۔ اور انکار سماع بدن پر محمول۔ اس کی تقریر اور اُسکے منافع و فوائد کی تذکیر جواب اوّل میں مفصّلاً تحریر اور اگر توفیق بھی نہ ملے تو بہت خوب باب ترجیح کھلے، یُوں بھی باذنہٖ تعالیٰ میدان ہمارے ہی ہاتھ رہے گا۔

اوّلاً:۔ ہماری طرف احادیث کثیرہ ہیں، تمھاری طرف ایک بھی نہیں۔ کتنی حدیثوں میں سُن چکے کہ:

"انّ المیّت لیسمع"۔ "بیشک مُردہ سُنتا ہے۔

یہ بھی کسی حدیث میں آیا کہ؛

"المیت لایسمع"۔ مردہ نہیں سنتا۔

اور یہی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ لا یعدل عن درایۃ ما وافقتھا روایۃ کما فی الغنیۃ ورد المحتار۔

ثانیاً:۔ روح کی موت و بے ادراکی اور اُس کے ادراکات کا جسم پر توقف کہ تمھارے طور پر مفاد کلام مشایخ ہے، کتاب اللہ کے خلاف و معارض ہے۔

ثالثاً:۔ اجماع اہلسنت کے مناقض ہے۔

رابعاً:۔ خود اُن کا کلام مضطرب و متناقض ہے۔

خامساً:۔ بوجوہ قاہرہ مجروح و مرجوح ہے۔

سادساً:۔ عمل علی البدن نہ مانو محتمل تو ہے اور محتمل صالح معارضہ نہیں۔

سابعاً:۔ اگر کوئی حدیث اثبات سماع میں نہ ہوتی تو سلام خود منصوص و مجمع علیہ ہے۔ اور کلام کا ظاہر سے صرف و عدول باجماع علماء مردود و مخذول۔

ثامناً:۔ تم خود مان چکے کہ مردے زائروں کا سلام سنتے ہیں۔ (مائۃ مسائل جواب سوال ۱۹)

marfat.com

تجدید تعدید!

صفحہ ۸۰ پر معلوم ہو لیا کہ شمار احادیث واقوال علماء اصل کتاب میں جس قدر مذکور تھے اس کا بھی استیعاب نہ کیا۔ پھر اس ذیل مبارک کا اضافہ علاوہ۔ لہٰذا از سرِ نو تجدید شمار مناسب۔

احادیث پچہتر ہیں۔ ۶۰ متن میں دو کا پتا حاشیہ ص۳، ایک کا حاشیہ ص۶۵، آٹھ کا ص۵ دو حدیث ائمۂ اہلبیت طہارت کا ص۱۳۲ پر دیا پانچ ص۲۲، ۲۸۰، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸ پر مذکور ہوئیں۔ ازیں جملہ دو صفحہ اخیرہ کی حدیثیں۔ اسلئے کہ احادیث سلام میں کثرت وافرہ ہے۔ اُنہی کی کیا تخصیص نہ گنیے تو شمار ۷۵ رہا۔

آئمہ وعلماء دو سو پانچ ہیں۔ صحابہ ۲۹۔ ۱۱ متن میں ص۴ پر مذکور ہوئے۔ ۱۰ کا دیں پتہ دیا۔ عبداللہ بن سلام وام المؤمنین صدیقہ حاشیہ ص۸ پر معدود ان کی تقریر ص۴۱ ان کے ارشادات واسنادات ص۴۵، ۴۷، ۴۹، ۲۵۶، ۲۵۷-۲۵۸ بلکہ ۲۵۰ پر بھی ہو چکے اُن کے علاوہ مغیرہ بن شعبہ وافضل الاولیاء امیر المؤمنین صدیق اکبر وعمران بن حصین و سمرہ بن جندب ص۵ عبداللہ بن ابی فروہ ص۵۶ سعد بن ابی وقاص حاشیہ ص۶۹ پر مذکور رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

تابعین ۲۱۔ ۱۲ متن میں ص۴، ۵۷ بسمات حاشیہ ص۸ پر امام زین العابدین وامام حسن مثنیٰ ص۱۷۶ سعید بن المسیب ص۴۰ حبان بن ابی حیلہ ص۴۰ ابو قلابہ ص۴۸ وابن مینا ص۴۸ سلیم بن عمیر ص۹۵۔ ان کے سوا سلیم بن عامر ص۳۷ عبید بن مرزوق ص۶۵۔

تبع تابعین ۴۔ تین متن میں ابن ابی جیح حاشیہ پر۔

بقیۂ علمائے نوعین: ۱۵۔ ۸۴ متن ۵۵ حاشیے میں اُن کے علاوہ امام اجل احمد بن حنبل وامام ضیائی مقدسی وامام ابوبکر ابن العربی مالکی ص۶۸ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام صاحب فتح القدیر جنھیں وہابیہ نے خود اسی مسئلہ میں براہِ جہالت مستند جانا ص۱۹۸

marfat.com

فصل میں بطور فائدہ اندراج پائے گا۔ طبیعت علیل ذہن کلیل مدت معالجات طویل جس کے سبب قوت ضعف معاذ اللہ تا حد تعطیل با آیں ہمہ نام فرصت معدوم و قلیل روزانہ امصار و اقطار سے ورود فتاوی کثیر و جزیل مگر جب لکھنا آغاز ہوا بارگاہ واہب الفیض عز جلالہ سے در فیوض باز ہوا بحمد اللہ تعالیٰ وہ جواہر عالیہ و زواہر غالیہ عطا ہوئے کہ فقیر حقیر کی حیثیت و لیاقت سے بدرجہا وراء تھے۔ لہٰذا اس تذییل جلیل کو رسالۂ مستقلہ کیا اور بلحاظ تاریخ الوفاق المتین بین سماع الدفین و جواب ۱۳۱۶ الیمین لقب دیا جو با انصاف بے اعتساف اسے دیکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ بدل صاف شہادت دے گا کہ مسئلۂ یمین آج حل ہوا جسے مخالف موافق، موافق مخالف سمجھا کرتے تھے۔ اُس کا عقدہ اب منحل ہوا جن کلمات کو مخالفین اپنی دلیل بنایا کرتے اب وہ کلمے خود انھیں کو ذلیل بنائیں گے۔ جن اقوال کو موافقین محتاج جواب سمجھے، اب اُنہی کو اپنی دلیل بنائیں گے۔ اور اُس کے ساتھ ہی "تفہیم المسائل" کی ساری بالاخوانیاں بھی نیچی پڑیں۔ صبح سنت شرق حق سے چمکی۔ باطل کی ظلمتیں دھواں بن کر اُڑیں یہ سب بحمد اللہ تعالیٰ ادنیٰ تصدق کفش برداری اعلیٰ حضرت سید العلماء المحققین سند الفضلاء المدققین حامی السنن ماحی الفتن حجۃ الخلف بقیۃ السلف اعلم علماء العالم سیدنا الوالد الماجد الاکرم حضرت مولینا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب حنفی قادری برکاتی و کمترین برکات خاکبوسی آستانِ فیض نشانِ اقدس حضرت امام العرفاء الکاملین سنام الاولیاء الواصلین بدر الطریقۃ بحر الحقیقۃ حبر الشریعۃ اقوی الذریعۃ سیدی و مولائی و مرشدی و کنزی و ذخری لیومی و غدی حضور سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہما و اتم نورہما و نور قبورہما و قدس سرہما و اعاد علینا فی الدارین برکاتہما و رزقنا بمنہ برہما آمین الٰہ الحق آمین ھی و الحمد للہ رب العلمین ۰

جو اہلسنت ان حروف سے نفع پائیں، مامول کہ دونوں حضرات عالیہ کو ایصالِ ثواب فاتحۂ فاتحہ سے شاد فرمائیں۔ اور اس فقیر حقیر اور مولینا مولوی محمد عمر الدین صاحب موصوف کو، کہ اس نفیسۂ جلیلہ کے محرک تالیف اور الدال علی الخیر کفاعلہ کے

marfat.com

جدول

اقوال علماء پونے چار سو ہیں ۳۰۵ سلسلہ وار شمار اور ان کی فہرست اس جدول سے آشکار

نام	صفحہ	نام	صفحہ
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	۳۰	امام ابن حجر مکی	۶۸
سیرۃ حلبی	۳۰	علامہ طاہر	۶۸
مرقاۃ	۳۱	امام ابوالقاسم قشیری	۸۹
ابن جریر طبری	۴۱	سیدی ابوسعید خراز	۸۹
احکام کبری	۴۱	حضرت ابوعلی رودباری	۸۹
ابن عبدالبر	۵۲	حضرت ابراہیم بن شیبان	۹۰
سید سمہودی	۵۳	حضرت ابویعقوب نہرجوری	۹۰
امام قرطبی	۵۳	سیدی علی خواص	۹۵
شرح الصدور	۵۴	امام شعرانی	۹۵
مدارج شریف	۶۱	امام ابن حجر ہیثمی	۹۵
امام ابن الصلاح	۶۷	امام شہاب الدین شارح منہاج	۹۵
امام ضیا	۶۸	عقود الجمان	۹۵
امام عسقلانی	۶۸	ردّ المختار	۹۵
امام سخاوی	۶۸	مرقاۃ وشرح لباب	۹۵
امام احمد	۶۸	نصاب الاحتساب	۱۴۸
امام ابن العربی	۶۸	شیخ ابراہیم کردی	۱۵۸

marfat.com

الاوّل من اول النصف الأخر من العشر الثانية من السمائة
الرّابعة من الالف الثانی من هجرة سيّد المرسلين مولى
الأمال ومولى الامالى صلى الله تعالىٰ وسلم وبارك عليه وعلىٰ اٰله
وصحبه وذريته وحزبه وعياله قدر حسنه وجماله وجوده
ونواله آمين. والحمد لله رب العٰلمين. سبحٰنك اللهم و
بحمدك اشهد ان لّا اله الا انت استغفرك واتوب اليك
سبحٰن ربك رب العزّة عمّا يصفون وسلم علىٰ المرسلين ٥
والحمد لله ربّ العٰلمين ٥

marfat.com

قطعۂ تاریخ طباعت

از قلم: عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری

زیرِ نظر کتاب حیات الموات ہے
تصنیف کیا ہے چشمۂ آبِ حیات ہے

کوئی دلیل تیری کسی سے نہ رد ہوئی
کلکِ رضا کے زور تیری کیا ہی بات ہے

قائم نصوص اس پہ کیے چار سو پچاس
مرتا ہے جسم، روح کو دائم ثبات ہے

منکر سماعِ موتیٰ کا ہے جو بھی بے بصر
اس کے لیے تو روزِ منور بھی رات ہے

سرمایۂ ملت کا نگہبان کہیں جسے،
احمد رضا بریلوی ہی کی وہ ذات ہے

وہ چودھویں صدی کا مجدد ہے بے گماں
علم و عمل میں فرد ہے، والا صفات ہے

اختر ہے یہ کتاب نشورِ تجلیات
یا مہرِ درخشاں کے اجالوں کی بات ہے

۱۴۰۶ھ
۱۹۸۶ء

marfat.com

۲۳۰، ۲۲۱، ۲۲۲ - امام رکن الدین ابوبکر محمد بن عبدالرشید کرمانی حنفی صاحب جواہر و علامہ شمس الدین محمد قہستانی صاحب جامع الرموز ص۱۲۴ صاحب نتاوی غرائب ص۱۲۰ صاحب نصاب الاحتساب ص۱۴۸ علامہ محمد بن یوسف بن علی دمشقی صالحی صاحب عقود الجمان ص۹۵ علامۃ الوجود امام ابوالسعود عمادی مفتی دیار رومیہ صاحب ارشاد العقل ص۱۹۱ علامہ عزیزی صاحب سراج المنیر شرح جامع صغیر ص۱۹۲ -

اور ہاں ذریت اسمٰعیلی کا دم چھلا تو رہا ہی جاتا ہے۔ خود ذیہوش کامل صاحب تفہیم المسائل کہ سماع موتی کا سخت منکر اور آپ ہی جا بجا قائل ص۲۴۲، ۲۴۶، ۲۶۳، ۲۶۴

marfat.com

شرح صحیح مسلم (۶ جلد)

تصنیف:
علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی

اس صدی کی بہترین شرح جس میں عصر حاضر کے جدید مسائل کا محققانہ حل پیش کیا گیا ہے۔

● ——— یہ شرح قارئین کو دوسری شرحوں سے بے نیاز کر دے گی۔

اشعۃ اللمعات (۴ جلد)

شرح مشکوٰۃ

تصنیف منیف:
عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ و حواشی
حضرت علامہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مدظلہ العالی
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

بخاری شریف مترجم (۴ جلد)

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری

سنن نسائی مترجم (۳ جلد)

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر نسائی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ مولینا دوست محمد شاکر و مولینا حافظ محمد عبدالستار قادری

جامع ترمذی مترجم مع شمائل ترمذی (۲ جلد)

محدث جلیل امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولینا علامہ محمد صدیق سیدی ہزاروی

مشکوٰۃ شریف مترجم (۳ جلد)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ

مترجم فاضل شہیر مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری

سنن ابن ماجہ مترجم (۲ جلد)

امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ الربعی القزوینی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری

طحاوی شریف مترجم (۲ جلد) مع خلاصۃ مضامین (سیٹ چار جلد پر مشتمل)

محدث جلیل امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مترجم: علامہ محمد صدیق ہزاروی مترجم ترمذی شریف و ریاض الصالحین

تقدیم: علامہ غلام رسول سعیدی شارح مسلم شریف

سنن ابوداؤد شریف مترجم

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی رحمۃ اللہ علیہ (۲ جلد)

مترجم: مولینا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری

ریاض الصالحین مترجم (۲ جلد)

شیخ الاسلام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی

مترجم: مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ

تقدیم: محمد عبدالحکیم شرف قادری

فرید بک سٹال ◎ ۳۸۔ اردو بازار ◎ لاہور ۲ فون ۷۳۱۲۱۷۳ / ۷۲۲۴۸۹۹

marfat.com

نام	صفحہ
حضرت میرابوالعلی	۱۵۸
محمد کتبی مکّی	۱۶۸
جمال بن عبداللہ مکّی	۱۶۹
حسن بن ابراہیم مکّی	۱۶۹
احمد زین مکّی	۱۶۹
محمد بن عزب مدنی	۱۷۰
عبدالجبار حنبلی بصری	۱۷۱
ابراہیم بن خیار مدنی	۱۷۱
امام ابوالسعود	۱۹۰
علّامہ منادی	۱۹۱
سراج المنیر	۱۹۲
امام ابن الہمام	۱۹۸
〃	۲۳۰
〃	۲۳۰
امام عینی	۲۳۳
〃	۲۳۴
امام نووی	۲۳۴
علامہ قاضی عیاض	۲۳۴
علامہ طحطاوی	۲۳۷
علامہ قاری	۲۳۸
〃	۲۳۹

نام	صفحہ
تفہیم المسائل	۲۳۸
امام عینی	۲۵۹
〃	۲۶۰
تفہیم المسائل	۲۶۶
〃	۲۶۷
امام عینی	۲۸۲

مذکورین حواشی

نام	صفحہ
جذب القلوب	۵۳
سید سمہودی	۵۳
انیس الغریب	۱۰۸
جذب القلوب	۱۰۹
امام نورالدین	۱۰۹
ابوالحسن علی	۱۱۱
جذب القلوب	۱۱۷
مدارج	۱۴۱
علامہ زیادی	۱۷۷
علامہ اجہوری	۱۷۷
علامہ داودی	۱۷۷
علامہ شامی	۱۷۷

marfat.com

اشعۃ اللمعات

جلد ۴

شرح مشکوٰۃ

تصنیف منیف

عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ و حواشی

حضرت علامہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مدظلہ العالی

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

فیوضِ غوثِ یزدانی

ترجمہ

الفتح الربانی

از محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ

شواہد الحق اردو

سر

فی الاستعانۃ بسید الخلق

تصنیف، امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ

ترجمہ، مولانا علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ

موطا امام مالک (مکمل)

ترجمہ و تحشیہ علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری مدظلہ

مشتمل

صحیح بخاری، سنن ابن ماجہ، سنن ابوداؤد وغیرہا

غنیۃ الطالبین (اردو)

از محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ، مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی

تقدیم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حجۃ اللہ البالغہ (اردو)

مختصر

تالیف

حضرت قطب الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ مولانا عبدالحق حقانی

فرید بک سٹال ◎ ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲

فون ۷۳۱۲۱۷۳ / ۷۲۲۴۸۹۹

marfat.com